6

وعظ و نصیحت

2022ء



مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
متکلم اسلام

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

6

وعظ و نصیحت

2022ء

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا



نام کتاب .... وعظ ونصیحت

تالیف: .... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت 2022ء

بار اشاعت .... اوّل

ملنے کا پتہ

دار الایمان

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321 6353540

www.ahnafmedia.com

فہرست

دعوتِ ولیمہ کی شرعی حیثیت ... 31

ولیمہ کا وقت: ... 31

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: ... 31

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا: ... 32

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ... 32

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ولیمہ: ... 33

اَچھا ولیمہ: ... 33

بُرا ولیمہ: ... 33

ولیمہ کی دعوت قبول کرنا: ... 34

ولیمہ میں بغیر دعوت کے شرکت کرنا: ... 35

اضافی شخص کو ساتھ لیجانے کی اجازت: ... 35

میزبان کو دعا دیں: ... 36

فاسق لوگوں کی دعوت پر نہ جائیں: ... 37

ولیمہ کے موقع پر چند بری عادتیں: ... 37

ولیمہ کے موقع پر دوسروں کا خیال کریں: ... 38

نیوتہ ایک بدترین قرض: ... 39

تعاون کا جائز اور مہذب طریقہ: ... 39

نیوتہ کا شرعی حکم: 40

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط:1) 41

نام اور کنیت: 41

کنیت وصفی: 41

ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں: 41

پاکیزہ بچپن: 42

بت پرستی سے اجتناب: 42

شراب نوشی سے اجتناب: 44

قبول اسلام: 45

پہلے صحابی: 46

صدیق کہنے کی وجہ: 46

عتیق کہنے کی وجہ: 47

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط:2) 48

ابو بکر رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد تکالیف برداشت کرنا: 48

ابو بکر رضی اللہ عنہ راز دار نبوت: 52

ابو بکر رضی اللہ عنہ میں پانچ نبوی اوصاف: 54

ابو بکر رضی اللہ عنہ میں جنتی اوصاف: 54

ابو بکر رضی اللہ عنہ میں تکبر نہیں: 55

نامہ اعمال کی تین اقسام 57

اعمال نامہ میں سب درج ہو گا: 58

1...نامہ اعمال میں شرک: 58

شرک فی الذات والصفات: 58

2...نامہ اعمال میں ظلم: 59

امت محمدیہ کا مفلس شخص: 59

3...نامہ اعمال جس کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں: 60

توبہ کی نیت سے گناہ کرنا: 61

سب سے بہتر نامہ اعمال: 61

اسلام روکتا ہے... حسد سے نجش سے 64

حسد کا معنیٰ: 65

حسد نیکیوں کو تباہ کر دیتا ہے: 65

حسد... خیر کا دشمن: 66

نجش... دھوکہ بازی سے بچیں: 66

نجش کا معنیٰ: 66

خرید و فروخت میں دھوکہ بازی: 66

ہر معاملے میں دھوکہ بازی: 67

دھوکہ باز ملعون ہے: 67

سود خوری: 67

اللہ سود کو گھٹاتے ہیں: 68

سودی معاملات کرنے والوں پر لعنت: 69

میں مسلمان ہوں ویلنٹائن ڈے نہیں مناتا 70

دین اسلام کی اتباع: 70

عام فہم مفہوم: 70

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے: 71

شیطان کی اتباع نہ کرو: 71

شیطان تمہارا دشمن، تم بھی اسے دشمن بناکر رکھو: 71

شیطان کی کوشش: 72

ویلنٹائن ڈے کا تاریخی پس منظر: 72

جنسیت زدہ لوگوں کے خواہشات کی تکمیل: 73

اسلامی معاشرے میں حیا کی اہمیت: 73

اسلام کی امتیازی علامت: 73

خیر کا پیش خیمہ حیا ہے: 73

ویلنٹائن ڈے فحش تہوار: 74

فحاشی پھیلانے والوں کو دردناک عذاب: 74

غیر محرم مرد وعورت کے ساتھ تیسرا شیطان: 74

شیطان جسم میں گردش کرتا ہے: 75

غیر مسلموں کی مشابہت: 75

فعل حرام کا سبب بھی حرام: 76
حیا ختم ہونے کے بُرے نتائج: 76
غیر مسلموں کے ساتھ حشر: 76
فیملی سسٹم تباہ، میخائل گورباچوف کی گواہی: 77
والدین کی ذمہ داری: 77
اہل علم کی ذمہ داری: 78
میڈیا کی ذمہ داری: 78
سوشل میڈیا ایکٹوسٹس کی ذمہ داری: 78
حکومت کی ذمہ داری: 78

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پیار (حصہ اول) 79

ہر چیز باکمال عطا ہوئی: 79
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیات قرآنیہ کے مصداق: 79
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ احادیثِ نبویہ کے مصداق: 79
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بطور خاص مصداق: 80
مذکورہ خصوصی فضائل نہ بھی ہوتے: 82
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص دوستوں کا مقدر: 82
کیسی تاریخی روایات کو چھوڑا جائے گا؟: 83
تاریخی روایات کی بنیاد پر تنقید معتبر نہیں: 83
صحابہ دین اسلام کے عینی گواہ ہیں: 84

امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ: 85
مشاجراتِ صحابہ: 85
اھل السنۃ والجماعۃ کا معتدل موقف: 85
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احترام: 87
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام: 88
فریقین کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ: 89
حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح: 89

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پیار (حصہ دوم) 91

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تواضع: 91
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ایفائے عہد: 93
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ توسل: 94
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مزاح: 95
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ: 96

معراج کا تحفہ... نماز 97

نمازی... بڑے اجر والے: 97
نماز میں سستی نفاق کی علامت: 97
نماز سچے مومنین کی علامت: 98
کامیاب مومن کی علامت: 98
نماز... اسلام کا بنیادی رکن: 98

نماز سے گناہ مٹ جاتے ہیں: 99

نماز باعث مغفرت عمل ہے: 99

نماز کا سب سے پہلے حساب: 100

نماز چھوڑنے پر سخت وعید: 100

بیٹی کا مقام و مرتبہ 102

بیٹی... دورِ قدیم و جدید کی جہالتوں کی زد میں: 102

بیٹی کے بارے اہم اسلامی احکامات: 102

بیٹی... اللہ کی عطا ہے: 103

بیٹی کو منحوس سمجھنا سراسر جہالت ہے: 103

جہلائے عرب کا رواج: 104

بیٹی کو دفن کرنے کا دردناک واقعہ: 104

بیٹی کی پیدائش پر ایک خاتون کے اشعار: 106

بیٹی... جہنم سے بچانے کے لیے ڈھال: 106

بیٹی سے محبت پر جنت: 107

بیٹی سے حسن سلوک پر جنت: 107

تین بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت: 108

دو بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت: 108

ایک بیٹی کی اچھی پرورش پر جنت: 109

سیاسی کشمکش اور اسلامی تعلیمات 110

ذاتیات نہیں نظریات: 110

پردہ پوشی کریں: 111

پردہ دری سے بچیں: 111

سچ بولیں، جھوٹ سے بچیں: 112

تمسخر، طعنہ زنی اور برے القابات سے بچیں: 112

بدگمانی اور غیبت سے بچیں: 113

لڑائی کے بجائے صلح کریں: 114

سیاسی قائدین کی ذمہ داریاں: 115

سیاسی کارکنان کی ذمہ داریاں: 115

صحافی برادری کی ذمہ داریاں: 116

حج ایک عاشقانہ عبادت 117

حج ایک عاشقانہ عبادت: 117

حجاج کرام خاص خیال رکھیں: 118

حج کی فضیلت: 119

حج جلدی کریں: 119

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر وعید: 119

حج سے گناہ معاف: 120

حج کی جزا جنت ہے: 120

حجاج سے دعائیں کرائیں: 121

حجاج شفاعت کریں گے: 121
مناسک حج کے بعد ذکر اللہ: 121
طواف، سعی اور رمی میں ذکر اللہ: 122
حج کے دوران گناہوں سے بچیں: 122

دین دوری کے اسباب، نتائج اور حل 124

وحدۃ الوجود: 124
غلط فہمی کا ازالہ: 124
وحدۃ الشہود: 124
دین دوری: 125
علامات قیامت: 125
علامات صغریٰ: 125
علم اٹھالیا جائے گا: 126
قبر پر سبز جھنڈی / لال جھنڈی: 127
بایاں ہاتھ کاٹنا: 128
دعوت فکر: 128

قربانی کے فضائل و مسائل (حصہ اول) 130

قربانی کا ثبوت: 130
قربانی کا حکم: 132
قربانی کے جانور: 135

قربانی کے فضائل ومسائل (حصہ دوم) 137

جانور کی عمر: 137

ثنی اور جذع: 137

دلیل: 138

شرکاء اور ان کی تعداد: 140

دلیل نمبر1: 140

دلیل نمبر2: 141

جواب نمبر1: 141

جواب نمبر2: 143

جواب نمبر3: 143

بکری صرف ایک شخص کی طرف سے: 145

دلیل نمبر1: 145

جواب: 147

قربانی کا وقت: 148

دلیل: 148

دوستی کا معیار 150

نیک لوگوں کو دوست بناؤ برے لوگوں کو دوست نہ بناؤ: 150

دوستی کی بنیاد اللہ کی رضا ہو: 151

قرآن والوں سے دوستی لگائیں: 152

ذکر اللہ کرنے والوں سے دوستی لگائیں: 153
نیک لوگوں سے دوستی لگائیں: 155
آج کل کی دوستیاں: 156
بیہودہ مجالس سے دور رہیں: 156
بے دین لوگوں سے دوستی پر آخرت میں پچھتاوا: 156
لمحہ فکریہ! 157
بے فائدہ باتیں، بے کار کام چھوڑ دیں: 157

ماہ محرم الحرام دینی و انتظامی ذمہ داریاں 158

دینی ذمہ داریاں: 158
انتظامی ذمہ داریاں: 163

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج (حصہ اول) 165

شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد: 165
حضرت امیر معاویہ سے خوشگوار تعلقات: 165
یزید کی تخت نشینی اور بیعت کی ناکام خواہش: 165
حاکم مدینہ ولید کا پیغام: 166
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی: 166
حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مکہ روانگی: 166
عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کا خیر خواہانہ مشورہ: 167
حاکم مدینہ عمرو بن سعید اشدق: 167

عمرو بن زبیر کی مکہ کی طرف لشکر کشی: 167
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پیغام: 168
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط و وفود: 168
مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام خط: 168
کوفہ کی صورتحال: 169
مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط اور مبارک خواہشات: 169
کوفہ کی جانب سفر کا ارادہ اور محبین کے مشورے: 169
حالات کی تبدیلی: 170
نیا حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد: 171
مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد کا رویہ: 171
مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا 70 سپاہیوں سے مقابلہ: 171
مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے عہد شکنی: 171
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پیغام: 172
ارادے کی مضبوطی اور منزل کی جانب مسلسل سفر: 172
مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت: 173

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج (حصہ دوم) 174

حاکم مکہ کی ابن زیاد کو اطلاع اور اقدامات: 174
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام: 174
قاصد حسین کی گرفتاری: 174

قاصد حسین کی دلیری اور اعلانِ حق: 175
قاصد حسین کا قتل: 175
شہادت مسلم بن عقیل کی اطلاع: 175
قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت: 176
عبد اللہ بن لقیط رضی اللہ عنہ کی شہادت: 177
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جامع ترین خطبہ: 177
چند لوگوں کی واپسی: 177
حر بن یزید کا لشکر: 177
نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی: 178
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ: 178
حر بن یزید کی رکاوٹ: 179
واپسی کا حکم: 179
حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حر بن یزید کا مکالمہ: 179
نہ کوفہ نہ مدینہ: 179
قافلہ حسینی کربلا میں خیمہ زن: 180
حر بن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام: 180
ہم پہل نہیں کریں گے: 180
عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں: 181
عمر بن سعد کا ابن زیاد کو خط: 181
ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم: 181

پانی کی بندش اور 20 مشکیزوں کا حصول: 181
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط: 182
عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط: 182
شمر ذی الجوشن کی خباثت: 182
شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کو خط: 183
ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام: 183
عمر بن سعد کے نام ابن زیاد کا خط: 183
خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: 184
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام: 184
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ: 185
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت: 185
عاشوراء کی رات: 185
صفوں کی ترتیب: 186
حر بن یزید کی لشکر حسینی میں شرکت: 186
حر بن یزید کی معافی اور شہادت: 186
دشمنوں کی سفاکی: 186
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت: 187
آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا: 187
شہدائے کربلا کی بے حرمتی: 187
ظلم بالائے ظلم: 187

ارے ابن زیاد ارے بد بخت: 188

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج (حصہ سوم)............... 189

کربلا سے کوفہ، کوفہ سے دمشق: 189

علی بن حسین (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) بچ گئے: 189

قافلہ سادات کی خواتین کا احترام: 189

زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کا ابن زیاد کو خطاب: 190

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ابن زیاد کو خطاب: 190

قافلہ سادات دمشق میں: 190

بعض غیر مستند اور من گھڑت تاریخی روایات: 191

قابل مذمت رویہ: 191

قافلہ سادات کے سامنے یزید کا ردِ عمل: 191

یزید کی بیوی ہندہ بنت عبد اللہ کا رونا چلانا: 191

یزید کے دربار میں پیش آنے والا ایک واقعہ: 192

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یزید کو تنبیہ: 192

قافلہ سادات کی مدینہ روانگی: 192

حفاظتی دستہ کا حسن سلوک: 193

قافلہ سادات کی مدینہ آمد: 193

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے ذمہ داران: 194

1: اہلِ کوفہ: 194

2:عبید اللہ بن زیاد: 194
3: شمر ذی الجوشن: 195
4:عمر بن سعد: 195
5:سنان بن انس نخعی: 195
6:خولی بن یزید الاصبحی: 195
7:یزید: 196
بری الذمہ نہ ہونے کی پہلی وجہ: 196
بری الذمہ نہ ہونے کی دوسری وجہ: 196
یزید کے اظہار افسوس کی حقیقت: 196

واقعہ کربلا کے اعتقادی، سیاسی اور تکوینی نتائج 198

اعتقادی نتائج: 198
نظریاتی نتائج: 199
سیاسی نتائج: 203
بعض اصحاب نے یزید کی بیعت کیوں کی؟ 204
تکوینی نتائج: 204

سیلاب... اسباب اور نجات 206

پاکستان کی موجودہ صورتحال: 206
1:طوفان نوح: 206
طوفان بصورت بارش وسیلاب: 207

عالمی سطح کا سیلاب: 207

1: انکار توحید و رسالت: 207

2: شرک: 208

3: تمسخر و تکبر: 209

4: مکاری: 209

5: گمراہی پھیلانا: 209

2: سیل عرم: 210

قوم سبا کا تعارف: 210

قوم سبا کے انجینئرز: 211

تین منزلہ ڈیم: 211

ڈیم کا حوض: 211

ملک کے بارہ حصے بارہ نہریں: 211

اللہ کی نعمتیں: 212

مآرب کی آب و ہوا: 212

خدائی احکامات سے روگردانی: 213

13 انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے گئے: 213

سخت طوفانی سیلاب: 213

عذاب کی وجہ: 213

آزمائش اور عذاب: 214

ہماری بنیادی ذمہ داری: 214

مرکز کے علماء کی زیر نگرانی امدادی سرگرمیاں: 214
متاثرین کی ضروریات: 215
سیلاب سے بچنے کی مسنون دعا: 215

ٹرانس جینڈر، ہم جنس پرستی اور اسلامی تعلیمات 216

ٹرانس جینڈر میں ہم جنس پرستی کا چور دروازہ: 216
ایکٹ سے ملنے والا غلط تحفظ: 216
ایکٹ کی خامیاں: 216
ایکٹ سے متعلق حکومتی اعداد و شمار: 217
پاکستان کی اسلامی شناخت ختم کرنے کی سازش: 217
جنسی خواہشات پر کنٹرول اور اسے پورا کرنا: 218
جنسی تسکین کا جائز طریقہ.... نکاح: 218
عورتوں سے نکاح کرو: 219
جنسی تسکین کی شرعی حدود: 219
آیات مذکورہ کے چند اہم نتائج: 219
بدفعلی کی تعریف: 219
سحاق کی تعریف: 220
بدفعلی (غیر فطری عمل) کی ابتداء: 220
قوم لوط کی سخت ترین سزا: 220
بدفعلی کرنے والوں کو دیگر سزائیں: 221

اردن میں بحر میت (DEAD SEA): 221
بد فعلی کرنے والے دونوں کو سخت سزا: 221
مجھے اپنی امت کے بارے خوف ہے: 222
بد فعلی اور سحاق باعث ہلاکت کام ہیں: 222
بد فعلی اور سحاق علامات قیامت: 223
بد فعلی کے مرتکبین کو اسلامی حکومت قتل کر سکتی ہے: 223
بد فعلی کے مجرمین کو اسلامی حکومت سنگسار کر سکتی ہے: 224
بد فعلی اور سحاق زنا کی ایک شکل ہے: 224
بد فعلی اور سحاق سے بچنے کی چند تدابیر: 225

نبی کریم ﷺ کی رحمت 226

مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا: 226
تورات میں آپ ﷺ کے اوصافِ جلیلہ: 226
جان کے دشمنوں پر رحمت کے دو واقعے: 227

نبوت اور دلیل نبوت 231

جسم مبارک دلیل نبوت: 231
چہرہ مبارک دلیل نبوت: 234
رُخِ اقدس دلیل نبوت: 234
چہرہ انور دلیل نبوت: 235
صورت نبوت دلیل نبوت: 236

چاند سے زیادہ خوبصورت چہرہ دلیل نبوت: 237
پیشانی مبارک دلیل نبوت: 237
نورانی چہرے کا اعتراف:.................................. 238
قصہ مختصر! 239

ہاتھ مبارک دلیل نبوت 240

ہاتھ مبارک سے عقبہ بن ابی معیط کی بکری کا دودھ دینا... دلیل نبوت: 240
ہاتھ مبارک سے خاک کا محاصرین کی آنکھوں میں جانا...... دلیل نبوت: 241
ہاتھ مبارک سے ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری کا دودھ دینا...... دلیل نبوت: .. 242
ہاتھ مبارک سے ایک چرواہے کی بکری کا دودھ دینا...... دلیل نبوت: . 243
ہاتھ مبارک سے خاک کا کفار کی آنکھوں میں جانا... دلیل نبوت: 244
ہاتھ مبارک کی وجہ سے کھجور کی ٹہنی کا تلوار بن جانا...... دلیل نبوت: . 244
ہاتھ مبارک کی وجہ سے ابن طاب کا تلوار بن جانا...... دلیل نبوت:.... 245
ہاتھ مبارک کی وجہ سے ولیمے کا مختصر کھانا پورا ہو جانا...... دلیل نبوت: . 245
ہاتھ مبارک سے ابن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کا ٹھیک ہو جانا... دلیل نبوت: 246
ہاتھ مبارک سے مقام زوراء پر پانی کے چشمے جاری ہونا...... دلیل نبوت: 247
ہاتھ مبارک سے مقام حدیبیہ پر پانی کے چشمے جاری ہونا... دلیل نبوت: 247

لعاب مبارک دلیل نبوت 249

لعاب مبارک سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی سے درد ختم ہونا... دلیل نبوت: 249
لعاب مبارک سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کا درد ختم ہونا... دلیل نبوت: 251

لعاب مبارک کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے اجسام پر مل لینا... دلیل نبوت: 251
لعاب مبارک سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ ٹھیک ہونا... دلیل نبوت: ... 252
لعاب مبارک کا باعث برکت وشفا ہونا...... دلیل نبوت: 253
لعاب مبارک سے صحابی کی آنکھ کا درست ہو جانا...... دلیل نبوت: 254
لعاب مبارک کی وجہ سے دنیا کے کنویں کا چشمہ بننا...... دلیل نبوت: .. 254
لعاب مبارک سے کڑوا کنواں میٹھا ہو جانا...... دلیل نبوت: 255
لعاب مبارک سے سیدنا عمرو کی ٹانگ ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت: ... 255
لعاب مبارک سے صحابہ کی آنکھوں کا ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت: .. 255
لعاب مبارک سے کولہا ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت: 256
لعاب مبارک سے چند افراد کا کھانا 1000 کیلیے کافی ہونا... دلیل نبوت: 256
لعاب مبارک سے جنون کا مریض ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت: 257
لعاب مبارک سے آسیب زدہ بچے کا نجات پالینا...... دلیل نبوت: 257
لعاب مبارک سے جلا ہوا جسم ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت: 258

قلب مبارک دلیل نبوت 260

شَقِّ صدر...... دلیل نبوت: 260
قلب مبارک... دلیل نبوت: 261
قلب مبارک پر قرآن نازل کرنے کی عقلی وجہ: 262
قلب مبارک نزول وحی کی جگہ: 263
نورِ قلب سے اہل ایمان کے قلوب منور: 264

نبی کو سچے خواب دکھلائے جاتے ہیں: 266
سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ: 266
چھیالیسویں حصے کی توجیہہ: 267
غلط فہمی کا ازالہ: 267
نبی کا خواب وحی ہوتا ہے: 267
خواب مبارک بر موقع غزوہ بدر: 268
خواب مبارک عمرۃ القضاء کی صورت میں پورا ہونا: 269
قلب مبارک پر نیند نہیں آتی: 270

سود سے پاک پاکستان 271

پاکستان کا اسلامی آئین: 271
سودی نظام کا خاتمہ ناگزیر: 271
سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ: 271
فیصلے پر نظر ثانی کی اپیل: 271
سپریم کورٹ آف پاکستان کا شریعت اپیلٹ بنچ: 272
شریعت اپیلٹ بنچ کے معاونین: 272
شریعت اپیلٹ بنچ کا تاریخی فیصلہ: 272
فیصلہ التواء کا شکار: 272
سود غیر شرعی قرار اور 5 سال کی مہلت: 272
پانچ بینکوں کی فیصلے کے خلاف اپیل: 273

اہلیانِ پاکستان کا احتجاج اور ردعمل: 273
نمائندہ وفد کی وزیر اعظم سے ملاقات: 273
ٹاسک فورس کو فوری اقدامات کا فیصلہ: 273
وفاقی وزیر خزانہ کا بیان: 274
فیصلہ کا خیر مقدم: 274
چند تجاویز: 274

ملت اسلامیہ کو شیخ الہند کی ضرورت 276

معاشرے کی پہلی بنیادی ضرورت...... تعلیم: 276
1...... بحیثیت متعلم: 277
علم اور سلوک ساتھ ساتھ: 277
اساتذہ سے دلی عقیدت: 278
استاد کا ادب: 278
استاد کے والد کی خدمت: 278
استاد کی اہلیہ کا ادب: 279
استاد کی اولاد کا ادب: 279
2...... بحیثیت معلم: 280
زمانہ تدریس اور معمولات کی پابندی: 280
حلقہ درس کی ایک جھلک: 281
زمانہ تدریس اور خانقاہ حاضری کا معمول: 281

معاشرے کی دوسری بنیادی ضرورت...... جہالت کا خاتمہ: 282
شیخ الہند رحمہ اللہ کی تصانیف: 282
معاشرے کی تیسری بنیادی ضرورت...... آزادی: 284
اسارتِ شیخ الہند: 284
زمانہ اسارت میں سختیوں کی ایک جھلک: 284
شیخ الہند کا ذوقِ عبادت: 286
زمانہ اسارت میں معمولات کی ایک جھلک: 287
شیخ الہند رحمہ اللہ کا منہج: 288
مصنف مصباح الادلہ قادیانی بن گیا: 289
شیخ الہند کا طرہ امتیاز...... افراد سازی: 290
مسلمانوں کی تباہی کی دو بنیادی وجوہات: 290
غلط فہمی کا ازالہ: 291
دیوبندیت کا معیار: 293
وفات حسرت آیات: 294
حاصل کلام: 294

نظریات مولانا حسین احمد مدنی کی عصری معنویت 296

نام نسب: 296
ولادت: 296
خاندان: 296

تحصیل علم: 296
سلوک و احسان: 297
مستقل مزاجی: 297
علمی خدمات: 298
مدینہ منورہ قیام کی تفصیل: 299
1: عقیدہ توحید و رسالت: 301
2: قرآن کریم: 301
3: حدیث مبارک: 301
4: محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: 302
5: زیارتِ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور توسل: 302
6: عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم: 303
7: ردِّ روح کی تشریح: 303
8: عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت: 304
9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: 304
10: المہند علی المفند اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار: 305
حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام: 306
خلفاء کی تعداد: 306
سیاسی خدمات: 307
تحریکِ خلافت: 307
تحریکات میں قائدانہ کردار: 308

تحریک کے نتائج اور ثمرات: 309

اختلاف اکابر کا ثمرہ: 309

توکل علی اللہ: 310

مدارس اور دینی تعلیم: 310

پابندی شریعت: 310

عدل و انصاف / اخلاق حسنہ: 310

جوانمردی سے مصائب کا مقابلہ: 310

پاکستان سے اچھے تعلقات: 311

وفات حسرت آیات: 311

رسول اللہ ﷺ کی حکیمانہ نصیحتیں 312

عقیدے کی اصلاح: 314

اخلاق کی اصلاح: 315

عمل کی اصلاح: 315

کتاب سے استفادہ کا طریقہ

☆ دینی علم میں اضافے کی نیت سے پڑھیں۔

☆ اسلامی معلومات کو اپنی زندگی کے معمولات بنانے کے جذبہ سے پڑھیں۔

☆ اسے سب سے زیادہ اپنی پھر درجہ بدرجہ دیگر لوگوں کی ضرورت سمجھیں۔

☆ اپنے گھر، اپنے ادارے (خواہ تعلیمی ہو یا تجارتی) میں ہفتہ وار ایک مختصر سی مجلس لگائیں اور اس میں اس کے ایک حصے کی مناسب تشریح کے ساتھ تعلیم کرا دیں۔

☆ ائمہ اور خطباء کرام پہلے اس کے ایک حصہ کا مطالعہ کریں بعد ازاں اپنے الفاظ میں سمجھا دیں۔

☆ کتاب میں موجود آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے حوالے لکھ دیے گئے ہیں لہٰذا کسی الجھن کا شکار ہوئے بغیر شرح صدر سے بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ میری، میرے متعلقین اور تمام عالم اسلام کے ہر طبقے کے افراد کی اصلاح فرمائے۔ دنیا اور آخرت کی ساری کامیابیاں نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

جمعۃ المبارک، 31 دسمبر، 2021ء

مقاصدِ وعظ و نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَةُ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنوری 2017ء سے ہر ہفتے کو باقاعدگی سے "وعظ و نصیحت" کے عنوان سے کچھ گزارشات اپنے متعلقین کی خدمت میں روانہ کی جارہی ہیں یہ اس سلسلے کی چھٹی کڑی ہے۔ مندرجہ ذیل مقاصد پیش نظر رہے۔

1: اپنی ذاتی و نجی زندگی کو احکام شریعت کے مطابق گزارنا۔

2: اپنے گھر کے ماحول کو سنوارنا۔

3: اپنے خاندان، قوم اور قبیلے کے ماحول کو بہتر سے بہتر بنانا۔

4: پاکستان اور دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے اہل اسلام کی فکر کرنا۔

5: جن کے پاس اسلامی تعلیمات ہیں ان میں عمل اور اخلاص کا جذبہ پیدا کرنا۔

6: جن کے پاس اسلامی تعلیمات نہیں ہیں اُن کو اِن سے روشناس کرانا۔

7: معاشرتی اور سماجی موضوعات میں اسلامی رہنمائی کا فریضہ انجام دینا۔

8: اسلام کے وہ زریں اور سنہرے اصول جو پوری انسانیت میں امن و سکون کا باعث ہیں، ان کو پھیلانا۔

9: سوشل میڈیا کے وسیع فورم پر پھیلنے والی بے دینی، گمراہی اور بے حیائی کے سامنے اپنی ہمت کے مطابق بند باندھنا۔

10: خطباء کرام کو جمعۃ المبارک کے بیان کے لیے علمی مواد فراہم کرنا۔

دعوتِ ولیمہ کی شرعی حیثیت

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے ہر موقع پر خواہ وہ خوشی کا ہو یا غمی کا اس میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ضروری قرار دی ہے۔ اطاعت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس بات پر ایمان لاکر اسی طرح اس پر عمل کیا جائے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پوری امت کو حکم دیا ہے۔ انہی خوشیوں کے موقعوں میں سے ایک موقع شادی بیاہ کا بھی ہے، جس میں رخصتی کے بعد ولیمہ ہوتا ہے۔

ولیمہ کا وقت:

میاں اور بیوی کے درمیان خلوت صحیحہ، باہمی ملاقات ہو جانے کے بعد ولیمہ کرنا چاہیے، آج کل بعض علاقوں میں یہ رواج چل نکلا ہے کہ ولیمہ پہلے کرتے ہیں اور رخصتی بعد میں کرتے ہیں۔ یہ کام قابل اصلاح ہے۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ولیمہ کیا اس سے بہتر ولیمہ کسی اور بیوی سے شادی کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکری ذبح کرائی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے بھی اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریرہ (عرب کی مشہور سوغات) بنا کر ایک برتن میں بھیجا لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں کو اور ان کے علاوہ جو تم کو ملے، ولیمہ کے لیے بلا کر لاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے بہت سے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمے میں آنے کی دعوت دی، کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر لوگوں سے بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ دس دس کا حلقہ بنالو اور ہر شخص اپنی طرف سے کھائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ نے اپنا دستِ مبارک اس کھانے میں رکھا اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھالیا کھانا تب بھی ختم نہ ہوا۔ جب سب لوگ کھا چکے تو مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! اس کھانے کو اٹھا لو! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے اسے اٹھایا تو میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ جب یہ کھانا میں نے لوگوں کے سامنے کھانے کے لیے رکھا تھا اُس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے؟ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سینکڑوں آدمیوں کے کھالینے پر بھی بچ گیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ معلوم ہوتا تھا۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان (سدالروحاء) میں تین دن قیام فرمایا اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد شب عروسی گزاری اور میں نے صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ولیمہ میں بلایا، ولیمہ میں نہ گوشت تھا اور نہ ہی روٹی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور جب دستر خوان بچھایا گیا تو اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان کو آپس میں ملا کر ایک پکوان تیار کیا گیا جسے حیس کہا جاتا تھا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنی ایک زوجہ مطہرہ (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کا ولیمہ دو سیر جَو کے ساتھ کیا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ولیمہ:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ... حَتّٰى جَاءَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3781

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور ان کے کپڑوں پر (معمولی سا) زرد رنگ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ حق مہر میں کیا دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ دعوت ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہو۔

اَچھا ولیمہ:

اچھا ولیمہ وہ ہے جس میں اپنی استطاعت کے مطابق رشتہ دار، دوست احباب، دیندار لوگوں اور فقراء کو بلایا جائے۔ ان میں سے رشتہ داروں کا مستقل حق ہے، دوست احباب کا مستقل حق ہے، متقی اور نیک لوگوں کا مستقل حق ہے اور فقراء کا مستقل حق ہے۔

بُرا ولیمہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ

يُدْعٰى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:5177

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے برا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگوں کو بلایا جائے اور غریب لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور جس نے دعوت (بلانا / جانا) کو چھوڑ دیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

ولیمہ کی دعوت قبول کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:5173

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں ولیمے میں شرکت کی دعوت دی جائے تو اس میں شریک ہوا کرو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ. قَالَ هِشَامٌ وَالصَّلَاةُ الدُّعَاءُ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:2462

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ قبول کرے، اگر روزہ دار نہ ہو تو دعوت کھالے اور اگر روزہ دار ہو تو دعوت دینے

والے کو دعا دے۔

فائدہ: حضرت ہشام رحمہ اللہ فَلْيُصَلِّ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا دینا مراد ہے۔

ولیمہ میں بغیر دعوت کے شرکت کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيْرًا ۔

کتاب الآداب للبیہقی، رقم الحدیث:467

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو دعوت دی جائے اور وہ (بلا عذر) اسے قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور بغیر بلائے کسی کی دعوت پر جانے والا شخص چور بن کر داخل ہوتا ہے اور لٹیرا بن کر نکلتا ہے۔

اضافی شخص کو ساتھ لیجانے کی اجازت:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ : أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَرَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ فِي وَجْهِهِ الْجُوعَ فَقَالَ لِغُلَامِهِ: وَيْحَكَ اصْنَعْ لَنَا طَعَامًا لِخَمْسَةِ نَفَرٍ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ قَالَ: فَصَنَعَ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ هٰذَا اتَّبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ، قَالَ: لَا ،بَلْ آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:5357

ترجمہ: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص... جن کی کنیت ابو شعیب تھی... ان کا ایک غلام تھا جو گوشت فروش تھا، ایک دن انہوں (ابو شعیب رضی اللہ عنہ) نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بھوک کے آثار دیکھے تو اپنے غلام سے فرمایا اللہ تیرا بھلا کرے کہ ہمارے لیے اتنا کھانا تیار کرو جو پانچ بندوں کے لیے کافی ہو کیونکہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ بندوں میں سے ایک ہوں گے۔ (یعنی ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور چار آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہوں گے) غلام نے حسب ہدایت کھانا تیار کیا۔

حضرت ابو شعیب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو چار صحابہ کے ہمراہ دعوت پر چلنے کو کہا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے تو ایک اضافی شخص بھی آپ کے ہمراہ چل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر پہنچ کر فرمایا: ابو شعیب! ہمارے ساتھ (ہم پانچ کے علاوہ) مزید ایک شخص بھی آگیا ہے اگر آپ چاہیں تو انہیں بھی دعوت میں ساتھ شریک کر لیا جائے ورنہ انہیں ادھر دروازے پر ہی رہنے دیتے ہیں، ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ان کو بھی اجازت دیتا ہوں۔

میزبان کو دعادیں:

اللّٰھُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِی وَاسْقِ مَنْ سَقَانِی

مسند احمد بن حنبل

ترجمہ: اے اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا آپ اس کو کھلائیے اور جس نے مجھے پلایا آپ اس کو پلائیے۔

فاسق لوگوں کی دعوت پر نہ جائیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِجَابَةِ طَعَامِ الْفَاسِقِينَ.

المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:376

ترجمہ: حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق (کھلے طور پر احکام شریعت کی خلاف ورزی کرنے والے) لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ولیمہ کے موقع پر چند بری عادتیں:

1: کھڑے ہو کر کھانا

2: بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھانا

3: دوسروں کے سامنے سے کھانا

مذکورہ بری عادتوں کے بارے درج ذیل حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں

عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:5376

ترجمہ: حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت تھا (ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا) اور میرا ہاتھ سالن والے برتن میں گھوم رہا تھا (جیسا کہ عام طور پر بچوں کی عادت ہوتی ہے اپنے سامنے

سے بھی کھاتے ہیں اور دوسروں کے سامنے سے بھی چیزیں اٹھا لیتے ہیں) تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بچے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

3: (مردوں کا) خالص ریشم کا لباس پہننا

4: شراب نوشی

5: سائیڈ میوزک اور موسیقی

مذکورہ بری عادتوں کے بارے درج ذیل حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاللهِ مَا كَذَبَنِي سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 5590

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن غنم اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی ہے اور اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانوں باجوں کو حلال سمجھیں گے (حالانکہ یہ حرام ہیں)۔

ولیمہ کے موقع پر دوسروں کا خیال کریں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُوَسَّعُ الْمَجْلِسُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي سِنٍّ لِسِنِّهِ وَذِي عِلْمٍ لِعِلْمِهِ وَذِي سُلْطَانٍ لِسُلْطَانِهِ۔

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث: 10484

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلس میں تین طرح کے لوگوں کے لیے وسعت پیدا کرو۔ بڑے کے لیے اس کے عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے، عالم کے لیے اس کے علم کی وجہ سے اور سردار کے لیے اس کی سرداری کی وجہ سے۔

فائدہ: دوسروں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، اس موقع پر چھینا جھپٹی، دھکم پیل کرنا اور تہذیب سے گری ہوئی حرکات کرنا انتہائی غیر مناسب عمل ہے۔

نیوتہ ایک بدترین قرض:

ہمارے ہاں آج کل نکاح کے موقع پر جو خاندان کے رشتے دار ہیں وہ آتے ہیں کھانا کھانے کے بعد نیوتہ (پیسے) دیتے ہیں اسے لکھا جاتا ہے کہ جی فلاں نے اتنے پیسے دیے، فلاں نے اتنے پیسے دیے ہیں اور جب ان کا نکاح ہوتا ہے تو کاپی دیکھ کر واپس کیا جاتا ہے، بسا اوقات اس سے بڑھ کر دیتے ہیں۔

بعض لوگ اسے تعاون کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ تعاون نہیں بدترین قسم کا قرض ہے جس کی وصولی ضروری ہے۔ تعاون کا معنیٰ تو یہ تھا کہ کسی نے دیا اور نیکی سمجھ کر دیا تعاون کیا اور بھول گئے۔ اب جو شخص صاحب حیثیت ہے ان کے ولیمے کے بعد بھی باہر لوگ کاپی لے کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ اس کی بنیاد تعاون نہیں۔

تعاون کا جائز اور مہذب طریقہ:

آپ صاحب حیثیت ہیں اور تعاون کرنا چاہتے ہیں تو جن کی بچی یا بچہ ہے وہ غریب ہیں اور آپ کے رشتے دار ہیں آپ جا کر پوشیدہ طور پر ان کی ضرورت کے مطابق ان کو نقد دے دو یا آپ کپڑے وغیرہ لے کر دے دیں۔

نیوتہ کا شرعی حکم:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثانی دیوبندی رحمہ اللہ سورۃ الروم کی درج ذیل آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

سورۃ الروم، رقم الآیۃ: 29

اس آیت سے ایک بری رسم کی اصلاح کی گئی جو عام خاندانوں اور اہل قرابت میں چلتی ہے وہ یہ کہ عام طور پر کنبے رشتے کے لوگ جو کچھ دوسرے کو دیتے ہیں، اس پر نظر ہوتی ہے کہ وہ بھی ہمارے وقت پر کچھ ادا کرے گا، خصوصاً نکاح، شادی وغیرہ کی تقریبات میں جو کچھ دیا جاتا ہے، اس کی یہی حیثیت ہوتی ہے، جس کو عُرفِ عام میں "نیوتہ" کہتے ہیں۔ اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے کہ اہل قرابت کا جو حق پہلی آیت میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان کو یہ حق اس طرح دیا جائے کہ نہ ان پر احسان جتائے اور نہ کسی بدلہ پر نظر رکھے اور جس نے بدل کی نیت سے دیا اس کا مال دوسرے عزیز رشتہ دار کے مال میں شامل ہونے کے بعد کچھ زیادتی لے کر آئے گا تو اللہ کے نزدیک اس کا کچھ درجہ اور ثواب نہیں قرآن کریم نے اس زیادتی کو ربا سے تعبیر کرکے اس کی قباحت کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ صورت سود کی سی ہوگئی۔

معارف القرآن ج6/ 750

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد سیاس کھن

پیر، 3 جنوری، 2022ء

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط:1)

اللہ تعالیٰ کی کھربوں رحمتیں نازل ہوں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت میں سب سے بلند مقام پر فائز ہیں۔

نام اور کنیت:

آپ کا نام عبد اللہ بن عثمان اور کنیت ابو بکر ہے۔

کنیت وصفی:

کنیت وصفی کا معنی یہ ہے کہ آپ کو ابو بکر آپ کی اولاد کے نام کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے کام کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

لغت کی معروف کتاب المنجد میں ہے:

بکر: کسی چیز میں پہل کرنا۔ **باکورہ:** پہلا میوہ، **مبکر:** موسم بہار کی پہلی بارش۔

مبکار: پہلے اگانے والی زمین۔ **بکیرہ:** پہلے مراد پہ پہنچنے والا۔

اسی سے ابو بکر ہے جس کا معنی ہے ہر (نیک) کام میں پہل کرنے والا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں:

1: اسلام قبول کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

2: دعوت اسلام دینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

3: اسلام کے لیے مصائب سہنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

4: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

5: غلاموں کو آزاد کرانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

6: یتیموں کی مدد کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

7: امیر حج بنائے جانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

8: مصلیٰ نبوت پر امامت کرانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

9: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت امت کو تسلی دینے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

10: خلافت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

11: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

12: منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

13: مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

14: مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

15: قرآن کریم کو جمع کرنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

16: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روضہ مبارکہ میں سب سے پہلے آرام فرمانے میں بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ پہل کرنے والے ہیں۔

پاکیزہ بچپن:

آپ رضی اللہ عنہ کا بچپن طبعی طور پر برے عقائد اور برے اعمال سے ہمیشہ پاک وصاف رہا ہے۔ ذیل میں صرف دو واقعات پیش خدمت ہیں۔

بت پرستی سے اجتناب:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَيْشُكَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَمْ أَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ وَقَدْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَذَا وَكَذَا سَنَةً. وَأَنَّ أَبَا قُحَافَةَ أَخَذَ بِيَدِي وَانْطَلَقَ بِي إِلَى مَخْدَعٍ فِيهِ الْأَصْنَامُ فَقَالَ: هٰذِهِ آلِهَتُكَ الشُّمُّ الْعُلَى فَاسْجُدْ لَهَا وَخَلَّانِي وَمَضٰى فَدَنَوْتُ مِنَ الصَّنَمِ فَقُلْتُ: إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي

فَلَمْ يُجِبْنِي فَقُلْتُ: إِنِّي عَارٍ فَاكْسُنِي فَلَمْ يُجِبْنِي، فَأَخَذْتُ صَخْرَةً فَقُلْتُ: إِنِّي مُلْقٍ عَلَيْكَ هٰذِهِ الصَّخْرَةَ فَإِنْ كُنْتَ إِلٰهًا فَامْنَعْ نَفْسَكَ فَلَمْ يُجِبْنِي فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ الصَّخْرَةَ فَخَرَّ لِوَجْهِهِ وَأَقْبَلَ أَبِي فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا بُنَيَّ فَقُلْتُ: هُوَ الَّذِي تَرٰى فَانْطَلَقَ بِي إِلٰى أُمِّي فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ دَعْهُ فَهُوَ الَّذِي نَاجَانِي اللهُ تَعَالٰى بِهِ فَقُلْتُ: يَا أُمَّهُ مَا الَّذِي نَاجَاكِ بِهِ قَالَتْ لَيْلَةَ أَصَابَنِي الْمَخَاضُ لَمْ يَكُنْ عِنْدِي أَحَدٌ فَسَمِعْتُ هَاتِفًا يَقُولُ:

يَا أَمَةَ اللهِ عَلَى التَّحْقِيقِ
أَبْشِرِي بِالْوَلَدِ الْعَتِيقِ
اسْمُهُ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيقُ
لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَ رَفِيقٌ

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَلَمَّا انْقَضٰى كَلَامُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ صَدَقَ أَبُو بَكْرٍ وَصَدَّقَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، باب اسلام ابی بکر الصدیق، رقم الحدیث:3857

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر خدمت تھے اسی دوران حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آج تک کسی بت کو سجدہ نہیں کیا باوجودیکہ میری زندگی کا ایک طویل حصہ زمانہ جاہلیت میں بھی گزرا ہے ایک دن مجھے میرے والد ابو قحافہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک بت خانے میں لے گئے جہاں بت رکھے ہوئے تھے اور مجھ سے کہا کہ یہی تیرے بلند و بالا قابل عزت معبود ہیں انہیں سجدہ کرو، یہ کہا اور خود وہاں سے آگے کو چل دیے۔ میں بت کے قریب گیا اور اسے (عاجز کرنے کے لیے) کہا: مجھے بھوک لگی

ہے کھانا دو! بت نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: مجھے کپڑوں کی ضرورت ہے لباس دو! بت نے جواب نہ دیا۔ میں نے ایک پتھر اٹھایا اور اس سے کہا: میں تجھے یہ پتھر مارنے لگا ہوں اگر تو واقعتاً الہ (معبود ہے) تو اپنے آپ کو مجھ سے بچا کر دکھا! بت نے جواب نہ دیا چنانچہ میں نے اس بت کو پتھر دے مارا اور وہ منہ کے بل نیچے آگرا۔ اس کے گرنے کی آواز کی وجہ سے میرے والد چونکے، میری طرف واپس پلٹے، پوچھا: بیٹے! کیا بات ہے؟ میں نے کہا وہی جو آپ کو نظر آرہا ہے۔ میرے والد مجھے میری والدہ کے پاس لے آئے اور سارا واقعہ بتایا۔ میری والدہ کہنے لگی: اس کو چھوڑو (اس کے بارے میں پریشان نہ ہوں) یہ وہ بچہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چند عجیب و غریب غیب کی باتیں بتائی گئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے والدہ سے عرض کی کہ کون سی باتیں بتائی گئی ہیں؟ میری والدہ نے بتایا کہ جب مجھے دردزہ (زچگی کی تکلیف) ہوئی، میرے پاس اس وقت کوئی نہیں تو غیب سے آواز آئی ایک کہنے والا کہہ رہا تھا: اے اللہ کی بندی! تجھے اس بچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی اور ہر وقت میں ساتھ دینے والا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات مکمل ہوئی تو جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: واقعی! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا اور صدیق کی بات کی تین بار تصدیق فرمائی۔

شراب نوشی سے اجتناب:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَرَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْخَمْرَةَ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمْ يَشْرَبْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ۔

معرفۃ الصحابۃ لابی نُعیم، رقم الحدیث:110

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر شراب کو حرام کر رکھا تھا نہ زمانہ جاہلیت میں کبھی شراب پی اور نہ ہی زمانہ اسلام میں۔

قبول اسلام:

عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ إِسْلَامُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَبِيهًا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ تَاجِرًا بِالشَّامِ فَرَأَى رُؤْيَا فَقَصَّهَا عَلَى بَحِيرَا الرَّاهِبِ فَقَالَ لَهُ: مَنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ مَكَّةَ قَالَ: مِنْ أَيِّهَا؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ: فَإِيشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: تَاجِرٌ، قَالَ: إِنْ صَدَّقَ اللهُ رُؤْيَاكَ فَإِنَّهُ سَيَبْعَثُ نَبِيًّا مِنْ قَوْمِكَ تَكُونُ وَزِيرَهُ فِي حَيَاتِهِ وَخَلِيفَتَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ فَأَسَرَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هٰذِهِ حَتّٰى بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَا الدَّلِيلُ عَلٰى مَا تَدَّعِي قَالَ: الرُّؤْيَا الَّتِي رَأَيْتَ بِالشَّامِ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ۔

تاریخ دمشق لابن عساکر

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اسلام وحی آسمانی کے مشابہ ہے وہ اس طرح کہ آپ شام میں بغرض تجارت تشریف لے گئے اور وہاں ایک خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر بحیرا راہب سے پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا: مکہ سے۔ اس نے پوچھا کہ کس قوم سے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ سے جواب دیا کہ قریش۔ اس نے پوچھا کہ مشغلہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاجر ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خواب کو ضرور سچ کرے گا وہ اس طرح کہ آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے آپ ان کی زندگی میں ان کے کے وزیر ہوں گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے

خلیفہ ہوں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (اطمینان قلبی کے لیے) دلیل مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو آپ نے شام میں دیکھا تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

پہلے صحابی:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةُ وَأَوَّلَ رَجُلَيْنِ أَسْلَمَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَعَلِيٌّ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَه۔

فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث:268

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس امت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے مومن (خواتین میں سے) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سے حضرت ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان سب سے پہلے کیا۔

صدیق کہنے کی وجہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ: إِنَّ قَوْمِي لَا يُصَدِّقُونِي. فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيقُ۔

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:7173

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے معراج والی رات جبرئیل امین علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم اس واقعہ معراج کی تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ سے عرض کی، ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ "صدیق" ہیں۔

عتیق کہنے کی وجہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيقُ اللهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 3679

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے ابو بکر !) آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد (محفوظ) ہو چنانچہ اسی دن سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام (لقب) عتیق پڑ گیا۔

نوٹ: آئندہ قسط میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے چند ایمانی اوصاف ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 10 جنوری، 2022ء

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (قسط:2)

اللہ تعالیٰ کی کھربوں رحمتیں نازل ہوں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کہ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت میں سب سے بلند مقام پر فائز ہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ قبول اسلام کے بعد تکالیف برداشت کرنا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا ثَمَانِيَةً وَثَلَاثِينَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُورِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّا قَلِيلٌ.فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُلِحُّ حَتَّى ظَهَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُونَ فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ كُلُّ رَجُلٍ فِي عَشِيرَتِهِ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيبًا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبُوا فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيدًا وَوُطِئَ أَبُو بَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا وَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بن ربيعة فَجعل يضربه بنعلين مخصوفتين وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهِ وَنَزَا عَلَى بَطْنِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ أَنْفِه وَجَاءَ بَنُو تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ فَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِينَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَحَمَلَتْ بَنُو تَيْمٍ أَبَا بَكْرٍ فِي ثَوْبٍ حَتَّى أَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَلَا يَشُكُّونَ فِي مَوْتِهِ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُو تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوا: وَاللهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ.فَرَجَعُوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُو قُحَافَةَ وَبَنُو تَيْمٍ يُكَلِّمُونَ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَجَابَ فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَسُّوا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوهُ ثُمَّ قَامُوا وَقَالُوا لِأُمِّهِ أُمِّ الْخَيْرِ: انْظُرِي أَنْ تُطْعِمِيهِ شَيْئًا أَوْ تَسْقِيهِ إِيَّاهُ؟.

فَلَمَّا خَلَتْ بِهِ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: وَاللهِ مَالِيْ عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ.فَقَالَ: اذْهَبِي إِلٰى أُمِّ جَمِيلٍ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَاسْأَلِيهَا عَنْهُ.فَخَرَجَتْ حَتّٰى جَاءَتْ أُمَّ جَمِيلٍ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؟ فَقَالَتْ: مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَإِنْ كُنْتِ تُحِبِّينَ أَنْ أَذْهَبَ مَعَكِ إِلَى ابْنِكِ.قَالَتْ: نَعَمْ.

فَمَضَتْ مَعَهَا حَتّٰى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيعًا دَنِفًا فَدَنَتْ أُمُّ جَمِيلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ وَاللهِ إِنَّ قَوْمًا نَالُوا هٰذَا مِنْكَ لَأَهْلُ فِسْقٍ وَكُفْرٍ وَإِنِّي لَأَرْجُوْا أَن يَنْتَقِمَ اللهُ لَكَ مِنْهُم قَالَ: فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: هَذِهِ أُمُّكَ تَسْمَعُ.قَالَ: فَلَا شيءَ عَلَيْكِ مِنْهَا.قَالَتْ: سَالِمٌ صَالِحٌ.قَالَ: أَيْنَ هُوَ؟ قَالَتْ: فِي دَارِ ابْنِ الْأَرْقَمِ.قَالَ: فَإِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَّا أَذُوْقَ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبَ شَرَابًا أَوْ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.فَأَمْهَلَتَا حَتّٰى إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَكَنَ النَّاسُ خَرَجَتَا بِهِ يَتَّكِئُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى أَدْخَلَتَاهُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَرَقَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيدَةً.

السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ذکر عمرہ علیہ الصلاۃ والسلام وقت بعثتہ

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 38 ہوگئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے اعلان و اظہار کے متعلق اصرار کے ساتھ عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ابھی ہماری تعداد کم ہے، حضرت ابو بکر بار بار ادب سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوگئے اور ہر قبیلے کے مسلمان مسجدِ (حرام) کے ارد گرد جمع ہوگئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اظہار اسلام کے لیے کھڑے ہوئے، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (پر ایمان لانے) کی طرف بلایا۔ مشرکین (نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی باتیں سنیں تو) ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کو مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ مسجد حرام میں انہیں بری طرح مارا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تو اتنا زیادہ مارا کہ انہیں اپنے پیروں تلے روند ڈالا۔

انہی مشرکوں میں ایک عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے جوتوں کے ساتھ اتنی بے دردی سے مارنا شروع کیا کہ آپ کی ناک چہرے کے ساتھ چپٹی ہو کر رہ گئی۔ کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو تیم والے وہاں پہنچے اور مشرکین کو آپ رضی اللہ عنہ سے دور ہٹایا۔ اور ایک کپڑے میں ڈالا اور اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا۔ (آپ اس قدر زخمی ہو چکے تھے کہ) انہیں آپ کی موت یقینی نظر آنے لگی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلے والے مسجد حرام میں آئے اور اعلان کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! اگر ابو بکر (انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے) مر گئے تو ہم (اس کے بدلے میں) عتبہ بن ربیعہ کو مار ڈالیں گے۔

بہر حال! وہ (بدلے کا اعلان کرنے کے بعد) آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ اور آپ کے قبیلے بنو تیم کے لوگ آپ سے برابر باتیں کرتے لیکن آپ زخموں سے نڈھال ہونے کی وجہ سے جواب نہ دے سکتے تھے یہاں تک کہ شام کے قریب جواب دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس پر آپ کے قبیلہ والوں نے آپ کو ملامت کی (کہ پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اب پھر انہی کا پوچھ رہے ہو؟) اور آپ کو اکیلا چھوڑ کر چل دیے۔

اور آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر سے کہنے لگے: دیکھو! انہیں کچھ کھلا پلا دینا۔ آپ کی والدہ آپ کے پاس آئیں اور کھانے پینے کا اصرار کیا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ؟ام الخیر کہنے لگی: بخدا! مجھے آپ کے دوست کی کچھ خبر نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ام جمیل بنت خطاب کے پاس جائیں اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کر کے آئیں۔ ام الخیر؛ ام جمیل کے پاس آئیں اور کہا: ابو بکر آپ سے محمد بن عبد اللہ کی خیریت کے بارے پوچھ رہا ہے۔ ام جمیل نے رازداری اور خوف کی وجہ سے کہا کہ میں نہ ابو بکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبد اللہ کو۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں۔ ام الخیر نے کہا کہ ضرور تشریف لے چلیں۔ ام جمیل ساتھ آئیں اور آکر آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا: ابو بکر (نڈھال) پڑے ہوئے ہیں اور شدتِ تکلیف سے قریب المرگ ہیں۔ ام جمیل آپ رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں (اور بے قابو ہو کر) چیخ اٹھیں اور کہا: اللہ کی قسم! جن لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ فاسق اور کافر ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کا انتقام ضرور لیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ (ان باتوں کو چھوڑو) مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا: آپ کی والدہ سن رہی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کی پرواہ نہ کریں۔ تب ام جمیل نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بحمد اللہ) صحیح سالم ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اب اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ دار ارقم میں۔ (ام الخیر اور ام جمیل دونوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ کھانے پینے کے لیے اصرار کیا تو) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر وعافیت سے دیکھ نہ لوں) اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا۔ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر ام الخیر اور ام جمیل کھلانے پلانے سے مایوس سی ہو گئیں) کچھ دیر توقف کیا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی اور یہ دونوں آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ جونہی بارگاہ نبوی میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا بوسہ لینے کے لیے آپ پر (شفقت و محبت کی وجہ سے) جھک پڑے، دیگر مسلمان بھی آپ پر (بوسہ لینے کے لیے) جھک پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید رقت طاری ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ راز دار نبوت:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ

إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4005

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب (میری بیٹی) حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے شوہر خُنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور انہی زخموں کی وجہ سے مدینہ منورہ میں آکر شہادت پائی جس کی وجہ سے میری بیٹی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں۔ تو میں نے اپنی بیٹی کے رشتے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کی کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ سے کر دوں؟ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچنے کے لیے کچھ دن کا وقت لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ دن بعد دوبارہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن سے اس بارے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ سوچا ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس سلسلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بات کی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو بغور سن تو لیا لیکن کوئی جواب دیے بغیر خاموش ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ باعث تکلیف ہوا۔ میں نے کچھ دن توقف کیا۔ اس کے بعد خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے پیغام نکاح بھیجا اور میں نے اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا۔

کچھ دن بعد میری ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: عمر! شاید آپ کو میرے طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہو گی کہ آپ نے اپنی بیٹی حفصہ سے نکاح کے لیے مجھ سے بات کی تھی اس پر میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: بالکل تکلیف تو ہوئی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اصل بات یہ تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں خود نکاح فرمانے کی بات کی تھی اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کروں، اس لیے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح نہ فرماتے تو میں آپ کی بیٹی سے ضرور نکاح کر لیتا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ میں پانچ نبوی اوصاف:

قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3905

ترجمہ: قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ نے کہا اے ابو بکر! آپ جیسے لوگ نہ از خود نکلتے ہیں اور نہ ہی نکالے جانے چاہییں آپ لوگوں کو وہ چیزیں دیتے ہو جو ان کے پاس نہیں ہوتیں۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کے اخراجات وغیرہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور جھگڑوں میں حق والوں کی مدد کرتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا اوصاف وہی ہیں جو پہلی وحی کے نزول کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کیے تھے۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ میں جنتی اوصاف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، قَالَ: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2338

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مریض کی تیمار داری کی ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ میں تکبر نہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلَاءَ.

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3665

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنے (چادر / شلوار کے) کپڑے کو لٹکائے ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت والے دن نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگر میں اپنے تہبند کا خیال نہ رکھوں تو نیچے لٹک جاتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

منگل، 18 جنوری، 2022ء

نامہ اعمال کی تین اقسام

اللہ تعالیٰ ہم پر نظر رحمت فرمائے، نظر غضب سے محفوظ فرمائے۔ ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں باقی رکھے اور گناہوں کو معاف فرمائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلدَّوَاوِينُ ثَلَاثَةٌ: دِيوَانٌ لَا يَغْفِرُهُ اللهُ اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ} وَدِيوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، وَدِيوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللهِ، فَذَاكَ إِلَى اللهِ: إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث:7069

ترجمہ: ام المومنین عفیفہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت کے دن) نامہ اعمال تین طرح کے ہوں گے۔ ایک جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ (بندے کی) مغفرت نہیں فرمائیں گے وہ نامہ اعمال ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور وحدانیت میں کسی کو شریک ٹھہرایا گیا ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ (قرآن کریم میں) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو معاف نہیں فرمائے گا۔ دوسرا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو نہیں چھوڑیں گے وہ نامہ اعمال ہو گا جس میں بندے نے دوسرے بندے پر ظلم کیا ہو گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو بدلہ دلوا دیں گے۔ تیسرا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں فرمائیں گے وہ نامہ اعمال ہو گا جس میں بندے نے اللہ کے حق کو ادا کرنے میں نافرمانی، ظلم اور کوتاہی سے کام لیا ہو گا اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ایسے بندے کو عذاب دیں گے اور اگر چاہیں گے تو معاف اور درگزر کر دیں گے۔

اعمال نامہ میں سب درج ہو گا:

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

سورۃ الکہف، رقم الآیۃ:49

ترجمہ: اور جب اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس کی درج شدہ باتوں سے انتہائی خوفزدہ ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری کمبختی! یہ کیسا اعمال نامہ ہے جس نے ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا اس میں ہر طرح سے احاطہ نہ کیا گیا ہو اور وہ اپنا سب کیا دھرا اپنے سامنے دیکھ رہے ہوں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

1...نامہ اعمال میں شرک:

درج بالا حدیث مبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس اعمال نامے کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں شرک کا گناہ لکھا ہوا ہو گا۔ یہ ایسا جرم ہے جس کی وجہ سے بندے کی مغفرت کی سرے سے کوئی امید ہی نہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

شرک فی الذات والصفات:

شرک اللہ تعالیٰ کی ذات میں یا اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا جو صفت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص اور مقرر ہے۔ بعض لوگ اللہ کی ذات میں تو کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے یعنی شرک فی الذات سے بچتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً: روزی دینا، اولاد دینا، پریشانیوں کو دور کرنا، خوشیاں دینا، نفع اور نقصان دینا یہ ایسے کام ہیں جن کا

مالک صرف اور صرف اللہ رب العزت ہے۔ اللہ کے ماسواء کسی کو بھی خواہ وہ ولی ہو یا نبی ہو، انسان ہو یا فرشتہ ہو، جاندار یا غیر جاندار، زندہ ہو یا مردہ الغرض کسی کو بھی یہ قدرت اور اختیار نہیں کہ وہ روزی دے، اولاد دے، نفع پہنچائے یا نقصان سے بچائے، پریشانیوں کو دور کرے یا خوشیاں عطا کرے۔ اسباب کو اختیار کیے بغیر مدد کرنا یہ اللہ رب العزت کا خاصہ ہے اگر کوئی انسان اللہ کے ماسوا کسی اور سے اس درجے کی مدد مانگتا ہے تو وہ توحید کی حقیقت سے غافل ہے اور اگر ایسے کاموں میں مدد مانگتا ہے جو بندے کی طاقت میں داخل ہیں اور اسباب اختیار کرنے سے پورے ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں کسی سے مدد مانگنا شرک نہیں ہو گا۔ جیسے بھوکے، پیاسے کو کھلا پلا کر اس کی مدد کرنا، کسی مریض کو دوائی دے کر اس کے مرض کو دور کرنے میں مدد کرنا وغیرہ۔

2...نامہ اعمال میں ظلم:

درج بالا حدیث مبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے نمبر پر اس اعمال نامے کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں ظلم والا گناہ لکھا ہوا ہو گا۔ یہ ایسا جرم ہے کہ جب تک مظلوم کو اس کا حق نہیں دلایا جائے گا اس وقت تک باقی معاملات آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔

دنیا میں جس کسی پر ظلم کیا ہو گا چاہے وہ کسی کا حق غصب کر کے کیا ہو، زبان سے تکلیف دے کر کیا ہو، ہاتھ سے ایذاء پہنچا کر کیا ہو یا جس بھی شکل میں کیا ہو گا سب سے پہلے مظلوم کی دادرسی کی جائے گی۔

امت محمدیہ کا مفلس شخص:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا

وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:4678

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا ہمارے ہاں اسے مفلس کہا جاتا ہے جس کے پاس دراہم اور مال و متاع وغیرہ نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا اور اس کے بارے میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے کہے گا کہ یا اللہ! اس نے مجھے گالی دی تھی، کوئی کہے گا کہ اس نے مجھ پر الزام تراشی کی تھی، کوئی کہے گا اس نے ناحق طریقے سے میرا مال کھایا تھا، کوئی کہے گا اس نے ناحق خون بہایا تھا، کوئی کہے گا اس نے مجھے مارا تھا۔ ان مظلوموں کو اس ظالم کی نیکیوں میں سے تھوڑا تھوڑا کر کے بدلے کے طور پر دیا جاتا رہے گا ایک وقت آئے گا کہ ظالم کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہوں کا وبال اس پر بطور بدلے کے لاد دیا جائے گا اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

3...نامہ اعمال جس کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں:

درج بالا حدیث مبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے نمبر پر اس اعمال نامے کا تذکرہ فرمایا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہیں ہو گی۔ یعنی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ فرمائیں گے اس کا علم نہیں۔ چاہیں تو عذاب دیں اور چاہیں تو معاف فرمائیں۔ نہ عذاب دینا یقینی اور نہ ہی معاف کرنا یقینی۔

یہ وہ اعمال نامہ ہو گا جس میں بندے نے حقوق اللہ کو ادا کرنے میں غفلت و کوتاہی سے کام لیا ہو گا اب اللہ کی مشیت پر منحصر ہے کہ اس بندے کو معاف فرمائیں یا عذاب دیں۔

توبہ کی نیت سے گناہ کرنا:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

کتاب الزھد لابن مبارک، رقم الحدیث: 171

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقل مند شخص وہ ہے جو اپنے آپ (اور اپنی تخلیق کے مقصد) کو پہچانے اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد "کام" آئیں۔ اور بے وقوف ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات کی اتباع (اللہ کی نافرمانی) کرتا ہے اور (توبہ کیے بغیر جنت کی امید رکھتے ہوئے) یوں کہتا پھرے کہ اللہ معاف کرے گا۔

سب سے بہتر نامہ اعمال:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ: بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ: احْضُرْ

وَزْنَكَ فَيَقُولُ: يَارَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللهِ شَيْءٌ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2639

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت والے دن میرے ایک امتی کو تمام لوگوں کے سامنے لائیں گے جس کے ننانوے رجسٹر گناہوں سے بھرے ہوئے ہوں گے اور ہر رجسٹر (اتنا بڑا ہو گا کہ) تاحدِ نگاہ پھیلا ہوا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے سے پوچھیں گے اے میرے بندے! ان رجسٹروں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے کیا آپ ان میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرتے ہو یہ سمجھتے ہوئے کہ میری طرف سے مقرر کردہ لکھنے والے فرشتوں نے تیرے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو؟ وہ بندہ عرض کرے گا کہ نہیں میں کسی بھی چیز کا انکار نہیں کرتا (سب کچھ صحیح لکھا گیا ہے) اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھیں گے کہ کیا تیرے پاس ان کے بارے میں کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس تیری ایک نیکی باقی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہو گا پھر ایک پرچی نکالی جائے گی جس میں (اخلاص و توبہ کے ساتھ پڑھا ہوا) کلمہ شہادت لکھا ہوا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ میزان عمل میں اس کا وزن کراؤ۔

بندہ گناہوں کے رجسٹروں کے مقابلے میں ایک پرچی کو کم سمجھتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے رب! اتنی چھوٹی سی پرچی کو اتنے بڑے بڑے رجسٹروں کے ساتھ کیا مناسبت؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔ اس کے بعد میزان عمل میں گناہوں کے رجسٹروں کے مقابلے میں کلمہ شہادت والا پرچہ رکھا جائے گا تو گناہوں والے رجسٹروں کا پلڑا ہلکا اور کلمہ شہادت والا پلڑا بھاری ہو گا کیونکہ اللہ کا نام سب سے زیادہ عظمت والا اور وزنی ہے، اللہ کے نام سے زیادہ کوئی چیز بھی وزنی نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 24 جنوری، 2022ء

اسلام روکتا ہے... حسد سے بغض سے

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام نیک اوصاف اپنانے اور برے اوصاف سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اسی سے متعلقہ ایک حدیث مبارک پیش کی جاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هٰهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6633

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو، کسی کے بھاؤ تاؤ پر بھاؤ نہ لگاؤ، اللہ کے بندو! ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس لیے اس پر ظلم نہ کرے، اسے رسوا نہ کرے، اسے (سچی بات میں) جھٹلائے نہیں اور اس کی اہانت نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: تقویٰ کی جگہ یہ (دل) ہے۔ مزید ارشاد فرمایا: انسان کے شریر ہونے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت (کو نقصان پہنچانا) حرام ہے۔

مذکورہ حدیث مبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نمبر پر

جس برے وصف سے منع فرمایا ہے، وہ باہمی حسد ہے۔

حسد کا معنیٰ:

حسد کا معنی یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی دینی یا دنیاوی نعمت مثلاً مال و دولت، حسن و جمال، شہرت و مقبولیت، صلاحیت و استعداد یا علم و دیانت وغیرہ دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ کاش وہ نعمت اس کے بجائے مجھے مل جائے یا کم از کم اُس کے پاس بھی نہ رہے۔ حسد کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ جیسے میں اس نعمت سے محروم ہوں دوسرا شخص بھی محروم ہو جائے۔

حسد نیکیوں کو تباہ کر دیتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4257

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو حسد سے خوب اچھی طرح بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے ختم کر دیتا ہے جیسے خشک لکڑیوں کو آگ ختم کر دیتی ہے۔

وہ انسان کس قدر بے وقوف ہو گا جو نیکیاں کم گناہ زیادہ کرتا ہے لیکن اس سے بڑا ایک اور بے وقوف ہے جو نیکیاں کم کرنے کے باوجود ان کو بھی ضائع کر بیٹھتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

سورۃ النحل، آیت نمبر 92

ترجمہ: اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو محنت سے سوت کاتے پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

حسد... خیر کا دشمن:

عَنْ ضَمُرَۃَ بْنِ ثَعْلَبَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا لَمْ یَتَحَاسَدُوا۔

المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:8157

ترجمہ: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس وقت تک سلامت رہیں گے جب تک وہ ایک دوسرے پر حسد نہ کریں گے۔

نجش... دھوکہ بازی سے بچیں:

مذکورہ حدیث مبارک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے نمبر پر جس برے وصف سے منع فرمایا ہے، وہ دھوکہ بازی ہے۔

نجش کا معنیٰ:

1... خرید و فروخت میں دھوکہ بازی

2... ہر معاملے میں دھوکہ بازی

3... سود خوری

خرید و فروخت میں دھوکہ بازی:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا أَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ النَّجْشِ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:3812

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت میں دھوکہ بازی سے منع فرمایا ہے۔

سامان کے ساتھ کسی اور چیز کو خریدنے کی شرط لگانا جس کی وجہ سے دکاندار

(بیچنے والے) کو فائدہ ہو اور خریدار کو نقصان ہو اسے فقہ اسلامی میں بیع نجش کہتے ہیں۔ اس طرح کرنا شرعاً گناہ ہے۔

ہر معاملے میں دھوکہ بازی:

عَنۡ عَبۡدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَنۡ غَشَّنَا فَلَيۡسَ مِنَّا وَالۡمَكۡرُ وَالۡخِدَاعُ فِي النَّارِ۔

صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:5559

ترجمہ: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمارے (اہل اسلام) سے دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں، مکر و فریب اور دھوکہ بازی جہنم جانے کا ذریعہ ہے۔

دھوکہ باز ملعون ہے:

عَنۡ أَبِي بَكۡرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَلۡعُونٌ مَنۡ ضَارَّ مُؤۡمِنًا أَوۡ مَكَرَ بِهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:1941

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو کسی مومن کو دھوکہ دے یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرے۔

فائدہ: اسلام میں دھوکہ بازی حرام ہے کیونکہ اس سے جانی / مالی نقصان ہوتا ہے۔ اسلام ہر اس کام سے منع کرتا ہے جس میں کسی مسلمان کو نقصان پہنچتا ہو۔

سود خوری:

اَلَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا يَقُوۡمُ الَّذِىۡ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَيۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ‌ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ

الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:275

ترجمہ: سود کھانے والے لوگ جب قیامت والے دن قبروں سے اٹھیں گے تو اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس(پاگل)بنا دیا ہو یہ (عذاب)اس لیے ہو گا کہ دنیا میں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال جبکہ سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت (سود کی واضح حرمت) آگئی ہو اور وہ اس کی وجہ سے سودی معاملات سے آئندہ کے لیے باز آ گیا تو گزشتہ زمانے میں جو کچھ سودی معاملہ ہو چکا، سو وہ ہو چکا۔ اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو شخص دوبارہ سود والے حرام کام کی طرف لوٹا وہ جہنمی ہے وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔

اللہ سود کو گھٹاتے ہیں:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:276

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سود کے مال کو گھٹاتے ہیں اور صدقہ کے مال کو بڑھاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قُلٍّ۔

مسند احمد، رقم الحدیث:3754

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود اگرچہ دیکھنے کے اعتبار سے زیادہ ہی دکھائی دے لیکن انجام کے اعتبار سے کم ہی ہوتا ہے۔

سودی معاملات کرنے والوں پر لعنت:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:4100

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، سود دینے، سودی حسابات و معاملات لکھنے اور سودی لین دین پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام لوگ گناہ گار ہونے میں برابر کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سود سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

پیر، 31 جنوری، 2022ء

میں مسلمان ہوں ویلنٹائن ڈے نہیں مناتا

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو جن اعتقادی، معاشرتی اور عملی بے راہ رویوں سے روکا یقیناً وہ نقصان دہ تھیں اس لیے منع کیا اور صراط مستقیم کے جن معتدل خطوط پر چلنے کا حکم دیا وہ یقیناً انفرادی و اجتماعی، قومی و ملی طور پر سراپا خیر ہیں اس لیے حکم دیا۔ ورنہ منع کرنے اور حکم دینے کا کوئی راز سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔

دین اسلام کی اتباع:

قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے (شریعت اسلامیہ) ہی کو درست قرار دے کر اس کی اتباع جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے علاوہ دیگر راستوں کو غلط قرار دے کر ان سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ: 153

ترجمہ: اور (اے میرے پیغمبر! آپ ان سے فرما دو) کہ یہی (دین اسلام والا) میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا اس کی اتباع کرو اور دوسروں کے راستوں پر مت چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دیں گے۔ یہ وہ (قیمتی) باتیں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے (اس لیے) تاکید فرمائی ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

عام فہم مفہوم:

آسان اور عام فہم انداز میں ہم اسے یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اسلامی اعتقادات و معاملات، طور طریقوں اور اصولوں

پر جمے رہو اور غیر مسلم اقوام کے معتقدات، رسوم و رواج اور اختراعات و خرافات سے مکمل بچو ورنہ یہ چیزیں تمہیں اپنے رب سے دور کر دیں گی۔

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے:

قرآن و سنت اور اسلاف کے زریں اقوال کی بے شمار شہادتیں اس بات پر موجود ہیں کہ ساری انسانیت کے لیے صرف دین اسلام ہی مکمل ضابطہ حیات اور ذریعہ نجات ہے۔ اسلام ہی کامل و مکمل، جامع اور ناقابل تبدیل دستور العمل ہونے کی ناقابل تردید حقیقت ہے۔ دنیا و آخرت، زندگی موت اور فوز و فلاح کے تمام شعبے اس کے وسیع ترین دائرے میں سمٹے ہوئے ہیں۔

شیطان کی اتباع نہ کرو:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 208

ترجمہ: اے مومنو! دین اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر چل کر اس کی اتباع نہ کرو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

شیطان تمہارا دشمن، تم بھی اسے دشمن بنا کر رکھو:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ﴿۶﴾

سورۃ فاطر، رقم الآیۃ: 6

ترجمہ: یقیناً شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی بنا کر رکھو (یعنی اس کی بات نہ مانو) وہ اپنے ماننے والوں کو جس بات کی طرف بلاتا ہے وہ اس لیے تاکہ وہ بھی (اس کے ساتھ) جہنمی بن جائیں۔

شیطان کی کوشش:

انسان کا سب سے قدیم، شاطر، چالاک، عیار اور خطرناک دشمن شیطان ہے۔ وہ اس کو ہر اس کام پر ابھارتا ہے بلکہ مزین کرکے پیش کرتا ہے جو عقلی و حسی اور شرعی طور پر برا اور فحش ہو۔ جس پر قرآنی شہادت اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ کے الفاظ سے موجود ہے کہ شیطان تمہیں برائی اور بے حیائی پر آمادہ کرنے کے لیے زور لگاتا ہے۔ ان بے شمار کاموں میں سے ایک غیر اسلامی، غیر شرعی، غیر فطری اور غیر اخلاقی محبت کا اظہار بھی ہے۔ جسے "ویلنٹائن ڈے" کے منحوس نام سے جانا جاتا ہے جو اخلاق باختگی اور بے ہودگی کی انتہاء پر پہنچ کر ہی منایا جاتا ہے۔

ویلنٹائن ڈے کا تاریخی پس منظر:

اس کے بارے میں کئی داستانیں رقم کی گئی ہیں ان میں سے ایک مشہور داستان یہ ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں ویلن ٹائن نامی ایک عیسائی پادری تھے جو ایک راہبہ سے عشق کر بیٹھے۔ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا اس لیے ایک دن ویلن ٹائن نے اپنی راہبہ سے کہا کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ 14 فروری ایک مبارک دن ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب اور راہبہ جنسی و صنفی ملاپ بھی کرلیں تب بھی اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے اس خواب کی تعبیر کو پورا کرنے میں راہب کا مکمل ساتھ دیا اور یوں وہ سب کچھ کر گزرے جس سے انہیں عیسائیت روکتی تھی۔

چنانچہ ان کا بھی وہی حشر ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ویلن ٹائن کو شہید محبت قرار دیا اور اس کی یاد میں 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے منایا جانے لگا۔

جنسیت زدہ لوگوں کے خواہشات کی تکمیل:

گزشتہ ادوار میں ہر سال 14 فروری کو کچھ لوگ ناجائز خواہشات کی تسکین کے لیے اسے منانے کا اہتمام کرتے تھے۔ قطع نظر اس سے کہ ان داستانوں میں کہاں تک واقعیت کو دخل ہے؟ اس غیر ضروری بحث میں الجھے بغیر اس کے چند مفاسد پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ سب سے پہلے حیا کے بارے اسلامی نقطہ نظر سمجھ لیا جائے۔

اسلامی معاشرے میں حیا کی اہمیت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:9

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ساٹھ سے زائد شعبے ہیں اور حیا ایمان کا عظیم شعبہ ہے۔

اسلام کی امتیازی علامت:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:4171

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کی امتیازی علامت ہوتی ہے اور اسلام کی امتیازی علامت حیا ہے

خیر کا پیش خیمہ حیا ہے:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:6117

ترجمہ: حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ہمیشہ خیر ہی کی وجہ سے آتی ہے۔

ویلنٹائن ڈے فحش تہوار:

ویلنٹائن ڈے ایک فحش تہوار ہے اور بے حیائی پھیلانے والوں کی قرآن وسنت میں بہت سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔

فحاشی پھیلانے والوں کو دردناک عذاب:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾

سورۃ النور، رقم الآیۃ: 19

ترجمہ: یقیناً جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں فحاشی و بے حیائی پھیل جائے ان کیلیے دنیا و آخرت میں انتہائی دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

غیر محرم مرد و عورت کے ساتھ تیسرا شیطان:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم .. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.

مسند احمد، رقم الحدیث: 14651

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے (یعنی تمام ایمانیات اور ان کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے تو) اسے چاہیے کہ کسی غیر محرم عورت سے اس کے محرم کے بغیر تنہائی میں نہ ملے اس لیے کہ ان دونوں (تنہائی میں ملنے والے مرد اور عورت) کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

شیطان جسم میں گردش کرتا ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:1172

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ایسی خواتین کے گھروں میں نہ جاؤ کہ جن کے شوہر اس وقت گھر میں نہ ہوں اس لیے کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے اندر ایسے گردش کرتا ہے جیسے جسم میں خون دوڑتا ہے۔

غیر مسلموں کی مشابہت:

ویلنٹائن ڈے غیر اسلامی تہوار ہے اور غیر مسلموں کی نقالی حرام ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:4033

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لاَ تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلاَ بِالنَّصَارَى۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2695

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اغیار (مسلمانوں کے طریقے سے الگ) کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔

فعل حرام کا سبب بھی حرام:

اس سے دل میں عشق مجازی اور دیوانگی جنم لیتی ہے جس کا نتیجہ زنا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ خود بھی حرام ہوتی ہے۔

حیا ختم ہونے کے بُرے نتائج:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ۔

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:4044

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل جب کسی شخص کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اسے حیا سے محروم کر دیتے ہیں، جب اس سے حیا چھین لیا جاتا ہے تو وہ ناپسندیدہ اور قابل نفرت بن جاتا ہے۔ جب وہ ناپسندیدہ اور قابل نفرت بن جاتا ہے تو اسے امانت داری سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جب امانت داری چھن جاتی ہے تو وہ خائن اور خیانت میں مشہور ہو جاتا ہے۔ جب وہ خائن اور خیانت میں مشہور ہو جائے تو اس سے رحمدلی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس سے رحمدلی چھن جائے تو وہ ملعون اور قابل لعنت بن جاتا ہے اور لوگ اس پر لعنتیں بھیجتے ہیں جب وہ ملعون اور قابل لعنت بن جائے تو اس کی گردن سے اسلام کا ہار اتر جاتا ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ حشر:

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص عجمیوں (غیر

مسلموں) کی نقالی میں نوروز اور مہر جان (مذہبی تہوار) کا دن مناتا ہے اور آخر عمر تک اپنے اس کام کو کسی طور درست بھی سمجھتا ہے تو وہ قیامت کے دن غیر مسلموں کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔

فیملی سسٹم تباہ، میخائل گورباچوف کی گواہی:

سوویت یونین کے صدر "میخائل گورباچوف" اپنی کتاب "پروسٹرائیکا" میں لکھتے ہیں:

"ہماری مغرب کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا اور اس کو گھر سے باہر نکالنے کے نتیجے میں بیشک ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کئے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، اس لئے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورت بھی کام کر رہی ہے لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا؛ اور فیملی سسٹم تباہ ہونے کے نتیجے میں ہمیں جو نقصانات اٹھانا پڑے ہیں وہ نقصانات ان فوائد سے زیادہ ہیں جو پروڈکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے۔ لہٰذا میں اپنے ملک میں پروسٹرائیکا کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں، اس میں میرا ایک بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے نکل چکی ہے؛ اس کو گھر میں واپس کیسے لایا جائے؟ اس کے طریقے سوچنے پڑیں گے ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے اسی طرح ہماری قوم تباہ ہو جائے گی۔"

والدین کی ذمہ داری:

والدین اپنی اولاد کو حیا کی تعلیم دیں، ان کی نگرانی کریں کہ گھر سے باہر کسی سے ملنے نہ جائیں۔ بچے تعلیم یا روزگار کے حصول کے لیے گھر سے دور ہوں تو رابطہ کر کے سمجھائیں کہ اپنی اور خاندان کی عزت کو تباہ ہونے سے بچائیں۔

اہل علم کی ذمہ داری:

علماء کرام حیا و پاکدامنی، عزت و ناموس، عفت و آبرو پردہ وحجاب کے فوائد اور بے حیائی، فحاشی، عُریانی، جنسی آزادی اور مغربی کلچر، غیر اسلامی تہذیب کے نقصانات اور بے پردگی و بے حجابی پر قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کریں۔

میڈیا کی ذمہ داری:

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا حیا کے مثبت اور بے حیائی منفی نتائج اور اثرات سے نوجوان نسل کو ایک مہم کے تحت آگاہ کرے۔

سوشل میڈیا ایکٹوسٹس کی ذمہ داری:

جو لوگ سوشل میڈیا سے وابستہ ہیں وہ اسلامی تہذیب کا پرچار اور غیر اسلامی تہوار، غیر مسلموں کی مشابہت کے نقصانات کو خوب عام کریں۔

حکومت کی ذمہ داری:

اس دن پارک، ہوٹل اور پھولوں والی دکانوں کی کڑی نگرانی کی جائے اور سخت اقدامات کیے جائیں اگر کوئی اس طرح کا جوڑا نظر آئے تو اسے سخت سے سخت سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ ان خرافات سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد سیاس کھن

پیر، 7 فروری، 2022ء

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پیار (حصہ اول)

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجے کی محبت ہے اس لیے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی عطا کیا ہے باکمال عطا کیا ہے۔

ہر چیز باکمال عطا ہوئی:

زمانہ، علاقہ، قوم، قبیلہ، خاندان، گھرانہ، جسم، حسن، جمال، بچپن، لڑکپن، جوانی، ازواج، آل اولاد، مزاج، نبوت، ختم نبوت، قرآن، سنت، دین، علم، عمل، اخلاص، تقویٰ، للّٰہیت، خشیت، معرفت، قربت، وفا و ایفاء، تبلیغ، صبر، تحمل، بردباری، عفو و درگزر، حوصلہ واستقامت، آیات و معجزات، اسراء، معراج، ہجرت، غزوات، فتوحات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشرات، حجرہ و مسجد، حیات و وفات، حیات بعد الوفات، مدفن و مسکن، شفاعت، جنت، قُربِ الٰہی کے درجات و مقامات جب ہر چیز ہی باکمال عطا کی ہے تو کیا جو جماعت عطا کی ہے (کہ درجہ اسباب میں جس پر مقاصدِ نبوت کی تکمیل منحصر ہے) وہ باکمال عطا نہ کی ہو گی؟ یقیناً وہ بھی بلکہ اس کا ایک ایک فرد خدا کا انتخاب بھی ہے اور باکمال بھی ہے۔ اسی مقدس ومطہر جماعت کے ایک عظیم الشان اور جلیل القدر فرد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آیات قرآنیہ کے مصداق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقام و مرتبے کو بیان کرنے کے لیے جس قدر آیات قرآنیہ موجود ہیں ان تمام آیات قرآنیہ کا مصداق حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ احادیثِ نبویہ کے مصداق:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مقام و مرتبے کو بیان کرنے کے

لیے جس قدر احادیث مبارکہ موجود ہیں ان تمام احادیث مبارکہ کا مصداق حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بطور خاص مصداق:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات بھی موجود ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3842

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن ابی عمیرہ مُزَنی رضی اللہ عنہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اسے بھی ہدایت نصیب فرما اور اس کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

2: عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:3843

ترجمہ: حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حمص کا والی مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو والی بنا دیا۔ حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: حضرت

معاویہ کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کرو کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حق میں یہ الفاظ خود سنے ہیں کہ اے اللہ معاویہ کے ذریعے لوگوں کو ہدایت نصیب فرما۔ (اب ان کے ذریعے ہدایت ہی پھیلے گی)

3: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔

صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 7210

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ السُلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ فرما۔

4: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ

مسند احمد، رقم الحدیث: 16933

ترجمہ: اے میرے معاویہ! اگر آپ کو کسی علاقے کا والی (گورنر) بنا دیا جائے تو خوف خدا کو ملحوظ رکھ کر عدل و انصاف قائم کرنا۔

5: قَالَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ فُعِلَ بِهٰؤُلَاءِ هٰذَا فَكَيْفَ بِمَنْ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ؟ ثُمَّ بَكٰى مُعَاوِيَةُ بُكَاءً شَدِيدًا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ هَالِكٌ وَقُلْنَا قَدْ جَاءَنَا هٰذَا الرَّجُلُ بِشَرٍّ ثُمَّ أَفَاقَ مُعَاوِيَةُ وَمَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ (مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ)

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2382

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ کے جلاد شُفیا اصبحی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے

واسطے سے ایک حدیث آپ کو سنائی کہ قیامت کے دن عالم، مجاہد اور تیسرا سخی ان سے حساب کتاب لیا جائے گا اور یہ لوگ اپنی فاسد نیتوں کی وجہ سے اس میں ناکام ہو جائیں گے تو ان کو جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالا جائے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جب ان لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی تو باقیوں کا کیا حال ہو گا؟

یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بہت روئے۔ حاضرین مجلس کو یہ خیال ہونے لگا کہ شاید آپ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے پھر تھوڑی دیر بعد جب کیفیت سنبھلی تو آپ نے قرآن کریم (سورۃ ھود کی مذکورہ آیات) کی تلاوت فرمائی۔

مذکورہ خصوصی فضائل نہ بھی ہوتے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابیِ رسول ہونا روز روشن کے طرح واضح ہے وہ لوگ جو آپ کے بارے میں بُری زبان استعمال کرتے ہیں وہ بھی اس حقیقت کا کسی صورت انکار نہیں کر سکتے۔

لیکن بالفرض آپ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا مخصوص و متعین فضائل نہ بھی ہوتے تب بھی آپ رضی اللہ عنہ کی عزت و احترام، شان و مقام، جاہ و منقبت، شرافت و کرامت ذرہ برابر کمی نہیں آسکتی کیونکہ آپ صحابیت کے مقام پر فائز ہیں اور صحابیت ایسا مقام ہے جو محض اللہ کی عطا (محنت و ریاضت سے ملنے والا نہیں) ہے جو اس مقدس جماعت کے علاوہ دنیا کے کسی اور انسان کے نصیب میں نہیں آئی۔

رسول اللہ ﷺ کے مخلص دوستوں کا مقدر:

اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے ان کے مقدر میں یہ بات لکھ دی تھی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ، تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ، فیض یافتہ مخلص دوست بنیں گے اور خدا کے نازل کردہ دین اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کے لیے آپ کا ہر طرح ساتھ دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین کو اصلی اور عملی

صورت میں امت کے سپرد کریں گے۔

کیسی تاریخی روایات کو چھوڑا جائے گا؟:

صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین تاریخی نہیں بلکہ قرآنی شخصیات ہیں۔ اس لیے

- ہر ایسی تاریخی روایات جو قرآن کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ہر ایسی تاریخی روایت جو احادیثِ معتبرہ کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ہر ایسی روایت جو صحابی کی مشہور سیرت کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ہر ایسی روایت جو عقل سلیم کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

تاریخی روایات کی بنیاد پر تنقید معتبر نہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معیار جاننے کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، تاریخ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حضرات صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کسی بھی موٴرخ یا محدث یا محقق کی جرح کو اہمیت دے کر کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے محدثین کرام رحمہم اللہ کے اس اصول کو مد نظر رکھا جائے جو انہوں نے امت کی مقتدر ہستیوں کے بارے میں بیان فرمایا ہے:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 241ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ رَجُلٍ ثَبَتَ عَدَالَتُهُ لَمْ يُقْبَلْ فِيهِ تَجْرِيحُ أَحَدٍ۔

دراسات فی الجرح والتعدیل ص 61

ترجمہ: جس شخص کی عدالت ثابت ہو اس کے متعلق کسی کی جرح معتبر نہیں ہے۔

امام عبد الوہاب بن علی سبکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 771ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ ثَبَتَتْ عَدَالَتُهُ وَإِمَامَتُهُ وَكَثُرَ مَادِحُوهُ وَنَدُرَ جَارِحُوهُ وَكَانَتْ

هُنَاكَ قَرِيْنَةٌ دَالَّةٌ عَلٰى سَبَبِ جَرْحِهٖ مِنْ تَعَصُّبٍ مَذْهَبِيٍّ أَوْ غَيْرِهٖ فَإِنَّا لَا نَلْتَفِتُ إِلَى الْجَرْحِ فِيْهِ وَنَعْمَلُ فِيْهِ بِالْعَدَالَةِ۔

قاعدۃ الجرح والتعدیل ص 9

ترجمہ: جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہو جائے اور ان کی مدح کرنے والے کثیر لوگ ہوں اور جرح کرنے والے بہت تھوڑے سے لوگ ہوں اور یہاں پر ایک قرینہ بھی موجود ہو کہ یہ جرح تعصب مذہبی کی وجہ سے یا کسی اور (عناد) کی وجہ سے کی جارہی ہے تو ہم ایسی جرح کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور ہم اس میں عادل ہونے ہی کو لیں گے۔

صحابہ دین اسلام کے عینی گواہ ہیں:

امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْلَمْ أَنَّهٗ زِنْدِيْقٌ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّسُوْلَ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنُ حَقٌّ وَإِنَّمَا أَدّٰى إِلَيْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ اَلصَّحَابَةُ وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّجْرَحُوْا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوْا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ۔

الکفایۃ، ص:49

ترجمہ: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو صحابہ میں سے کسی ایک کی شان کو گھٹا رہا ہو تو جان لو کہ یہ شخص زندیق ہے اس لیے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور ہمارا قرآن برحق ہے اور یہ قرآن وسنت ہمیں صحابہ ہی نے پہنچائے ہیں اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں یعنی صحابہ کو مجروح کر کے ہماری کتاب وسنت کو باطل کر دیں۔

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں صحابہ کرام و اہل بیت رضوان اللہ علیہم

اجمعین کی جماعت کو دیکھا جائے تو یہ وہ طبقہ ہے جن کی عدالت وثقاہت کی گواہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے لہٰذا ان کے مقابلے میں تاریخی روایات پر اعتماد اور اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ:

اِنَّ الصَّحَابَةَ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ بِتَعْدِيْلِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ لَهُمْ

دراسات فی الجرح والتعدیل ص167

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی تعدیل کی وجہ سے سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل ہیں۔

اگر کسی بھی کتاب میں چاہے اس کا مصنف علم کے کتنے ہی بلند معیار پر کیوں نہ ہو اگر کسی بھی صحابی کے متعلق اس میں کوئی ایسی بات پائی جائے جس سے اس صحابی کی عظمت شان مجروح ہو رہی ہو تو ایسی روایت کا صحیح محمل تلاش کیا جائے گا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا فیصلہ قطعی ہے اور تاریخی روایت محض ظنی اور تخمینی ہیں اور ظن کبھی حق کے مقابل نہیں بن سکتا۔

مشاجراتِ صحابہ:

مشاجرات کا لغوی معنی ہوتا ہے ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا آپس میں ہوا کی وجہ سے ٹکرانا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کا معنی یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی (ایمان والے) درخت کی شاخیں ہیں۔ (آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق) ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے بلکہ بعض جنگی حالات پیش آئے ہیں۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا معتدل موقف:

ان جنگوں اور مشاجرات کی وجہ سے دونوں فریقوں کا احترام، مقام و منصب

اور جلالتِ شان کو ذہن میں رکھتے ہوئے صواب اور اس کے مقابلے میں خطاء کا معتدل نظریہ اپنانے میں کوئی حرج اور ان کے مقام پر حرف نہیں آتا۔ اهل السنة والجماعة کا موقف یہ ہے کہ ان معاملات میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق (درست اجتہاد) پر تھے اور ان کے مقابلے میں جو لوگ آئے وہ خطا پر تھے ان کی "اجتہادی خطاء" تھی جسے کسی صورت "باطل" نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ان واقعات کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوئی، کسی ایک کا مقام کم نہیں ہوا، کوئی ایک بھی ایمان سے خالی نہیں ہوا، ان میں کسی ایک کو حق اور اس کے مقابلے میں دوسرے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ حدیث مبارک کی رو سے دونوں کو اللہ کی طرف سے اجر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:7352

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب حاکم (یا مجتہد) کوئی فیصلہ کرتا ہے تو اگر وہ فیصلہ درست ہو تو اس کے لیے دہرا اجر ہے اور اگر فیصلہ میں خطا ہو جائے تو بھی اسے ایک اجر ضرور دیا جائے گا۔

امام ملا علی قاری رحمہ اللہ (م:1014ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَحِمَهُ اللهُ: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ أَيْدِينَا مِنْهَا فَلَا نُلَوِّثُ أَلْسِنَتَنَا بِهَا۔

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، رقم الحدیث:5401

ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مشاجرات کے بارے میں) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام فریقوں کے خون سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا اب ہم اپنی زبانوں کو ان کے بارے میں بدزبانی اور طعنہ زنی کرنے میں ملوث نہیں کرتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احترام:

پہلا واقعہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خونِ عثمان کے بارے باہمی جنگ ہو رہی تھی اس وقت اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے رومی بادشاہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی کہ میں اس جنگ میں آپ کا یہ تعاون کر سکتا ہوں کہ اپنی عظیم فوج آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں تاکہ آپ علی رضی اللہ عنہ کو شکست دے سکیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو درج ذیل خط لکھا:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَيْهِ: وَاللهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ وَتَرْجِعْ إِلٰى بِلَادِكَ يَا لَعِينُ لَأَصْطَلِحَنَّ أَنَا وَابْنُ عَمِّي عَلَيْكَ وَلَأُخْرِجَنَّكَ مِنْ جَمِيعِ بِلَادِكَ وَلَأُضَيِّقَنَّ عَلَيْكَ الْأَرْضَ بِمَا رَحُبَتْ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَافَ مَلِكُ الرُّومِ وَانْكَفَّ۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ترجمۃ معاویۃ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی بادشاہ کو خط لکھا کہ اے لعنتی انسان! اگر تو اپنی عادتوں سے باز نہ آیا اور اپنے ملک کی طرف واپس نہ گیا تو میں تیرے خلاف اپنے چچازاد بھائی (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لوں گا اور تجھے یہاں سے نکال دوں گا اور زمین کو وسعت کے باوجود تیرے اوپر تنگ کر دوں گا۔ اس بات سے رومی بادشاہ خوف زدہ ہوا اور باز آگیا۔

دوسرا واقعہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد محض سلطنت قائم کرنا نہ تھا

بلکہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے سے افضل اور خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيُّ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ مِنِّيْ وَأَحَقَّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأُسَلِّمُ لَهُ۔

تاریخ الاسلام للذھبی، ج3 ص540

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو محض خلافت سے کوئی غرض نہیں تھی ان کا مطالبہ صرف قتل عثمان کا قصاص لینا تھا جو کہ ان کا خاندانی حق تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَا

يَسۡتَزِيۡدُوۡنَنَا. اَلۡأَمۡرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخۡتَلَفۡنَا فِيۡهِ مِنۡ دَمِ عُثۡمَانَ وَنَحۡنُ مِنۡهُ بُرَآء۔

نہج البلاغۃ، ج3، ص114

ترجمہ: یقیناً ہم دونوں (میرا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کا رب ایک (اللہ ہی) ہے۔ ہمارا نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک ہے۔ ہماری اسلام کی دعوت ایک ہی ہے نہ تو ہم اُن سے اللہ پر ایمان لانے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے میں آگے بڑھے ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ہم سے اس بارے آگے بڑھے ہوئے ہیں یعنی ہم دونوں برابر ہیں۔ ہمارا اختلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون (قتل) کے بارے اختلاف ہوا ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔

فریقین کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

عَنۡ يَزِيۡدَ بۡنِ الۡأَصَمِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ عَنۡ قَتۡلَى يَوۡمِ صِفِّيۡنَ؟ فَقَالَ: قَتۡلَانَا وَقَتۡلَاهُمۡ فِي الۡجَنَّةِ۔

المصنف لابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: 39035

ترجمہ: حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے مقتولین کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتولین اور ان (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے مقتولین جو اس جنگ میں شہید ہو گئے دونوں جنتی ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح:

فریقین صلح کے لیے رمضان المبارک 37ھ میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئے لیکن کسی بات پر اتفاق نہیں ہوا بالآخر ۴۰ھ میں دونوں فریقوں میں معاہدہ جنگ بندی ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح و مصالحت کر کے بیعت کر لی یہ

مصالحت اور صلح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق ہوئی تھی۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3629

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے آئے اور انہیں اپنے ساتھ منبر پر براجمان کیا۔ اس کے بعد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو (عظیم) جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔

اللہ تعالیٰ صحابہ سے محبت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 14 فروری، 2022ء

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پیار (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود اور مطلوب ہے۔ قرآن کریم کی تصریحات کے مطابق جن خوش قسمتوں کو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دولت نصیب ہوگئی اور آج ہر مسلمان ان کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ بطور دعا اسی رضا کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں رضی اللہ عنہم کہتا ہے وہ حضرات صحابہ واہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی مقدس جماعت کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے چند ایمان افروز واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جن سے ہمیں عملی زندگی کے خطوط متعین کرنے میں رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تواضع:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: لَمَّا بَلَغَنَا ظُهُورُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ وَافِدًا عَنْ قَوْمِي حَتَّى قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أَصْحَابَهُ قَبْلَ لِقَائِهِ فَقَالُوا: قَدْ بَشَّرَنَا بِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلَ أَنْ تَقْدَمَ عَلَيْنَا بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ: قَدْ جَاءَكُمْ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ ثُمَّ لَقِيتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَأَدْنَى مَجْلِسِي وَبَسَطَ لِي رِدَاءَهُ فَأَجْلَسَنِي عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ وَأَطْلَعَنِي مَعَهُ وَأَنَا مِنْ دُونِهِ ثُمَّ حَمِدَ اللهَ وَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ أَتَاكُمْ مِنْ بِلَادٍ بَعِيدَةٍ مِنْ بِلَادِ حَضْرَمَوْتَ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ بَقِيَّةُ أَبْنَاءِ الْمُلُوكِ بَارَكَ اللهُ فِيكَ يَا وَائِلُ وَفِي وَلَدِكَ ثُمَّ نَزَلَ وَأَنْزَلَنِي مَعَهُ وَأَنْزَلَنِي مَنْزِلًا شَاسِعًا عَنِ الْمَدِينَةِ وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ يُبَوِّئَنِي إِيَّاهُ فَخَرَجْتُ وَخَرَجَ مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ

قَالَ: يَا وَائِلُ إِنَّ الرَّمْضَاءَ قَدْ أَصَابَتْ بَاطِنَ قَدَمِي فَأَرْدِفْنِي خَلْفَكَ فَقُلْتُ: مَا أَضَنُّ عَلَيْكَ بِهَذِهِ النَّاقَةِ وَلَكِنْ لَسْتَ مِنْ أَرْدَافِ الْمُلُوكِ وَأَكْرَهُ أَنْ أُعَيَّرَ بِكَ، قَالَ: فَأَلْقِ إِلَيَّ حِذَاءَكَ أَتَوَقَّى بِهِ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ قَالَ: مَا أَضَنُّ عَلَيْكَ بِهَاتَيْنِ الْجِلْدَتَيْنِ، وَلَكِنْ لَسْتَ مِمَّنْ يَلْبَسُ لِبَاسَ الْمُلُوكِ وَأَكْرَهُ أَنْ أُعَيَّرَ بِكَ۔۔۔۔

المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث:1176

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع ملی تو میں اپنی قوم کی طرف سے وفد لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملا، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے آنے کی خوشخبری تین دن پہلے دی ہے اور فرمایا تھا کہ آپ لوگوں کے پاس وائل بن حجر آئے گا۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، آپ نے مجھے مرحبا فرمایا اور مجھے اپنے قریب کیا، میرے لیے اپنی مبارک چادر بچھائی، مجھے اس پر بٹھایا اس کے بعد صحابہ کرام کو بلوایا، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور مجھے بھی چڑھایا میں آپ کے پیچھے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں، آپ کے پاس بہت دور کے شہر سے آیا ہے، کسی کے مجبور کیے بغیر اپنی مرضی اور خوشی سے آیا ہے۔ اور بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔(پھر مجھے فرمایا)اے وائل !اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد میں برکت عطا فرمائے۔ منبر سے نیچے تشریف لائے اور مجھے بھی اتارا، مجھے مدینہ منورہ سے دور ایک جگہ پر مہمان کے طور پر ٹھہرایا اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ مجھے اس مکان تک چھوڑ

آئیں۔ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلا، جب کچھ راستہ طے ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: وائل! گرمی کی وجہ سے میرے پاؤں جھلس رہے ہیں اس لیے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیں۔ میں نے کہا: میں اس معاملے میں بخل نہیں کرتا لیکن میرا تعلق شاہی خاندان سے ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھے کوئی اس بات کی عار دلائے کہ میں نے اپنے ساتھ عام شخص کو سواری پر سوار کر لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (کیونکہ میں حکم نبوی کی تعمیل کے پیش نظر جوتے پہنے بغیر ہی آپ کے ساتھ آگیا ہوں) اس لیے مجھے اپنا جوتا ہی دے دو تاکہ سورج کی تپش سے بچ سکوں۔ میں نے کہا کہ (جوتوں کی کوئی بات نہیں) میں اس میں بخل نہیں کرتا لیکن میں آپ کو بادشاہوں کا لباس پہناؤں تو مجھے عار دلائی جائے گی کہ شاہی لباس عام لوگوں کو پہنا دیا۔

الغرض! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یونہی ننگے پاؤں پیدل ساتھ ساتھ چلتے رہے حالانکہ آپ اپنی قوم کے سردار اور سردار کے بیٹے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ایفائے عہد:

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ - رَجُلٍ مِنْ حِمْيَرَ - قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلاَدِهِمْ حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ أَوْ بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُولُ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لاَ غَدْرٌ فَنَظَرُوا فَإِذَا عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلاَ يَشُدُّ عُقْدَةً وَلاَ يَحُلُّهَا حَتَّى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ. فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.

سنن ابی داود، رقم الحدیث: 2761

ترجمہ: قبیلہ حِمیَر کے ایک شخص حضرت سُلیم بن عامر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان (ایک مقررہ مدت تک جنگ بندی کا) معاہدہ تھا۔ (اس زمانے میں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے شہروں میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب جنگ بندی کی مدت ختم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس علاقے پر فوج کشی کی (حملہ کر دیا) ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور بآواز بلند کہنے لگا: اللہ اکبر اللہ اکبر وفاءلا غدر۔ عہد کا پاس و لحاظ رکھو! بد عہدی نہ کرو۔

لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس صورتحال کی آگاہی کے لیے ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ تو وہ معاہدہ نہ توڑے اور نہ ہی (اس معاہدے کے ہوتے ہوئے) کوئی نیا معاہدہ کرے جب تک کہ معاہدے کی مدت پوری نہ ہو جائے یا برابری پر عہد ان کی طرف واپس نہ کر دے۔

یہ بات سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (مفتوحہ علاقے کو خالی کرتے ہوئے) واپس تشریف لے آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسئلہ توسل:

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ الْخَبَائِرِيِّ أَنَّ السَّمَاءَ قَحِطَتْ فَخَرَجَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَأَهْلُ دِمَشْقَ يَسْتَسْقُونَ. فَلَمَّا قَعَدَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: أَيْنَ يَزِيدُ بْنُ الأَسْوَدِ الْجُرَشِيُّ؟ قَالَ: فَنَادَاهُ النَّاسُ فَأَقْبَلَ يَتَخَطَّى فَأَمَرَهُ مُعَاوِيَةُ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَعَدَ عِنْدَ رِجْلَيْهِ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِخَيْرِنَا وَأَفْضَلِنَا. اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ إِلَيْكَ بِيَزِيدَ بْنِ الأَسْوَدِ الْجُرَشِيِّ. يَا يَزِيدُ ارْفَعْ يَدَيْكَ إِلَى اللَّهِ. فَرَفَعَ يَزِيدُ يَدَيْهِ وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيَهُمْ فَمَا كَانَ أَوْشَكَ أَنْ ثَارَتْ

سَحَابَةٌ فِي الْمَغْرِبِ وَهَبَّتْ لَهَا رِيحٌ فَسُقِينَا حَتَّى كَادَ النَّاسُ لا يَصِلُونَ إِلَى مَنَازِلِهِمْ.

الطبقات الکبریٰ لابن سعد، رقم الحدیث: 3825

ترجمہ: حضرت سُلیم بن عامر الخبائری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آسمان سے پانی برسنا بند ہو گیا، تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور اہل دمشق بارش کی دعا کرنے کے لیے گھروں سے نکلے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا: یزید بن اسود الجرشی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ راوی کہتے ہیں: لوگوں نے انہیں آواز دی، تو وہ آگے بڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تو وہ منبر پر چڑھے اور نیچے کی طرف بیٹھے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! آج ہم لوگ آپ کی جانب اپنے بہترین اور افضل آدمی کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں یزید بن اسود کی ذات کو پیش کرتے ہیں۔ اے یزید! آپ اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب اٹھائیں، حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ جلد ہی مغرب کی جانب ایک بادل اٹھا اور اسے ہوا لے (کر ہماری جانب) اڑی، تب (بارش ہوئی اور) ہم لوگ ایسے سیراب ہوئے کہ لوگوں کا اپنے مکانوں تک پہنچنا تقریباً دشوار ہو گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور مزاح:

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنْ يُسَاعِدَهُ فِي بِنَاءِ دَارٍ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ جِذْعٍ مِنَ الْخَشَبِ. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَيْنَ دَارُكَ؟ قَالَ: بِالْبَصْرَةِ. وَكَمِ اتِّسَاعُهَا؟ قَالَ: فَرْسَخَانِ فِي فَرْسَخَيْنِ. قَالَ: لَا تَقُلْ دَارِي بِالْبَصْرَةِ، وَلٰكِنْ قُلِ الْبَصْرَةُ فِي دَارِي.

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: کسی شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں مکان بنوا رہا ہوں مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، آپ مجھے 12 ہزار درخت عطا فرما دیجیے! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کہاں گھر بنوا رہے ہو؟ اس نے کہا: بصرہ میں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ گھر کی لمبائی چوڑائی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دو فرسخ لمبائی اور دو فرسخ ہی چوڑائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر یوں مت کہو کہ میرا گھر بصرہ میں ہے بلکہ یوں کہو کہ بصرہ میرے گھر میں ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخری خطبہ:

أَنَّ آخِرَ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ أَنْ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي مِنْ زَرْعٍ قَدِ اسْتَحْصَدَ، وَإِنِّي قَدْ وَلِيتُكُمْ، وَلَنْ يَلِيَكُمْ أَحَدٌ بَعْدِي إِلَّا مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنِّي، كَمَا كَانَ مَنْ وَلِيَكُمْ قَبْلِي خَيْرًا مِنِّي۔

البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، تحت ترجمۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ترجمہ: وہ آخری خطبہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا اس میں فرمایا: لوگو! کھیتی کے کٹنے کا وقت (اپنی موت کی طرف اشارہ) قریب آ چکا ہے۔ میں تمہارا والی (حکمران) تھا میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی حکمران نہیں آئے گا جو آئے وہ مجھ سے کم ہو گا (کیونکہ مجھے حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ صحابیت کا اعزاز بھی حاصل ہے)

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک صحابی سے سچی عقیدت اور اطاعت والی محبت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 21 فروری، 2022ء

معراج کا تحفہ... نماز

اللہ تعالیٰ نے معراج والی رات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے قیمتی تحفہ نماز عطا فرمایا۔

شریعت مطہرہ میں نماز کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے اور جو شخص نماز نہ پڑھے اس کے لیے شدید وعید سنائی گئی ہے۔ ذیل میں چند آیات واحادیث پیش کی جاتی ہیں جن سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

نمازی... بڑے اجر والے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سورۃ البقرۃ: رقم الآیۃ: 277

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کے لیے اپنے رب کے ہاں اجر ہے۔ نہ ان لوگوں پر کوئی خوف ہو گا اور نہ یہ لوگ غمگین ہوں گے۔

نماز میں سستی نفاق کی علامت:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 142

ترجمہ: منافق لوگ (یہ سمجھتے ہیں کہ ہم) اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان کی تدبیروں کو انہی پر پلٹ رہا ہے۔ جب یہ (منافق) لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، دکھلاوے کے لیے کھڑے

ہوتے ہیں اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں۔

نماز سچے مومنین کی علامت:

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

سورۃ الانفال، رقم الآیات: 3، 4

ترجمہ: (مومن وہ لوگ ہیں) جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لیے اپنے رب کے ہاں بڑے درجات، مغفرت اور بہترین رزق ہے۔

کامیاب مومن کی علامت:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

سورۃ المؤمنون، رقم الآیات: 1، 2

ترجمہ: ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

نماز... اسلام کا بنیادی رکن:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 8

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

نماز سے گناہ مٹ جاتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهٖ؟ قَالُوا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئًا، قَالَ: فَذَالِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا.

صحیح البخاری: رقم الحدیث 528

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو بتاؤ اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: نہیں! اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی نہ رہے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی حال پانچ نمازوں کا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو ختم فرمادیتے ہیں۔

نماز باعث مغفرت عمل ہے:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ تَعَالٰى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ.

سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 425

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، ان نمازوں کو وقت پر کامل رکوع (وسجود) اور مکمل خشوع کے ساتھ ادا کیا تو ایسے

شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جس شخص نے ایسا نہیں کیا تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی مغفرت فرمائے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔

نماز کا سب سے پہلے حساب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ.

سنن النسائی: رقم الحدیث 464

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست نکلی (یعنی اپنی شرائط وارکان، واجباب وآداب کے ساتھ ادا کی گئی) تو یہ بندہ کامیاب ہو گا اور نجات پا جائے گا اور اگر نماز فاسد نکلی (یعنی اپنی شرائط وارکان، واجباب وآداب کے ساتھ ادا نہ کی گئی) تو یہ شخص ناکام ہو گا۔

نماز چھوڑنے پر سخت وعید:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا.

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث 3348

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تو اس نے کھلا کفر کیا۔

فائدہ: حدیث مذکور کے بارے میں امام ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1014ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: وَنِعْمَ الرَّأْيُ رَأْيُ أَبِي حَنِيفَةَ ; إِذِ الْأَقْوَالُ بَاقِيهَا ضَعِيفَةٌ، ثُمَّ مِنَ التَّأْوِيلَاتِ أَنْ يَكُونَ مُسْتَحِلًّا لِتَرْكِهَا، أَوْ تَرْكُهَا يُؤَدِّي إِلَى الْكُفْرِ، فَإِنَّ الْمَعْصِيَةَ بَرِيدُ الْكُفْرِ، أَوْ يُخْشَى عَلَى تَارِكِهَا أَنْ يَمُوتَ كَافِرًا، أَوْ فِعْلُهُ شَابَهَ فِعْلَ الْكَافِرِ.

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج3 ص17

ترجمہ: (اس حدیث کا معنی بیان کرنے میں) سب سے اچھی رائے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ہے کیونکہ اس کے علاوہ باقی سارے اقوال ضعیف ہیں۔ پھر اس حدیث کی تاویلات میں سے (۱) ایک تاویل یہ ہے کہ نماز چھوڑنے کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ (۲) ایک تاویل یہ بھی ہے کہ نماز چھوڑنا کفر تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ معصیت کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ (۳) یا یہ خدشہ ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہو کر مرے گا (۴) یا پھر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز چھوڑ کر کافروں جیسا کام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کا اہتمام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 28 فروری، 2022ء

بیٹی کا مقام و مرتبہ

اللہ تعالیٰ ہماری پوری قوم پر رحم فرمائے، آج ایک خبر نے ہلا کر رکھ دیا دل خون کے آنسو رو رہا ہے، ہاتھ کانپ رہے اور دل لرز رہا ہے۔ پاکستان کے شہر میانوالی میں ایک سفاک والد نے اپنی سات دن کی پھول سی بچی کو پانچ گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بیٹی... دورِ قدیم و جدید کی جہالتوں کی زد میں:

دورِ قدیم کے جہلاء بچیوں کو زمیں میں زندہ دفن کر دیتے تھے اور دور حاضر کے جہلاء ماں کے پیٹ میں ہی اس کو ختم کرا دیتے ہیں، بیٹیوں کی وجہ سے اسقاطِ حمل کے جرم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، بچی کی ولادت پر اسے اور اس کی ماں کو زندہ جلا دیتا ہے، بیٹی جیسے معصوم رشتے کی پیدائش پر اس کی ماں کو طلاق دے دیتا ہے کبھی یکے بعد دیگرے بیٹیوں کی پیدائش عورت کا جرم قرار دیتا ہے۔ افسوس صد افسوس! مسلم معاشرے میں مشرکانہ اور جاہلانہ ذہنیت رواج پانے لگی ہے کہ بچیوں کو اپنے لیے باعث عار سمجھا جانے لگا ہے۔

بیٹی کے بارے اہم اسلامی احکامات:

بیٹی اللہ کا انمول تحفہ ہے، اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ بچی کی پیدائش کو منحوس نہ سمجھا جائے بلکہ اس پر شکر ادا کر کے خوش ہونا چاہیے، اس کا اچھا اسلامی نام رکھا جائے، اس کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے، عمدہ تعلیم سے آراستہ کیا جائے ، گھریلو کام کاج کا خوگر بنایا جائے، نسبت اچھی قائم کی جائے، نکاح جلدی کیا جائے، عزت واحترام اور پیار و محبت کا رشتہ ہمیشہ قائم رکھا جائے اس کی ضرورتوں کو جہاں تک ممکن ہو پورا کیا جائے۔

بیٹی... اللہ کی عطا ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

سورۃ الشوریٰ، رقم الآیات: 49،50

ترجمہ: صرف اللہ ہی زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے۔ وہ چاہے تو جڑواں جڑواں بیٹے اور بیٹیاں دے دے اور چاہے تو کچھ بھی نہ دے۔ بے شک وہ ذات علم والی، قدرت والی ہے۔

بیٹی کو منحوس سمجھنا سراسر جہالت ہے:

اولاد کے تذکرے میں رب تعالیٰ نے بیٹیوں کا ذکر پہلے فرمایا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس وقت کے جہلاء بیٹی کو منحوس سمجھتے تھے۔

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

سورۃ النحل، رقم الآیات: 58،59

ترجمہ: جب ان کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو ان کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور ان کا دل غم سے بھر جاتا ہے۔ اسے اپنے لیے برا (باعث شرمندگی) سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور دل ہی دل میں یہ سوچتا ہے کہ اس کو ذلت برداشت کر کے اپنے پاس رہنے دوں یا اسے زمین میں گاڑ دوں۔ ان لوگوں نے کتنی بری باتیں اپنی طرف سے بنا رکھی ہیں۔

جہلائے عرب کا رواج:

عرب کے بدو، گنوار اور اجڈ جو بیٹیوں کے پیدا ہوتے ہی ان کو زمین کی تاریکیوں کے حوالے کر دیتے تھے۔ جہلائے عرب کی فرسودہ سوچ کی منظر کشی کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: كَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا حَمَلَتْ حَفَرَتْ حُفْرَةً وَتَمَخَّضَتْ عَلَى رَأْسِهَا فَإِنْ وَلَدَتْ جَارِيَةً رَمَتْ بِهَا فِي الْحُفْرَةِ وَرَدَّتِ التُّرَابَ عَلَيْهَا وَإِنْ وَلَدَتْ غُلَامًا حَبَسَتْهُ۔

تفسیر القرطبی، تحت سورۃ التکویر

ترجمہ: جب عورت کے ہاں زچگی کا وقت قریب آتا تو زمین میں گڑھا کھود کر اسے وہاں بٹھا دیا جاتا پھر اگر لڑکی پیدا ہوتی تو اسے اس گڑھے میں پھینک دیا جاتا اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی اور اگر لڑکا ہوتا تو اسے زندہ چھوڑ دیا جاتا۔

بیٹی کو دفن کرنے کا دردناک واقعہ:

دربار نبوت لگا ہے، عرب کا ایک دیہاتی زار و قطار آنسوؤں کی برسات میں بھیگ چکا ہے، روتے روتے ہچکی بندھی ہوئی ہے:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !ما اجد حلاوۃ الاسلام منذ اسلمت۔

جب سے اسلام لایا ہوں اسلام کی مٹھاس کو محسوس نہیں کر پا رہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ جاہلیت میں میرے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی میں گھر سے کہیں دور سفر پر تھا جب گھر واپس لوٹا تو وہاں وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے چل رہی تھی اس کی توتلی زبان اور معصومانہ شرارتیں... یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گھر والی کو کہا کہ اس کو تیار کر! اس نے اسے خوبصورت لباس پہنایا میں اس کو ساتھ لے کر دور

ایک جنگل میں چلا گیا۔

گرمی اور لُو...... وادی عرب کے تپتے صحرا نے ہمارے قدموں تک کو جھلسا کر رکھ دیا جب میں پسینے میں شرابور ہو جاتا تو میری بیٹی ننھے منے ہاتھوں سے اپنے چھوٹے سے دوپٹے سے میرا پسینہ پونچھتی۔

یارسول اللہ! یارسول اللہ! میں نے ایک جگہ گڑھا کھودا، کھدائی کرتے وقت وہ بار بار اس گڑھے کی طرف دیکھتی اور میری طرف بھی۔ وہ مجھ سے سوال کرتی تھی: ابو! یہ کس لیے گڑھا کھود رہے ہو؟

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے اس کے لیے گڑھا کھود کر تیار کر لیا اور اس کو اٹھا کر اس میں ڈالنے لگا تو وہ چلائی اس نے مجھے دہائی دی وہ ابو ابو کرتی رہی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کہتی رہی کہ ابو! مجھے مت دفن کرو ابو! مجھے معاف کر دو۔ ابو! مجھے چھوڑ دو۔ ابو! مجھے ڈر لگتا ہے۔ ابو ابو! میں آپ کے گھر نہیں آؤں گی۔ ابو! کبھی بھی واپس نہیں لوٹوں گی۔ ابو! میں آپ پر بوجھ بن کر نہیں رہوں گی۔ ابو! میں اکیلی بالکل اکیلی رہ لوں گی۔ ابو ابو... یہاں تک کہ میں نے اس کے سر پر بھی مٹی ڈال دی۔ آخر وقت تک وہ چلاتی رہی اپنی زندگی کی بھیک مانگتی رہی لیکن یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا پتھر دل موم نہ ہوا اور میں اس کو وہیں جنگل میں پیوند خاک کر کے گھر لوٹ آیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے الفاظ میری کانوں کی سماعتوں سے ٹکرا رہے ہیں اس کی معصوم بھولی صورت اور دلربا ادائیں میرے دل پر نقش ہو گئی ہیں۔ یا رسول اللہ کلما ذکرت قولها لم ینفعنی شئی۔ جب کبھی اس کی باتیں یاد کرتا ہوں تو غم کی وجہ سے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ یارسول اللہ میرا کیا بنے گا؟ ادھر عرب کا دیہاتی رو رہا تھا اور ادھر فخر دو عالم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

مبارک آنکھوں میں آنسو کے اُمڈ آئے موتیوں کی اس لڑی میں محبت و شفقت کے انمول خزینے چھلکنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے جو گناہ زمانہ جاہلیت میں کیے قبول اسلام نے ان کو ہمیشہ کے لیے مٹاڈالا۔

التفسیر الکبیر، سورۃ النحل

بیٹی کی پیدائش پر ایک خاتون کے اشعار:

ام حمزہ عرب کی ایک سمجھ دار اور شاعرانہ مزاج کی حامل عورت تھی۔ اس کو بھی یکے بعد دیگرے بیٹیاں پیدا ہوئیں تو اس کے خاوند ابو حمزہ نے اس وجہ سے گھر آنا چھوڑ دیا اس پر اس نے برجستہ اشعار کہے:

مَا لِأَبِي حَمْزَةَ لَا يَأْتِيْنَا
غَضْبَانَ أَلَّا نَلِدَ الْبَنِيْنَا
تَاللّٰهِ مَا ذٰلِكَ فِي أَيْدِيْنَا
فَنَحْنُ كَالْأَرْضِ لِغَارِسِيْنَا
نُعْطِي لَهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ أُعْطِيْنَا

تفسیر الشعراوی

ترجمہ: ابو حمزہ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ہمارے پاس نہیں آتا وہ اس لیے ناراض ہے کہ ہم بیٹوں کو جنم نہیں دیتیں اللہ کی قسم یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہماری مثال تو کاشت کار کے لیے زمین جیسی ہے سو جو بویا جائے گا وہی کاٹا جائے گا۔

بیٹی... جہنم سے بچانے کے لیے ڈھال:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 1913

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو بیٹیوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا گیا اس نے اس پر صبر کیا تو وہ بیٹیاں قیامت کے دن جہنم سے ڈھال بن جائیں گی۔

بیٹی سے محبت پر جنت:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 6787

ترجمہ: ام المومنین عفیفہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے میرے پاس آئی تو میں نے تین کھجوریں اسے کھانے کے لئے دیں اس نے ان دونوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور باقی ایک کھجور اپنے منہ کی طرف اٹھائی تاکہ اسے کھائے لیکن وہ بھی اس کی دونوں بیٹیوں نے کھانے کیے لیے مانگ لی۔ تو اس نے اس کھجور کے، جسے وہ کھانا چاہتی تھی، دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں بیٹوں کو دے دیے۔ مجھے اس کی یہ بات بہت اچھی لگی، پس اس نے جو کیا تھا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے جنت واجب کر دی یا (فرمایا) اسے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔

بیٹی سے حسن سلوک پر جنت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا - قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ - أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ۔

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:5148

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی بچی پیدا ہو وہ نہ تو اسے زندہ دفن کرے اور نہ ہی اس کے ساتھ برا سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

تین بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:5147

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں (اخلاقی و معاشرتی) ادب سکھلایا، ان کی (اچھی جگہ) شادی کی اور (بعد میں) ان کے ساتھ حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

دو بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6788

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں ... پھر

ان کا اچھے گھرانے میں نکاح کر دیا...... تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ایسے ہو گا جیسے یہ انگلیاں۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملالیا۔

ایک بیٹی کی اچھی پرورش پر جنت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَعَالَهُنَّ وَآوَاهُنَّ وَ كَفَّهُنَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، قُلْنَا: وَثِنْتَيْنِ؟ قَالَ: وَثِنْتَيْنِ، قُلْنَا: وَوَاحِدَةً؟ قَالَ: وَوَاحِدَةً۔

المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث:6199

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی پرورش کرے، انہیں رہنے کی جگہ دے، ان کی ضروریات کو پورا کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو بیٹیوں کے متعلق سوال کیا کہ ان کی وجہ سے بھی جنت ملے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بیٹی کے متعلق سوال کیا کہ اس کی وجہ سے بھی جنت ملے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ایک بیٹی کی وجہ سے بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹیوں سے پیار و محبت عطا فرما کر ان سے حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الرحمۃ علی البنات والبنین۔ صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 7 مارچ، 2022ء

سیاسی کشمکش اور اسلامی تعلیمات

اللہ تعالیٰ عالم اسلام بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حال پر رحم فرمائے۔ بہت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ موجودہ سیاسی کشمکش میں دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلامی تہذیب اور مشرقی روایات کو بُری طرح فراموش کیا جارہا ہے۔ حالات اس موڑ پر آچکے ہیں کہ سیاسی قائدین سے لے کر کارکنان تک (سوائے چند ایک کے) سب کے سب نفرت، دشمنی، الزام تراشی، بہتان بازی، گالم گلوچ، ہتک عزت پر اتر آئے ہیں۔ عدم برداشت کے ماحول نے علاقائی بلکہ گھریلو نظام زندگی کو تباہ کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ اہلیان پاکستان کے سامنے اس حوالے سے چند اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے تاکہ انہیں اپنے رویوں کی اصلاح کا موقع ملے۔

اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ آپ کو جو سیاسی پارٹی اسلام اور آئین پاکستان کے حق میں مخلص اور وفادار نظر آتی ہے آپ اس کا کھل کر ساتھ دیں۔ یہ آپ کا جمہوری حق ہے لیکن چند باتوں کا بطور خاص خیال کریں۔

ذاتیات نہیں نظریات:

سب سے بنیادی اور اصولی بات یہ ہے کہ سیاست کے میدان میں صحیح دلائل کی بنیاد پر اختلاف کا مدار کسی کی ذات کے بجائے اس کے سیاسی نظریات کو بنانا چاہیے۔ اگر آپ کسی سیاسی لیڈر کے نظریات کو اسلام اور آئین پاکستان کے موافق سمجھتے ہیں تو اس کا ساتھ دیں اور اگر اسلام اور آئین پاکستان کے مخالف سمجھتے ہیں یا اس کی سیاسی پالیسوں کو ملک کے حق میں مفید کے بجائے نقصان دہ سمجھتے ہیں تو ہر گز اس کا ساتھ نہ دیں۔ یہ آپ کی دیانت پر منحصر ہے کہ کس کو اسلام اور آئین پاکستان کے حق میں مفید سمجھتے ہیں اور کس کو مفید نہیں سمجھتے۔

پردہ پوشی کریں:

موجودہ سیاسی کشمکش میں اپنی حریف سیاسی پارٹی کے قائدین و کارکنان میں سے کسی کے ذاتی عیوب اور اخلاقی کمزوریوں کو نہ اچھالیں بلکہ اگر کسی مسلمان بھائی کا ذاتی عیب نظر بھی آئے تو اسے لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کے بجائے چھپائیں۔ یہ اتنا عظیم کام ہے کہ اللہ کریم اس کے بدلے قیامت کے دن اس انسان کے گناہ لوگوں سے چھپالیں گے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:4692

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو چھپائے گا (اسے ذلت و رسوائی سے بچائے گا) تو اللہ کریم روز قیامت اس کے گناہوں کو چھپالیں گے۔

پردہ دری سے بچیں:

اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ذاتی عیوب کی پردہ دری کرتا ہے جیسا کہ آج کل سیاسی میٹنگز، سیمینارز، جلسے جلوسوں اور پریس کانفرنسوں میں ہو رہا ہے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس دنیا میں ہی گھر بیٹھے اس انسان کو رسوا فرما دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ۔

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث:2546

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کسی دوسرے کی "پردہ پوشی" کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کے عیوب اور گناہوں کو چھپالیں گے اور جو شخص لوگوں کی "پردہ دری" کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گھر بیٹھے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے۔"

سچ بولیں، جھوٹ سے بچیں:

سیاسی کشمکش کے اس ماحول میں سب سے زیادہ سچ اور جھوٹ کے فرق کو جان بوجھ کر ختم کیا جارہا ہے حالانکہ سچ بولنا، سچ کا ساتھ دینا بہت بڑی نیکی اور مومن کی شان ہے جبکہ جھوٹ بولنا اور جھوٹ کا ساتھ دینا گناہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِی إِلَی الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ یَهْدِی إِلَی الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ صِدِّیقًا وَإِنَّ الْکَذِبَ یَهْدِی إِلَی الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ یَهْدِی إِلَی النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ کَذَّابًا.

صحیح مسلم، رقم الحدیث: 6803

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچائی ایسا عمل ہے جو نیکی کی راہ پر چلاتا ہے اور نیکی والا راستہ سیدھا جنت جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق بن جاتا ہے اور جھوٹ ایسا عمل ہے جو برائی کی راہ پر چلاتا ہے اور برائی والا راستہ سیدھا جہنم جاتا ہے اور بے شک جب کوئی آدمی جھوٹ کی عادت ڈال لیتا ہے وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

تمسخر، طعنہ زنی اور برے القابات سے بچیں:

موجودہ سیاسی کشمکش میں قائدین و کارکنان ایک دوسرے کا تمسخر اڑا رہے

ہیں، طعنہ زنی کر رہے ہیں اور ایک دوسروں کو برے القابات دے رہے ہیں، یہ انتہائی گھٹیا پن ہے۔ قرآن کریم نے اس سے سختی سے روکا ہے اور ساتھ میں دعوت فکر بھی دی ہے کہ جس مسلمان سے تم تمسخر کر رہے ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بہتر ہو۔ اسی طرح طعنہ زنی سے بھی روکا ہے اور برے القابات سے منع فرمایا ہے۔ ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں بعد میں ہم کسی سیاسی جماعت کے افراد ہیں۔ لہٰذا پارٹی کی وجہ سے اپنی زندگی کو کبیرہ گناہوں میں تباہ نہیں کرنا چاہیے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ: 11

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور نہ دوسری عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم لوگ ہیں۔

بدگمانی اور غیبت سے بچیں:

سیاسی کشمکش میں بدگمانی (بلکہ بدزبانی)، عیب جوئی اور سیاسی حریفوں کی غیبت کرنا محبوب مشغلہ سمجھا جاتا ہے۔ ہر گلی محلے میں سیاسی تبصرے و تجزیے ہو رہے ہیں جن میں مذکورہ گناہ عام پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم ان سے منع کرتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا يَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲﴾

سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:12

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور کسی (کے عیب) کی ٹوہ میں نہ لگو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

لڑائی کے بجائے صلح کریں:

سیاسی کشمکش میں ہر دوسرے گھر میں لڑائی جھگڑا پایا جا رہا ہے، رشتہ داروں سے بول چال ختم ہو رہا ہے، دوستی؛ دشمنی میں بدل رہی ہے، دوریاں بڑھ رہی ہیں۔ نفرتیں عام ہو رہی ہیں اور صلح کے دروازے بند ہوتے چلے جا رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم نے اہل ایمان کو آپس میں بھائی بھائی قرار دے کر ان کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا ہے۔

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۰﴾

سورۃ الحجرات، رقم الآیۃ:10

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لیے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔

عَنۡ أَبِي الدَّرۡدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ

وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلٰى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2433

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں جو درجہ میں (نفلی) روزے (نفلی) نماز اور (نفلی) صدقے سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ضرور بتایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگوں کے درمیان "صلح صفائی" کرانا ہے۔ اس لیے کہ باہمی ناچاقی اور پھوٹ دین کو ختم کرنے والی چیز ہے۔

سیاسی قائدین کی ذمہ داریاں:

سیاسی کشمکش کے اس نقصان دہ ماحول میں سب سے بڑی ذمہ داری پارٹیوں کے قائدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی پارٹی سے وابستہ افراد کی ذہن سازی کریں، انہیں اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کا وفادار بننے کا درس دیں۔ اپنے سیاسی مفادات کی خاطر کارکنان کی اسلامی تہذیب اور اخلاقی اقدار کو داؤ پر نہ لگائیں۔ اپنے ہر کارکن کو اسلام اور آئین پاکستان کا وفادار بنانے اور اچھے اخلاق کا حامل مہذب شہری بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ کارکنان کو جذباتی بنا کر ملک میں افراتفری نہ مچائیں۔ پرامن احتجاج آپ کا حق ہے لیکن اس کی آڑ میں خون خرابے نہ کرائیں۔ وطن عزیز اس کا بالکل متحمل نہیں ہے۔

سیاسی کارکنان کی ذمہ داریاں:

اس کے بعد سیاسی شعور رکھنے والے کارکنان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خوب سمجھ داری سے کام لیں، حقائق کو دیکھیں، پارٹی دستور کو پڑھیں، اپنے لیڈر

کی پالیسیوں کو اچھی طرح جانچیں پرکھیں اگر وہ واقعی اسلام اور آئین پاکستان کے حق میں مفید ہیں تو دیانت داری کے ساتھ اس کا ساتھ دیں اور اگر حقائق اس کے برعکس ہوں تو جرم کا ساتھ دینے کے بجائے حق کا ساتھ دیں۔

صحافی برادری کی ذمہ داریاں:

آخر میں اپنی صحافی برادری کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ غیر جانبدار ہو کر دیانت کے ساتھ اپنی پیشہ وارانہ خدمات سرانجام دیں۔ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح قرار دینے کے جرم سے باز رہیں۔ ملک میں پھیلی ہوئی انارکی کو کم کرنے کی کوشش کریں اسے مزید بڑھاوا نہ دیں۔ مختلف پارٹیوں کی ترجمان شخصیات کو آپس میں نہ لڑائیں۔ پوری اسلامی دنیا کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں عالمی دنیا کے سامنے اسے مذاق نہ بنائیں، اس کی ایسی تصویر پیش نہ کریں جس سے عالم اسلام کی امیدیں ٹوٹنا شروع ہو جائیں۔ اپنے ملک کی مثبت تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ یہ ملک ہم سب کا ہے۔ اسی کی بقا اور استحکام میں ہماری بقا اور استحکام ہے۔

اللہ کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 23 مئی، 2022ء

حج ایک عاشقانہ عبادت

اللہ تعالیٰ کے کرم سے ایک دو دن بعد ماہ ذوالقعدہ کا آغاز ہو رہا ہے اس مہینے کا شمار ان چار مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحج، محرم اور رجب) میں ہوتا ہے جن کو حرمت عزت والے مہینے کہا جاتا ہے ان میں خونریزی، لڑائی جھگڑا وغیرہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ (ثَلَاثَةٌ) مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:4662

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ گھوم کر اسی حالت پر آگیا جیسے اس دن تھا جب اللہ رب العزت نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں اور ان میں سے چار حرمت یعنی عزت و احترام والے ہیں: تین تو اکٹھے ترتیب کے ساتھ ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحج، محرم اور چوتھا مہینہ رجب والا ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

حج ایک عاشقانہ عبادت:

حج وہ عبادت ہے جس کی بنیاد عقل کے بجائے عشق پر رکھی گئی ہے۔ عرب و عجم، کالے و گورے اور امیر و غریب سب ایک ہی جیسی وضع قطع بنائے ایک ہی جیسا لباس (احرام) پہنے اظہار عبدیت کی ایک ہی صدا لگا رہے ہوتے ہیں۔ لبیك اللهم لبیك۔۔ اے اللہ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔

دیگر عبادات کے مقابلے میں حج ایک مشکل عبادت بھی ہے اس میں سفر کی

صعوبتوں کے ساتھ ساتھ مالی طور پر کثیر اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس لیے حج کے ارکان ، مناسک، شرائط اور ادائیگی کا مسنون طریقہ معلوم کرنا بہت ضروری ہے تاکہ اس کے تمام فوائد و ثمرات حاصل ہوں۔

حجاج کرام خاص خیال رکھیں:

- سابقہ گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کریں۔
- اگر ذمہ میں قرض باقی ہے تو وہ ادا کریں۔
- کسی کے ساتھ ناانصافی کی ہے تو اس کی تلافی کریں۔
- کسی کو تکلیف دی ہے تو اس سے معافی مانگیں۔
- اگر والدین یا قریبی رشتہ دار ناراض ہیں تو ان کو راضی کریں۔
- جن کے مالی اخراجات ذمہ ہیں ان کا اپنی واپسی تک معقول انتظام کریں۔
- سفر خرچ میں صرف حلال مال ہو، حرام بلکہ مشتبہ مال بھی استعمال نہ کریں۔
- سفر خرچ سے کچھ زائد رقم پاس رکھیں جس کو سفر میں صدقہ کریں۔
- سفر شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل صلوٰۃ التوبۃ ادا کریں۔
- سفر شروع کرتے وقت گھر والوں اور متعلقین کے لیے دعائیں مانگیں۔
- دوران سفر تواضع اور عاجزی اختیار کریں۔
- سفر میں ذکراللہ، تلاوت قرآن کریم، نوافل، صدقہ و خیرات، درود پاک اور استغفار کا اہتمام کریں۔
- سفر میں پیش آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔
- سفر میں نرمی اور خوش خلقی سے پیش آئیں سخت کلامی نہ کریں۔
- گالم گلوچ، بدزبانی، جھوٹ، لعنت، بہتان بازی، الزام تراشی نہ کریں
- غیبت نہ کریں۔

حج کی فضیلت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1519

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ (دینِ اسلام میں) کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (دل سے) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل (زیادہ بہتر ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد حج مبرور۔

حج جلدی کریں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ۔

سنن ابی داود، رقم الحدیث:1734

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ جلدی کرے۔

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر وعید:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ

فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا۔

سنن الدارمی، رقم الحدیث: 1839

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو ظاہری ضرورت (سفر خرچ اور سواری کا انتظام وغیرہ) یا ظالم بادشاہ (حکومت) یا مہلک مرض جیسی کوئی مجبوری نہ ہو اور وہ (حج کا صاحب نصاب ہونے کے باوجود) حج نہ کرے۔ تو اس کے لیے یہ بات برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

حج سے گناہ معاف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1521

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا اور خوشنودی کو حاصل کرنے) کے لئے حج کرے اور دوران حج (احرام کی حالت میں) اپنی بیوی کے پاس نہ جائے (یعنی ہمبستری نہ کرے) اور (دوران سفر) بیہودہ باتیں یا لڑائی جھگڑا وغیرہ نہ کرے اور (کبیرہ) گناہوں سے بچتا رہے تو وہ حج کرنے کے بعد (گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے) جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک و صاف تھا۔

حج کی جزا جنت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 1773

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کی درمیانی مدت اُن صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے جو اس دوران سرزد ہوئے اور حج مقبول کا بدلہ جنت ہی ہے۔

حجاج سے دعائیں کرائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ۔

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2892

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کو آنے والے اور عمرہ ادا کرنے والے اللہ تعالی کے معزز مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالی سے دعا مانگیں تو اللہ تعالی ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ گناہوں کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالی ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔

حجاج شفاعت کریں گے:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِي أَرْبَعِ مِائَةِ أَهْلِ بَيْتٍ أَوْ قَالَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

مسند بزار، رقم الحدیث: 3196

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاجی اپنے قبیلے کے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔

مناسک حج کے بعد ذکر اللہ:

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 200

ترجمہ: جب تم حج کے متعلقہ عبادات ادا کر کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ تم تفاخراً (ایک دوسرے پر فخر جتلانے کے لیے) پنے آباء و اجداد کا تذکرہ کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔

طواف، سعی اور رمی میں ذکر اللہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ.

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 1890

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف، صفا و مروہ کی سعی (ان دو پہاڑوں پر سات چکر لگانا) اور جمرات کی رمی (شیطانوں کو کنکر مارنا) یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

حج کے دوران گناہوں سے بچیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَأَنْ أُخْطِئَ سَبْعِينَ خَطِيئَةً- يَعْنِي بِغَيْرِ مَكَّةَ- أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُخْطِئَ خَطِيئَةً وَاحِدَةً بِمَكَّةَ۔

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں کیا جانے والا ایک گناہ عام جگہوں میں کیے جانے والے ستر گناہوں سے زیادہ سخت ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: تُضَاعَفُ السَّيِّئَاتُ بِمَكَّةَ كَمَا تُضَاعَفُ الْحَسَنَاتُ۔

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جیسے مکہ میں کی جانے والی نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے اسی طرح مکہ میں کیے جانے والے گناہ کی سزا بھی کئی گنا بڑھا دی جاتی ہے۔

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ رَحِمَهُ اللهُ بَلَغَنِي أَنَّ الْخَطِيئَةَ بِمَكَّةَ بِمِائَةِ خَطِيئَةٍ، وَالْحَسَنَةَ عَلَى نَحْوِ ذَلِكَ.

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں کیا جانے والا ایک گناہ سو گناہوں کے برابر ہے جبکہ مکہ مکرمہ میں کی جانے والی نیکیوں میں بھی اسی طرح اضافہ کیا جاتا ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: اعْلَمُوا أَنَّ الظُّلْمَ فِي الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ أَعْظَمُ خَطِيئَةً وَوِزْرًا فِيمَا سِوَى ذَلِكَ.

جامع العلوم والحکم

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر 36 کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اشہر حُرُم (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم) میں گناہ کرنا عام مہینوں میں گناہ کرنے سے بڑا جرم ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو حج مبرور نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 30 مئی، 2022ء

دین دوری کے اسباب، نتائج اور حل

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی چیز کا وجود اپنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور وجود کو ایسی بقا حاصل نہیں کہ جس میں فنا کا تصور نہ ہو۔

وحدۃ الوجود:

تو اللہ تعالیٰ کا وجود ذاتی ہے (کسی کا عطا کردہ نہیں) اور باقی بھی ہے کہ اس میں فنا کو تصور نہیں۔ اس لیے مشائخ فرماتے ہیں کہ حقیقی وجود صرف اللہ کا ہے جس پر فنا نہیں اس کے علاوہ کسی کا وجود فنا سے خالی نہیں۔ اسی کو تصوف کی اصطلاح میں ”وحدۃ الوجود“ کہتے ہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ غلط فہمی کی وجہ سے وحدۃ الوجود کا معنی یہ سمجھتے ہیں کہ مشائخ اور صوفیاء کرام ہر چیز کو خدا سمجھتے ہیں کہ یا ہر چیز میں خدا کے وجود کا حلول مانتے ہیں، یہ سراسر غلط ہے۔

وحدۃ الشہود:

یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ مشائخ طریقت اور صوفیاء کرام کی اللہ تعالیٰ کی ذات پر اتنی گہری نظر ہوتی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا وجود باقی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر چیزوں کے وجود فانی (کالعدم) نظر آتے ہیں۔ اسی کو تصوف کی اصطلاح میں ”وحدۃ الشہود“ کہتے ہیں۔

جیسے سورج نکل آنے سے ستاروں کا وجود بالکلیہ ختم نہیں ہو جاتا، وہ موجود تو ہوتے ہیں لیکن سورج کی تیز روشنی کے سامنے ان کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اس لیے وہ

دکھائی نہیں دیتے۔ اسی طرح صوفیاء کرام کی اللہ کی ذات پر اتنی گہری نگاہ ہوتی ہے کہ باقی چیزوں کا وجود انہیں نظر نہیں آتا۔

یہ تصوف کی دو باتیں ایسی ہیں جنہیں غلط انداز میں پیش کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو سراسر جہالت اور دین دوری کا نتیجہ ہے۔

دین دوری:

دین دوری اور جہالت کا بڑھ جانا یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ قیامت کی علامات اور نشانیاں دو طرح کی ہیں۔ علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ۔

علامات قیامت:

علامات صغریٰ سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد تک وقوع پذیر ہوں گی۔ ان میں سے کچھ علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں۔ حضرت مہدی کی آمد سے لے کر نفخہ اولیٰ تک ظاہر ہونے والی علامات ”علامات کبریٰ“ ہیں۔

علامات صغریٰ:

یوں تو کئی احادیث مبارکہ میں قیامت کی علامات صغریٰ کا ذکر موجود ہے۔ اختصار کے پیش نظر ایک حدیث پیش خدمت ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ - وَإِمَّا قَالَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ - أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِلْخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

صحیح البخاری: باب إِثْمِ الزُّنَاة

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد اسے کوئی نہیں بیان کرے گا۔(ہو سکتا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ بطور خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقی جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو وہ وفات پا گئے ہوں یا شہید ہو گئے ہوں) میں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم (شریعت صحیح اور معتبر تعبیرات کے ساتھ) ختم ہو جائے گا اور (ہر طرف) جہالت (ہی جہالت) پھیل جائے گی، شراب (بے خوف و خطر ہو کر کھلے عام) پی جانے لگے گی اور زنا عام ہو جائے گا، مرد (خواتین کی بنسبت) کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد (مردوں کی بنسبت) زیادہ ہو جائے گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک ہی مرد رہ جائے گا۔

علم اٹھالیا جائے گا:

حدیث مبارک کے اس جملے میں جس علم کا تذکرہ ہے اسلوب حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد دینی علم ہے کیونکہ دینی علم اوپر سے آیا ہے، اور قیامت کے قریب جہاں سے آیا ہے وہاں اٹھالیا جائے گا۔

اس لیے ابھی ہمارے پاس وقت ہے ہمیں مہلت ہے کہ ہم خود دینی علوم کو حاصل کریں اور اپنی اولادوں کو اس سے بہرہ ور کریں تاکہ یہ نسل در نسل چلتا رہے اور خدانخواستہ ہم نے اس میں کوتاہی کی تو ہماری آنے والی نسلیں دین بیزار ہوں گی۔ ماضی میں جہاں جہاں دینی علوم کے حصول پر توجہ دینے میں غفلت سے کام لیا گیا وہاں اس کے اتنے برے نتائج ہیں کہ الامان والحفیظ۔

اس حقیقت کا عملی مشاہدہ بطور خاص ان لوگوں کو ہوتا رہتا ہے جو تبلیغ دین کی محنت میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ کتنی بستیوں کی بستیاں ایسی ہوتی ہیں جہاں لوگوں کو صحیح طور پر کلمہ شہادت تک پڑھنا نہیں آتا، کتنے لوگ ہوتے ہیں جنہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا صحیح علم نہیں ہوتا، کتنے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جنہیں قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا، کتنے لوگوں کو نماز صحیح طور پر ادا کرنی نہیں آتی۔ وغیرہ

الغرض عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا معاشرات و اخلاقیات سب سے دوری اور ان کے بارے میں جہالت پائی جاتی ہے۔ اس پر کئی واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں۔ صرف دو واقعے ملاحظہ فرمائیں:

قبر پر سبز جھنڈی / لال جھنڈی:

بلوچستان کے ایک علاقے میں تبلیغی جماعت کے احباب تشریف لے گئے، جس جگہ یہ لوگ موجود تھے وہاں کا ایک شخص جماعت کے امیر صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ میرے والد وفات پا گئے ہیں آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیں! امیر صاحب نے فرمایا کہ جنازہ لے آئیں میں پڑھا دیتا ہوں، کچھ دیر بعد جنازہ آیا لوگوں نے صفیں درست کر لیں جماعت کے امیر صاحب امامت کے لیے آگے بڑھے، انہوں نے دیکھا کہ چارپائی پر جس شخص کو کفن دیا گیا تھا اس نے حرکت کی اور یہ حرکت سانس لینے کی محسوس ہوئی۔

انہوں نے اس شخص سے کہا کہ آپ کے والد زندہ معلوم ہوتے ہیں ذرا کفن ہٹاؤ! ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ بیٹے نے کفن اٹھانے سے انکار کیا لیکن امیر صاحب کے اصرار پر اس نے جب کفن ہٹایا دیکھا تو وہ شخص ابھی زندہ تھا۔ امیر صاحب نے اس کے بیٹے سے کہا کہ اپنے والد کو لے جاؤ اس کا علاج کراؤ! اس نے جواب دیا کہ ہم نے بہت علاج کرایا ہے ڈاکٹروں نے انہیں اب لاعلاج قرار دے دیا ہے، چند گھنٹوں کا مہمان

ہے۔ اگر آپ لوگ جنازے پڑھائے بغیر چلے گئے تو اسے بغیر جنازے کے ہی دفنانا پڑے گا کیونکہ ہماری اس پوری بستی میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جسے نماز جنازہ آتی ہو اور وہ پڑھا بھی سکے۔ اس کے بعد اس کی قبر پر لال جھنڈی لگانی پڑے گی۔ امیر صاحب نے اس کی وجہ پوچھی کہ لال جھنڈی کیوں لگانی پڑے گی؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارے قبرستان میں دو طرح کی قبریں ہیں کچھ ایسی ہیں جن پر سبز رنگ کی جھنڈی لگی ہوئی ہے اور کچھ ایسی ہیں جن پر لال رنگ کی جھنڈی لگی ہوئی ہے۔ سبز جھنڈی ان لوگوں کی قبروں پر ہے جن کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہے اور لال جھنڈی ان لوگوں کی قبروں پر لگی ہوئی ہے جنہیں جنازہ ادا کیے بغیر ہی دفنا دیا گیا۔

بایاں ہاتھ کاٹنا:

کچھ عرصہ پہلے سندھ کے ایک گاؤں میں تبلیغی جماعت کے احباب تشریف لے گئے، وہاں ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جماعت والوں سے درخواست کی گئی۔ جماعت کے امیر صاحب امامت کرانے کے لیے جب آگے بڑھے تو مردے کے بائیں جانب کفن پر تازہ تازہ خون دیکھا، انہوں نے اس بارے میں پوچھا کہ یہ خون کفن پر کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مولوی صاحب گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہمارے یہاں رواج ہے جب ہمارے یہاں کوئی فوت ہو جاتا ہے تو ہم لوگ اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیتے ہیں تاکہ جب وہ قیامت والے دن اٹھے تو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے۔ نہ بایاں ہاتھ ہوگا اور نہ ہی اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں آئے گا۔

دعوت فکر:

اس قسم کے بیسیوں واقعات ایسے ہیں جو ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی دین دوری کو واضح کرتے ہیں۔ دین دوری کا سب سے بڑا سبب دینی علوم سے دوری ہے

اور دینی علوم سے دوری کا سبب دور حاضر کے اہل حق علمائے اہل السنۃ والجماعۃ سے دوری ہے۔ اس کے برے نتائج سب کے سامنے ہیں۔اس کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم اہل حق علماء کرام سے دوری کو دور کریں۔ ان سے قرآن و سنت کو سیکھیں، احکام شریعت ان سے سمجھیں، اپنی اولادوں کو دینی علوم کے حصول کے لیے ان کے پاس بھیجیں تاکہ ہم بھی دین دوری سے بچ سکیں اور ہماری آنے والی نسلیں بھی دین دوری سے دور رہ سکیں۔

اللہ کریم ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 6 جون، 2022ء

قربانی کے فضائل و مسائل (حصہ اول)

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اس کے نام پر ذوالحج کی 10، 11، 12 تاریخ کو (شرعاً مخصوص) جانور ذبح کرنا "قربانی" کہلاتا ہے۔ دلائل شریعت کی روشنی میں قربانی کے فضائل و مسائل جاننا ہر مسلمان کی ضرورت ہے۔

قربانی کا ثبوت:

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾

سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ: 27

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنائیں جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے نے پہلے سے) کہا کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ پہلے نے کہا کہ اللہ تو ان لوگوں سے (قربانی) قبول کرتا ہے جو متقی ہوں۔

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ت 1362ھ فرماتے ہیں:

"حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل اور قابیل کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ ہابیل نے قربانی کی تھی اور اللہ کے ہاں مقبول ہوئی تھی اور وہ جانور ان کی قربانی کا اونٹ تھا یا مینڈھا علی اختلاف روایات التفسیر.... اور جب سے اب تک سب امتوں میں ان جانوروں کا ذبح کرنا جاری و مشروع رہا۔"

امداد الفتاویٰ: ج 3 ص 564

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ

مِّنۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

سورۃ الحج، رقم الآیۃ: 34

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تا کہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے عطا فرمائے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ؕ﴿۲﴾

سورۃ الکوثر، رقم الآیۃ: 2

ترجمہ: آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ؟ قَالَ: سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَالُوْا: فَمَالَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا: فَالصُّوْفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ

سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضحیہ

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کے (روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے پر بدلے میں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یارسول اللہ! اُون (کے بدلے میں کیا ملے گا؟) فرمایا: اُون کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ اَنَّهُ لَيَأْتِيْ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَّ يَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا.

سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں بالوں اور کُھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

قربانی کا حکم:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی الزیلعی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:743ھ) فرماتے ہیں:

تَجِبُ عَلٰى حُرٍّ مُّسْلِمٍ مُّقِيمٍ مُّوسِرٍ عَنْ نَفْسِهٖ لَا عَنْ طِفْلِهٖ شَاةٌ أَوْ سُبُعُ بَدَنَةٍ يَوْمَ النَّحْرِ إِلٰى آخِرِ أَيَّامِهٖ.

تبیین الحقائق للزیلعی، کتاب الاضحیۃ

ترجمہ: دس ذوالحجہ سے لے کر قربانی کے آخری ایام (یعنی بارہ ذوالحجہ) تک ہر اس آدمی پر جو آزاد، مسلمان، مقیم اور صاحبِ نصاب ہو اس پر ایک بکری یا ایک بڑے جانور کے ساتویں حصے کی قربانی کرنا واجب ہے، (یہ وجوب اسی پر ہو گا) اس کے بچوں کی طرف سے نہ ہو گا۔

امام ابو بکر احمد الرازی الجصاص رحمہ اللہ (المتوفیٰ:370ھ) سورۃ الکوثر کی آیت نمبر 2 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ رَحِمَهُ اللّٰهُ: صَلٰوةُ يَوْمِ النَّحْرِ وَنَحْرُ الْبَدَنِ ...قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: هٰذَاالتَّأْوِيلُ يَتَضَمَّنُ مَعْنَيَيْنِ اَحَدُهُمَا اِيْجَابُ صَلٰوةِ الْاَضْحٰى وَالثَّانِيْ وُجُوْبُ الْاُضْحِيَّةِ.

احکام القرآن للجصاص، تحت سورة الکوثر

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (ت 110ھ) نے فرمایا کہ مذکورہ آیت میں جو نماز کا ذکر ہے تو اس سے مراد عید کی نماز ہے اور وَانْحَرْ سے قربانی مراد ہے۔ امام ابو بکر (احمد الجصاص رحمہ اللہ ت 370ھ) فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں: پہلی بات یہ ہے کہ عید (الاضحیٰ) کی نماز واجب ہے اور دوسری بات یہ کہ قربانی واجب ہے۔

مشہور مفسر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت 1225ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَالَ عِكْرَمَةُ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ صَلٰوةَ الْعِيْدِ يَوْمَ النَّحْرِ ﴿وَانْحَرْ﴾ نُسُكَكَ. فَعَلٰى هٰذَا يَثْبُتُ بِهٖ وُجُوْبُ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَالْاُضْحِيَّةِ.

التفسیر المظہری: ج10، ص353

ترجمہ: حضرت عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ قربانی کے دن نماز عید ادا کرو اور ﴿وَانْحَرْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ قربانی کرو! اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ عید اور قربانی دونوں واجب ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا.

سنن ابن ماجہ: باب الاضاحی ھی واجبۃ ام لا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور وعید ترکِ واجب پر ہوتی ہے۔ چنانچہ امام عثمان بن علی زیلعی الحنفی رحمہ اللہ (ت 743ھ) حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمِثْلُ هٰذَا الْوَعِيدِ لَا يُلْحَقُ بِتَرْكِ غَيْرِ الْوَاجِبِ.

تبیین الحقائق للزیلعی: ج6 ص2 کتاب الاضحیۃ

ترجمہ: اس قسم کی وعید؛ غیر واجب کو چھوڑنے پر نہیں ہوتی (بلکہ واجب کو چھوڑنے پر ہوتی ہے)

معلوم ہوا قربانی واجب ہے۔

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ.

صحیح البخاری، باب من ذبح قبل الصلوٰۃ اعاد

ترجمہ: حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہیے کہ اس جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ (عید کی نماز کے بعد) ذبح کرے۔

اس میں آپ علیہ السلام نے عید سے پہلے قربانی کرنے کی صورت میں قربانی دوبارہ لوٹانے کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے۔

قربانی کے جانور:

درج ذیل جانور قربانی کے لیے ذبح کیے جاسکتے ہیں:

۱: اونٹ ۲: اونٹنی ۳: بیل ۴: گائے ۵: بھینسا ۶: بھینس

۷: مینڈھا ۸: بھیڑ ۹: دنبہ ۱۰: دنبی ۱۱: بکرا ۱۲: بکری

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

أَمَّا جِنْسُهُ فَهُوَ أَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْأَجْنَاسِ الثَّلَاثَةِ؛ الْغَنَمِ أَوِ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ وَيَدْخُلُ فِيْ كُلِّ جِنْسٍ نَوْعُهُ وَالذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى مِنْهُ وَالْخَصِيُّ وَالْفَحْلُ لِانْطِلَاقِ اسْمِ الْجِنْسِ عَلٰى ذٰلِكَ وَالْمَعْزُ نَوْعٌ مِنَ الْغَنَمِ وَالْجَامُوْسُ نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ.

فتاویٰ عالمگیریہ: ج5 ص367 الباب الخامس

ترجمہ: قربانی میں جو جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں وہ ان تین قسموں میں سے ہونے چاہییں۔ بکری، اونٹ اور گائے، اور ان میں ہر جنس کی نوع (قسم) بھی شامل ہے، مذکر، مونث، خصی، بغیر خصی ہر قسم شامل ہے، مینڈھا یہ بکری کی قسم ہے اور بھینس یہ گائے کی قسم ہے۔

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

سورۃ الحج، رقم الآیۃ:34

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے عطا فرمائے۔

اس آیت میں قربانی کے لیے "بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ" مقرر کیے گئے ہیں۔ ان "بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ" کی وضاحت قرآن مجید میں یوں موجود ہے:

وَ مِنَ الۡاَنۡعَامِ حَمُوۡلَۃً وَّ فَرۡشًا ؕ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ وَ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۴۲﴾ۙ ثَمٰنِیَۃَ اَزۡوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاۡنِ اثۡنَیۡنِ وَ مِنَ الۡمَعۡزِ اثۡنَیۡنِ ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّکَرَیۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَیَیۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَیۡہِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ نَبِّـُٔوۡنِیۡ بِعِلۡمٍ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۴۳﴾ۙ وَ مِنَ الۡاِبِلِ اثۡنَیۡنِ وَ مِنَ الۡبَقَرِ اثۡنَیۡنِ ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّکَرَیۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَیَیۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَیۡہِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ

سورۃ الانعام، رقم الآیات: 142، 143، 144

ترجمہ: چوپایوں میں سے اللہ نے وہ جانور بھی پیدا کیے ہیں جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ بھی جو زمین سے لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے جو تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ جان لو کہ وہ تمہارے لیے کھلا دشمن ہے۔ (مویشیوں کے) کل آٹھ جوڑے اللہ نے پیدا کیے ہیں۔ دو صنفیں (نر اور مادہ) بھیڑوں کی نسل سے اور دو بکروں کی نسل سے، ذرا ان سے پوچھو کہ: "کیا دونوں نروں کو اللہ نے حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا ہر اس بچے کو جو دونوں نسلوں کی مادہ کے پیٹ میں موجود ہو؟ اگر تم سچے ہو تو کسی علمی بنیاد پر مجھے جواب دو!" اور اسی طرح اونٹوں کی بھی دو صنفیں (نر اور مادہ) اللہ نے پیدا کی ہیں، اور گائے کی بھی دو صنفیں۔ ان سے کہو: "کیا دونوں نروں کو اللہ نے حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا ہر اس بچے کو جو دونوں نسلوں کی مادہ کے پیٹ میں موجود ہو؟ معلوم ہوا کہ " بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ " آٹھ جانور ہیں: دو بھیڑوں سے، دو بکریوں میں، دو اونٹوں سے اور دو گائیوں میں سے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 20 جون، 2022ء

قربانی کے فضائل و مسائل (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بار پھر ہماری زندگیوں میں ذوالحج کا مہینہ آگیا ہے۔ اس کی عبادات میں سے ایک عبادت قربانی ہے جو اس مہینے کی 10 تا 12 تاریخ تک کی جا سکتی ہے۔ اسی حوالے سے گزشتہ قسط میں ہم نے قربانی کے چند فضائل و مسائل ذکر کیے تھے اب اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جانور کی عمر:

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال۔ گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

ثنی اور جذع:

فَلَا يَجُوزُ شَيْءٌ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ عَنِ الْأُضْحِيَّةِ إِلَّا الثَّنِيُّ مِنْ كُلِّ جِنْسٍ وَإِلَّا الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ خَاصَّةً إِذَا كَانَ عَظِيمًا وَأَمَّا مَعَانِي هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ فَقَدْ ذَكَرَ الْقُدُورِيُّ أَنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوا: الْجَذَعُ مِنَ الْغَنَمِ ابْنُ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَالثَّنِيُّ ابْنُ سَنَةٍ وَالْجَذَعُ مِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَةٍ وَالثَّنِيُّ مِنْهُ ابْنُ سَنَتَيْنِ وَالْجَذَعُ مِنَ الْإِبِلِ ابْنُ أَرْبَعِ سِنِينَ وَالثَّنِيُّ ابْنُ خَمْسٍ.

فتاویٰ عالمگیریہ: کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس في بیان محل اقامۃ الواجب

ترجمہ: قربانی کے لیے اونٹ، گائے اور بکری کا "ثَنِی" ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ملیں تو چھے مہینے کا مینڈھا جو دیکھنے میں بڑا نظر آئے جائز ہے۔ مذکورہ جانوروں کے "ثَنِی" کا معنی امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ بکری کا "جَذع" چھے مہینے کا اور "ثَنِی" ایک سال کا ہوتا ہے، گائے کا "جَذع" ایک

سال کا اور ”ثَنِی“ دو سال کا ہوتا ہے، اونٹ کا ”جَذع“ چار سال کا اور ”ثَنِی“ پانچ سال کا ہوتا ہے۔

دلیل:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِّنَ الضَّأْنِ.

صحیح مسلم: ج2، ص155 باب سن الاضحیہ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قربانی کے لیے مُسِنَّہ (قربانی کی عمر والا جانور) ذبح کرو۔ ہاں اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر دنبہ میں سے جذعہ (یعنی چھ ماہ کا دنبہ جو سال کا لگتا ہو) ذبح کرو۔

فائدہ نمبر1: ” اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ “ کی قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں۔ اگر کوئی بندہ چھ ماہ کا ایسا دنبہ ذبح کرے جو دیکھنے میں سال کا لگتا ہو تو جائز ہے اگرچہ اسے ایک سال کا بکرا میسر ہو۔

فائدہ نمبر2: اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

نمبر1: اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کے لیے لفظ ”مسنہ“ استعمال فرمایا ہے۔ جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے ”مسنہ“ کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ اس سے مراد اونٹ، گائے اور بکری میں سے ”الثنی“ ہے۔ امام یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُسِنَّةُ هِيَ الثَّنِيَّةُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ.

شرح مسلم للنووی: ج2 ص155

ترجمہ: علماء فرماتے ہیں کہ "مسنہ" سے مراد اونٹ، گائے اور بکری میں سے "الثنی" ہے۔

اور فقہاء کرم کے ہاں "الثنی" سے مراد یہ ہے کہ بھیڑ، بکری ایک سال کی ہو، گائے اور بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

محدث وفقیہ امام احمد بن محمد بن جعفر القُدوری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:428ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوا: الْجَذَعُ مِنَ الْغَنَمِ ابْنُ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَالثَّنِيُّ ابْنُ سَنَةٍ وَالْجَذَعُ مِنَ الْبَقَرِ ابْنُ سَنَةٍ وَالثَّنِيُّ مِنْهُ ابْنُ سَنَتَيْنِ وَالْجَذَعُ مِنَ الْإِبِلِ ابْنُ أَرْبَعِ سِنِيْنَ وَالثَّنِيُّ ابْنُ خَمْسٍ.

فتاویٰ عالمگیریہ: کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس في بيان محل اقامۃ الواجب

ترجمہ: حضرات فقہاء کرام یہ فرماتے ہیں کہ بھیڑ، بکری کا "جذع" چھ ماہ کا ہوتا ہے اور بھیڑ، بکری کا "ثنی" ایک سال کا ہوتا ہے۔ گائے کا "جذع" ایک سال کا ہوتا ہے اور گائے کا "ثنی" دو سال کا ہوتا ہے۔ اونٹ کا "جذع" چار سال کا ہوتا ہے اور اونٹ کا "ثنی" پانچ سال کا ہوتا ہے۔

نمبر2: مذکورہ حدیث میں "مسنہ" کے متبادل "جَذَعَۃً مِّنَ الضَّأنِ" کا حکم فرمایا اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو چھ ماہ کا ہو۔ مگر دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم رحمہ اللہ (المتوفیٰ:970ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالُوْا: هٰذَا اِذَا كَانَ الْجَذَعُ عَظِيْماً بِحَيْثُ لَوْ خَلَطَ بِالثَّنِيَّاتِ يَشْتَبِهُ عَلَى النَّاظِرِيْنَ وَالْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ مَا تَمَّتْ لَهٗ سِتَّةُ اَشْهُرٍ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ.

البحر الرائق لابن نجیم، کتاب الاضحیۃ

ترجمہ: حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو اتنا بڑا ہو اگر اس کو سال والے دنبوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے میں سال والوں کے مشابہ ہو اور حضرات فقہاء کے نزدیک جذع (دنبہ) وہ ہے جو چھ ماہ مکمل کر چکا ہو۔

نوٹ: یہ حکم صرف بھیڑ اور دنبہ میں ہے، بکری یا گائے بھینس اور اونٹ کے لیے نہیں کیونکہ حدیث پاک میں صرف اسی کی اجازت ہے۔

شرکاء اور ان کی تعداد:

اھل السنۃ والجماعۃ احناف کا موقف یہ ہے کہ قربانی کا جانور اگر اونٹ گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

يَجِبُ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ الشَّاةَ لَا تُجْزِئُ إِلَّا عَنْ وَاحِدٍ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيمَةً وَالْبَقَرُ وَالْبَعِيرُ يُجْزِي عَنْ سَبْعَةٍ.

فتاویٰ عالمگیریہ: الباب الثامن

ترجمہ: یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ بکری صرف ایک آدمی کی جانب سے کفایت کرتی ہے اگرچہ بڑی کیوں نہ ہو، اور گائے اور اونٹ سات کی جانب سے کفایت کرتا ہے۔

دلیل نمبر 1:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِي بَدَنَةٍ.

صحیح مسلم: باب الاشتراک في الھدی واجزاء البقرۃ والبدنۃ کل منھما عن سبعۃ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ و

سلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہو جائیں۔

دلیل نمبر 2:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَ عَنْ سَبْعَةٍ.

صحیح مسلم: باب الاشتراک فی الھدی واجزاء البقرۃ والبدنۃ کل منھما عن سبعۃ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ والے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے قربان کی۔

بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةً.

جامع الترمذی: باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ عید الاضحیٰ کا موقع آ گیا۔ تو ہم نے گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمیوں کے حساب سے شرکت کی۔

جواب نمبر 1:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کی احادیث مروی ہوں تو دیکھا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل کس پر تھا؟ جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمل پیرا ہوں اسے لے لیتے ہیں اور جس پر عمل نہ

ہوں اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 275ھ) یہی ضابطہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُظِرَ إِلٰى مَا عَمِلَ بِهٖ أَصْحَابُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ.

سنن ابی داؤد: باب من لایقطع الصلوۃ شئ

ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف حدیثیں مروی ہوں تو (عمل کے لیے اس روایت کو) دیکھا جائے گا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔

قربانی کے اونٹ میں کتنے افراد شریک ہو سکتے ہیں؟ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثیں مروی ہیں:

حدیثِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما جس میں دس افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے۔

حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ جس میں سات افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے۔

ان دو روایتوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل حدیث جابر رضی اللہ عنہ پر ہے۔

امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ.

سنن الترمذی: باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت

ترجمہ: اسی حدیث پر اہلِ علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کا عمل ہے۔

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک پر ہے اس لئے ہمارے لئے بھی وہی قابل عمل ہے۔

جواب نمبر 2:

طرز محدثین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث منسوخ ہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ناسخ ہے۔

امام ابوزکریا یحیٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:676ھ) فرماتے ہیں:

وَهٰذِهٖ عَادَةُ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهٖ مِنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ يَذْكُرُونَ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يَرَوْنَهَا مَنْسُوخَةً ثُمَّ يُعَقِّبُونَهَا بِالنَّاسِخِ.

شرح مسلم للنووی: ج1 ص156 باب الوضوء مما مست النار

ترجمہ: امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کی مبارک عادت ہے کہ وہ پہلے ان احادیث کو لاتے ہیں جو ان کے نزدیک منسوخ ہوتی ہیں، پھر وہ احادیث لاتے ہیں جو ناسخ ہوتی ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے اور اس کے بعد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث لائے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب نمبر 3:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث فعلی جبکہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث قولی ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ حدیث قولی کو حدیث فعلی پر ترجیح ہوتی ہے۔

امام ابوزکریا یحیٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:676ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ تَعَارَضَ الْقَوْلُ وَالْفِعْلُ ، وَالصَّحِيحُ حِينَئِذٍ عِنْدَ الْأُصُولِيِّينَ تَرْجِيحُ الْقَوْلِ.

شرح مسلم للنووی: باب تحریم نکاح المحرم

ترجمہ: یہاں قول اور فعل میں تعارض ہے اور اصولیین کے ہاں صحیح موقف یہ ہے کہ ترجیح؛ قول کو ہوتی ہے۔

اور اس مسئلہ میں ایک طرف صرف فعلی حدیث جبکہ دوسری طرف فعلی اور قولی دونوں حدیثیں ہیں۔

فائدہ: قربانی کے بڑے جانور؛ اونٹ، گائے اور بھینس میں زیادہ سے زیادہ سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ اس سے کم شریک ہونا چاہیں مثلاً دو، تین، چار، پانچ، چھ تو بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں بھی سب شرکاء کی قربانی درست ہو گی۔ چنانچہ جتنے افراد شریک ہوں اتنے حصوں میں گوشت تقسیم کر لیا جائے۔ ہاں البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو ورنہ کسی کی قربانی بھی درست نہیں ہو گی۔

امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:587ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا يَجُوزُ بَعِيرٌ وَاحِدٌ وَلَا بَقَرَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ وَيَجُوزُ ذٰلِكَ عَنْ سَبْعَةٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ....وَلَا شَكَّ فِي جَوَازِ بَدَنَةٍ أَوْ بَقَرَةٍ عَنْ أَقَلَّ مِنْ سَبْعَةٍ بِأَنِ اشْتَرَكَ اثْنَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ سِتَّةٌ فِي بَدَنَةٍ أَوْ بَقَرَةٍ لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ السُّبْعُ فَالزِّيَادَةُ أَوْلَى وَسَوَاءٌ اتَّفَقَتِ الْأَنْصِبَاءُ فِي الْقَدْرِ أَوِ اخْتَلَفَتْ بِأَنْ يَكُونَ لِأَحَدِهِمُ النِّصْفُ وَلِلْآخَرِ الثُّلُثُ وَلِآخَرَ السُّدُسُ بَعْدَ أَنْ لَا يَنْقُصَ عَنِ السُّبْعِ.

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: کتاب التَّضْحِيَةِ، فَصْلٌ وَ أَمَّا مَحَلُّ إِقَامَةِ الْوَاجِبِ

ترجمہ: ایک اونٹ اور ایک گائے (یعنی بڑے جانور) میں سات سے زائد افراد کا شریک ہونا جائز نہیں بلکہ صرف سات یا سات سے کم افراد شریک ہوں۔ اونٹ یا گائے میں سات سے کم افراد مثلاً دو، تین، چار، پانچ یا چھ افراد شریک ہوں تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ جب (شرکاء میں سے کسی فرد کے لیے) ساتویں حصے کی شراکت جائز ہے تو ساتویں سے زیادہ حصے کی شراکت بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ پھر یہ حصے مقدار میں برابر ہوں یا بعض زیادہ ہوں اور بعض کم ہوں دونوں صورتیں درست ہیں۔ (کمی زیادتی کی صورت یہ ہو گی کہ) جیسے ایک شریک کا آدھا حصہ ہو، دوسرے شریک کا تیسرا حصہ ہو اور تیسرے شریک کا چھٹا حصہ ہو لیکن شرط یہی ہے کہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔

بکری صرف ایک شخص کی طرف سے:

اگر قربانی کا جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

يَجِبُ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ الشَّاةَ لَا تُجْزِءُ إِلَّا عَنْ وَاحِدٍ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيْمَةً.

فتاویٰ عالمگیری: الباب الثامن

ترجمہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ بکری صرف ایک آدمی کی جانب سے کفایت کرتی ہے اگرچہ بڑی کیوں نہ ہو۔

دلیل نمبر 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً وَاَنَا مُوْسِرٌ بِهَا وَلَا اَجِدُهَا فَاَشْتَرِيْهَا فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ فَيَذْبَحُهُنَّ.

سنن ابن ماجۃ: کتاب الاضاحی باب کم یجزی من الغنم عن البدنۃ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے اور میں مالدار ہوں اور مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں (لہٰذا اب کیا کروں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید لو اور انہیں ذبح کرلو۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جانور کو سات بکریوں کے برابر شمار کیا اور بڑے جانور میں قربانی کے سات حصے ہوسکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک بکری یا ایک دنبہ کی قربانی ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے جائز نہیں۔

بعض لوگوں کا موقف یہ ہے کہ بکری میں سارے گھر والے شریک ہوسکتے ہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَتْ كَمَا تَرَى.

جامع الترمذی: باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قربانی کیسے ہوتی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آدمی اپنی جانب سے اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک بکری ذبح کیا کرتا تھا، پھر سارے گھر والے اسے کھاتے تھے اور (دوسروں کو بھی) کھلاتے تھے، یہاں تک کہ لوگ دِکھاوے اور فخر میں مبتلا ہو گئے اور وہ کچھ ہونے

لگا جو تم دیکھ رہے ہو۔

جواب:

گوشت میں شریک ہونے سے مراد یہ ہے کہ ذبح تو ایک آدمی کرتا تھا جس پر قربانی واجب ہوتی تھی اور اس کا گوشت سارے گھر والے کھاتے تھے۔

امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:189ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ الرَّجُلُ يَكُوْنُ مُحْتَاجًا فَيَذْبَحُ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ يُضَحِّي بِهَا عَنْ نَفْسِهٖ فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ أَهْلَهٗ فَأَمَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ تُذْبَحُ عَنِ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ أُضْحِيَةٍ فَهٰذِهٖ لَا يُجْزِئُ وَلَا يَجُوْزُ شَاةٌ إِلَّا عَنِ الْوَاحِدِ.

موطا الامام محمد، باب مایجزئ من الضحایا عن اکثر من واحد

ترجمہ: ایک شخص محتاج ہوتا تھا تو ایک ہی بکری ذبح کرتا، قربانی تو اپنی طرف سے کرتا لیکن کھانے میں اپنے ساتھ گھر والوں کو بھی شریک کرتا تھا۔ جہاں تک ایک بکری کا معاملہ ہے تو وہ دو یا تین آدمیوں کی طرف سے کفایت نہیں کرتی بلکہ صرف ایک شخص کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔

علامہ عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1204ھ) لکھتے ہیں:

أَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُحْتَاجًا إِلَى اللَّحْمِ أَوْ فَقِيْرًا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْأُضْحِيَةُ فَيَذْبَحُ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ عَنْ نَفْسِهٖ وَيُطْعِمُ اللَّحْمَ أَهْلَ بَيْتِهٖ أَوْ يُشْرِكُهُمْ فِي الثَّوَابِ فَذٰلِكَ جَائِزٌ فَأَمَّا الْاِشْتِرَاكُ فِي الشَّاةِ الْوَاحِدَةِ فِي الْأُضْحِيَةِ الْوَاجِبَةِ فَلَا.

التعلیق الممجد علی موطا الامام محمد: باب مایجزئ من الضحایا عن اکثر من واحد

ترجمہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کو گوشت کی ضرورت ہوتی یا وہ فقیر ہوتا اور قربانی اس پر واجب نہیں ہوتی تو وہ اپنی طرف سے ایک بکری ذبح کرتا اور اپنے گھر

والوں کو گوشت کھلاتا یا (فقیر ہونے کی صورت میں) گھر والوں کو ثواب میں شریک کرتا اور یہ جائز ہے۔ باقی رہا واجب قربانی کی صورت میں ایک بکری میں اشتراک تو یہ جائز نہیں۔

قربانی کا وقت:

امام حسن بن منصور قاضی خان رحمہ اللہ (المتوفیٰ:592ھ) لکھتے ہیں:

وَوَقْتُ الْاَدَاءِ لِمَنْ كَانَ فِي الْمِصْرِ بَعْدَ فَرَاغِ الْإِمَامِ مِنْ صَلَاةِ الْعِيْدِ فَإِنْ ضَحّٰى قَبْلَ صَلَاةِ الْإِمَامِ اَوْ قَبْلَ اَنْ يَقْعُدَ الْإِمَامُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ لَا تَتِمُّ اُضْحِيَتُهٗ.... فَاَمَّا اَهْلُ السَّوَادِ وَالْقُرٰى وَالرِّبَاطَاتِ عِنْدَنَا يَجُوْزُ لَهُمُ التَّضْحِيَةُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الثَّانِيْ مِنَ الْيَوْمِ الْعَاشِرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

فتاویٰ قاضی خان: ج3 ص229،230

ترجمہ: قربانی کی ادائیگی کا وقت شہر والوں کے لیے اس وقت شروع ہوتا ہے جب امام عید کی نماز پڑھا کر فارغ ہو چکا ہو۔ چنانچہ اگر کسی نے امام کی نماز ادا کرنے سے قبل یا امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے سے قبل ہی قربانی کر دی تو اس کی قربانی درست نہ ہو گی۔ دیہات، بستی اور قلعوں میں رہنے والوں کے لیے قربانی کا وقت دس ذو الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ: إِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ وَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ.

صحیح البخاری: کتاب الاضاحی باب الذبح بعد الصلوٰۃ

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہمارے اس عید کے دن میں سب سے پہلا کام یہ ہے ہم نماز پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے ہمارے اس طریقہ پر عمل کیا یعنی عید کے بعد قربانی کی تو اس نے ہمارے طریقے کے مطابق درست کام کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، دیہات میں چونکہ نماز عید کا حکم نہیں ہے، اس لئے وہاں اس شرط کا وجود ہی نہیں تو ان کے لیے یہ حکم نہ ہو گا۔ وہاں قربانی کے وقت کا شروع ہونا ہی کافی ہو گا اور اس کا آغاز طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

جمعرات، 30 جون، 2022ء

دوستی کا معیار

اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت اور مزاج میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ تنہائی سے گھبراتا ہے اور اپنے اوقات کو خوشگوار گزارنے کے لیے دوست کو تلاش کرتا ہے تاکہ اس سے دل کی باتیں کہہ سکے۔ گپ شپ کر سکے۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے نیک دوست اور ہم نشین بنانے کی ترغیب دی ہے، اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنے کو لازمی قرار دیا ہے۔ اور کفار، فساق اور بد اخلاق دوستوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

نیک لوگوں کو دوست بناؤ برے لوگوں کو دوست نہ بناؤ:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ أَسْوَدَ وَحْدَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا هَذِهِ الْوَحْدَةُ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوتِ وَالسُّكُوتُ خَيْرٌ مِنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ۔

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث: 4639

ترجمہ: حضرت عمران بن حطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد میں گیا تو وہاں پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کالے رنگ کی چادر سے گوٹھ مارے اکیلے تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا اے ابو ذر! یہ تنہائی کیوں اختیار کی ہوئی ہے؟ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ برے دوستوں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک لوگوں کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر جبکہ بری بات کرنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حدیث میں جلوت و خلوت اور خاموشی و گفتگو کے معیار کی

نشاندہی فرمادی گئی ہے۔ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کو منع نہیں کیا جارہا بلکہ غیر ضروری اور غیر شرعی گفتگو اور لوگوں کے ساتھ فضول مجلس لگانے سے منع کیا گیا ہے۔

دوستی کی بنیاد اللہ کی رضا ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ۔

مؤطا مالک، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ، رقم الحدیث: 1501

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دیں گے اور وہ ایسا دن ہو گا کہ کہ عرش کے سائے کے علاوہ اور سایہ نہیں ہو گا۔

1. عدل کرنے والا حکمران
2. جوانی میں عبادت کرنے والا
3. جس کا دل مسجد میں لگا رہے اگر کسی وجہ سے باہر نکلے تو دوبارہ مسجد میں آئے
4. وہ دو لوگ جو اللہ کے لیے آپس میں دوستی اور محبت کریں، ان کا آپس میں جمع ہونا اور جدا ہونا اللہ کے لیے ہو۔
5. تنہائی میں اللہ کا ذکر کر کے رونے والا
6. حسب نسب والی حسین و جمیل عورت کی دعوت گناہ (حرام کاری) کو اللہ کے

خوف سے چھوڑنے والا۔

7. اس طرح چھپا کر صدقہ دینے والا کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔

اگر کبھی عورت کے دل میں شیطان غلبہ پالے اور وہ باوجود پیکر عفت ہونے کے ازخود اس گناہ کی دعوت دے تو اس وقت اس سے کہا جائے کہ میں اس بارے اللہ سے ڈرتا ہوں۔ بہت صبر آزما مرحلہ ہے لیکن اس کی جزا بہت بڑی ہے چنانچہ قیامت کے دن جب سورج بہت ہی قریب ہو گا اور روز حشر کی گرمی لوگوں کو جھلسا رہی ہو گی اس وقت اللہ کریم ایسے شخص کو اپنے عرش کا سایہ فراہم کریں گے۔

قرآن والوں سے دوستی لگائیں:

رَوَی أَنَسٌ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْقُرْآنُ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ فَمَنْ وَقَّرَ الْقُرْآنَ فَقَدْ وَقَّرَ اللهَ وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِالْقُرْآنِ اِسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللهِ تَعَالٰی حَمَلَةُ الْقُرْآنِ هُمُ الْمَحْفُوْفُوْنَ بِرَحْمَةِ اللهِ الْمُعَظِّمُوْنَ كَلَامَ اللهِ اَلْمُلْبِسُوْنَ نُوْرَ اللهِ فَمَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللهَ وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللهِ تَعَالٰی۔

تفسیر القرطبی، باب ماجاء فی حامل القرآن ومن ھو وفی من عاداہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم ہر ایک شے سے زیادہ فضیلت والا ہے جس نے قرآن کریم کی تعظیم کی تو در حقیقت اس نے اللہ کی تعظیم کی (کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے) اور جس نے قرآن کریم کی بے قدری کی در حقیقت اس نے اللہ تعالیٰ کے حق کی بے قدری کی۔ حاملین قرآن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہر طرف سے لپٹے ہوئے ہیں۔ کلام اللہ کی عظمت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نورِ ہدایت میں

ملبوس ہیں۔ جنہوں نے ان حاملین قرآن سے دوستی رکھی تو انہوں نے اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑ لیا اور جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی۔

ذکر اللہ کرنے والوں سے دوستی لگائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِي قَالُوا: يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي قَالَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6408

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ (مقرر کردہ) فرشتے ذکر اللہ کرنے والوں کو تلاش کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چکر لگاتے ہیں اور اس دوران جب وہ ایسے لوگوں کے پاس پہنچتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو ایک دوسروں کو کہتے ہیں کہ آؤ ہمیں منزل مقصود مل گئی چنانچہ وہ فرشتے ان ذکر کرنے والوں کو آسمان دنیا تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود (ذکر اللہ کرنے والوں کی فضیلت اور مرتبے کو ظاہر کرنے کے لیے) فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! آپ کی پاکی، بڑائی، تعریف اور بزرگی بیان کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ آپ کی پہلے سے بڑھ کر عبادت، بزرگی، بڑائی اور پاکی بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا بھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ جنت کے اور ہی زیادہ حریص، اس کی بہت ہی دعا مانگنے والے اور زیادہ اس کی طرف رغبت کرنے والے بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا بھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ قسم بخدا انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں کہ اگر وہ جہنم کو دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو وہ اس جہنم سے دور رہنے کی اور زیادہ کوشش کریں گے اور پہلے سے زیادہ اس سے ڈریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کی بخشش کر دی ہے۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! اس جماعت میں فلاں شخص ذکر اللہ کے بجائے اپنی کسی ضرورت کے تحت آیا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی خوش قسمت جماعت ہے کہ ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا شخص (خواہ وہ ذکر نہ بھی کر رہا ہو تب بھی وہ) محروم نہیں ہوتا۔

نیک لوگوں سے دوستی لگائیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 119

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

ان لوگوں کے ساتھ رہو جو تقویٰ میں سچے ہیں اللہ تمہیں بھی تقویٰ عطا فرمادیں گے۔ یاد رکھیں کہ اپنی زندگی کے اکثر اوقات متقین لوگوں کے ساتھ گزارنے سے اللہ تقویٰ جیسی دولت عطا فرماتے ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ان کے ساتھ اتنا زیادہ رہو کہ تم بھی ان جیسے بن جاؤ۔ کبھی کبھار ان کے پاس آنے جانے سے وہ فائدہ نہیں ملتا جو ملنا چاہیے یہ ٹھیک ہے کہ کبھی کبھار بھی آنا جانا فائدے سے خالی نہیں۔ بقول مولانا روم رحمہ اللہ

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حدیث مبارک میں اولیاء کی صحبت کی تاثیر یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ انسان کو

شقی ہونے سے بچاتی ہے: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ اور جو شقی ہونے سے محفوظ رہا وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے سے محفوظ رہا۔ جبکہ محض عبادات اگرچہ بے ریا ہی کیوں نہ ہوں ان میں مردودیت سے حفاظت کی ضمانت نہیں، شیطان نے برسہا برس عبادت کی لیکن پھر بھی مردود ہونے سے نہ بچ سکا۔

آج کل کی دوستیاں:

آج کل کی دوستیوں کا معیار نیکی اور تقویٰ نہیں رہا۔ دنیاوی مفادات، بیہودہ مجالس، لہو ولعب اور گناہوں کی جگہیں دوستی کا معیار بن چکی ہیں۔ وقت گزاری کے لیے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں وہ کسی کی غیبت، عیب گوئی، بہتان، دل آزاری اور اپنے گناہوں کو ایک دوسرے کے سامنے فخریہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔

بیہودہ مجالس سے دور رہیں:

وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

سورۃ الفرقان، رقم الآیۃ: 72

ترجمہ: اور وہ (عباد الرحمٰن) غلط کام میں شریک نہیں ہوتے اور بیہودہ مجالس کے پاس شرافت سے گزر جاتے ہیں۔

بے دین لوگوں سے دوستی پر آخرت میں پچھتاوا:

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

سورۃ الفرقان، رقم الآیات: 27، 28، 29

ترجمہ: اور جس دن ظالم (کافر) انسان اپنے ہاتھوں کو (حسرت و افسوس سے) کاٹ کھائے گا اور کہے گا کہ اے کاش! میں نے رسول کی ہمراہی اختیار کر لی ہوتی (تو آج

مصیبت سے بچ جاتا) ہائے میری کمبختی و بربادی! کاش میں نے فلاں (کافر / بُرے) شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ میرے دوست نے نصیحت کے آجانے کے باوجود مجھے اس سے بھٹکایا اور شیطان تو ہے ہی عین موقع پر دھوکہ دینے والا۔

لمحہ فکریہ!

ابھی وقت ہے اپنے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیں، دوست واحباب پر نظر کریں ایسے لوگ جو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، ان اہل اللہ، علماء وصلحاء سے دوستی اور تعلق بنائیں بھی اور نبھائیں بھی۔ ان کے پاس کثرت سے آنا جانا اور اٹھنا بیٹھنا رکھیں۔ اور جو لوگ دوستی کی آڑ میں نیکی میں رکاوٹ بنیں، برائی کے لیے راہ ہموار کریں اور گناہوں پر مجبور کریں ان سے خود کو بچائیں۔

بے فائدہ باتیں، بے کار کام چھوڑ دیں:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مِنۡ حُسۡنِ إِسۡلَامِ الۡمَرۡءِ تَرۡكُهُ مَا لَا يَعۡنِيهِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 2239

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں اور بے کار کاموں کو چھوڑ دے۔

اللہ کریم ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

بدھ، 20 جولائی، 2022ء

ماہ محرم الحرام دینی و انتظامی ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ اس نئے اسلامی سال کو پورے عالم اسلام کے لیے خوشی کا سال بنائے۔ اس کا آغاز ماہ محرم الحرام سے ہو رہا ہے۔ اس میں ہماری دو طرح کی ذمہ داریاں ہیں۔

دینی ذمہ داریاں:

1: ماہ محرم کے شروع ہوتے ہیں من گھڑت قسم کی احادیث اور باتیں پھیلانا شروع کر دی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک یہ غلط بات بطور حدیث مبارک کے پھیلائی جاتی ہے:

من صام تسعة أيام من أول المحرم بنى الله له قبة في الهواء، ميلا في ميل، لها أربعة أبواب۔

ترجمہ: جس نے پہلی محرم سے لے کر نو محرم تک روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہوا میں ایک ایسا خیمہ بنائیں گے، جو ایک میل چوڑا اور ایک میل لمبا ہو گا اور اس کے چار دروازے ہوں گے۔

اسی طرح دوسری یہ پھیلائی جاتی ہے:

ما من عبد يبكي يوم قتل الحسين، إلا كان يوم القيامة مع أولي العزم من الرسل۔

ترجمہ: شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے دن یعنی دسویں محرم کو جو شخص ان کے غم میں روئے گا، قیامت کے دن وہ عزیمت والے رسولوں کے ساتھ ہو گا۔

مذکورہ بالا باتیں قطعاً حدیث نہیں بلکہ کسی نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب کر دیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان موجود ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:110

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری طرف جھوٹی نسبت کرے یعنی جو بات میں نے کہی نہیں یا کی نہیں اس کے کرنے کی نسبت کرے یا جو بات میں نے کہی ہے یا کام کیا ہے اس کو جھٹلائے تو وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

❖ ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس طرح کی باتوں سے خود بھی بچیں اور باقی لوگوں بھی احکام اسلامیہ سے واقفیت دلا کر بچانے کی کوشش کریں۔

2: یہ عظیم الشان مہینہ ہے اس میں اہل بیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے ان کے صحیح اور مستند واقعات کو بیان کرکے معاشرے میں دین دوستی بلکہ دین پر کٹنے کا مبارک جذبہ پیدا کرنا تو درست ہے لیکن ان مقدس ہستیوں کے جھوٹے واقعات پر مشتمل مجالس میں شرکت کرنا / دیکھنا / سننا وغیرہ بالکل جائز نہیں۔

❖ ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ مستند علماء کرام کے بیانات سنیں۔ من گھڑت اور جھوٹے واقعات کی مجالس سے خود بھی دور رہیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دور رکھیں۔

3: اس مہینے میں اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کا نام لے کر من گھڑت واقعات کو بیان کیا جاتا ہے اور "نوحے" کہے جاتے ہیں۔ نوحہ کے بارے چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں:

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ.

سنن ابی داود، ررقم الحدیث:3129

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (تمام اہل اسلام کو) نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

صحیح البخاری، رقم الحدیث:1297

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹے، گریبان چاک کرے اور (میت وغیرہ پر) زمانہ جاہلیت کی طرح زور زور سے آوازیں نکالے (یعنی نوحہ کرے)۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا أُغْمِيَ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:150

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن یزید اور ابوبردہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو آپ کی اہلیہ چِلا چِلا کر رونے لگی۔ جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں ہر اس شخص سے بیزار (لاتعلق) ہوں جو مصیبت وحادثہ وغیرہ کے وقت سر کے بال منڈائے، چلا چلا کر روئے (نوحہ کرے) اور اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ.

سنن ابی داود، رقم الحدیث:3130

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو خود نوحہ کرنے والی یا اسے سننے والی (یعنی نوحہ کو پسند کرنے والی) ہو۔

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لاَ يَتْرُكُونَهُنَّ: ...وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2116

ترجمہ: حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بعض لوگوں میں جاہلیت کی چار باتیں پائی جائیں گی جن کو وہ نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں ایک نوحہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نوحہ کرنے والی مرنے سے پہلے اس برائی سے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت والے دن وہ اس حالت میں ہو گی کہ اس کے جسم پر تارکول اور خارش کا لباس ہو گا۔

❖ ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ خود بھی نوحہ کہنے / سننے سے بچیں اور اپنے تعلق والوں کو بھی بچائیں۔

4: اس مہینے میں بہت سارے لوگ اس کی برکات سے فائدہ نہیں اٹھاتے، بلکہ اس میں شادی بیاہ یہاں تک کہ نکاح جیسا مسنون عمل نہیں کرتے، حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ اس مبارک مہینے میں کوئی نیک عمل ایسا نہیں جس کو نہ کیا جاسکے۔

اس موقع پر دو طرح کے طبقات آمنے سامنے آتے ہیں ایک تو اس میں نکاح

کو درست نہیں سمجھتا جبکہ دوسرا طبقہ اپنی طرف سے بے بنیاد قسم کے میسجز پھیلا تا ہوا نظر آتا ہے کہ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی محرم کے مہینہ میں ہوا تھا، اسی طرح خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی محرم میں ہوا۔

یاد رکھیں کہ اختلاف کے وقت حق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور محض اختلاف کی بنیاد پر کسی غلط بات کا سہارا لینا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔ جہاں تک بات ہے اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صفیہ سے نکاح سن 7 ہجری ماہ صفر المظفر میں ہوا ہے۔ باقی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح بھی ماہ محرم الحرام میں نہیں ہوا۔

❖ ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ معاشرے سے غلط رسم کو توڑنے کے لیے اس مہینے میں نکاح اور شادی کو رواج دیں۔ اور غلط نظریات کو نہ پنپنے دیں۔ اختلاف کے وقت حق کا دامن نہ چھوڑیں۔

5: اس ماہ کے ابتدائی دس دنوں میں عام طور پر دودھ، شربت اور ٹھنڈے پانی وغیرہ کی جگہ جگہ سبیلیں لگائی جاتی ہیں، جو کہ غیر اللہ کے نام پر ہوتی ہیں اس لیے اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ان سبیلوں سے کچھ کھانا پینا ناجائز اور حرام ہے اس سے بچا جائے۔ ہاں جن لوگوں کے ہاں غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز اور سبیل وغیرہ جائز ہے وہ جانیں اور ان کا کام۔

❖ ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ خود بھی اپنے گھر والوں اور دوستوں کو اس سے دور ہی رکھیں۔

6: اس ماہ میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منکرین اور شاتمین کی

مشابہت سے بچنا چاہیے ان دنوں میں انہی لوگوں جیسا لباس پہننا، انہی لوگوں جیسا حلیہ بنا کے رکھنا جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ ۔

سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث: 4033

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

❖ ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ صحابہ کرام و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے منکرین کی مشابہت سے خود بھی بچیں اور باقی لوگوں کو بھی بچائیں۔

7: اس ماہ میں قبرستان جانے کو ضروری سمجھنا / قبروں کی لپائی وغیرہ کو اسی مہینے میں ضروری سمجھنا درست نہیں۔ سال کے ہر مہینے میں قبرستان جایا جا سکتا ہے، لپائی بھی کی جا سکتی ہے۔

❖ اس لیے ہماری دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ قبرستان جانے اور قبروں کی لپائی کو صرف اسی مہینے کے ساتھ ضروری نہ سمجھیں۔

انتظامی ذمہ داریاں:

- ملکی قوانین کا احترام کریں۔
- قیام امن کے لیے مقامی انتظامیہ اور اداروں سے مکمل تعاون کریں۔
- شر پسند عناصر جو اہل اسلام کی مقتدر شخصیات صحابہ کرام اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو (العیاذ باللہ) ہدفِ تنقید بنا کر اشتعال اور انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں قانونی طور پر انہیں کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لیے اسلامی آئین اور ملکی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

گزشتہ سالوں میں وطن عزیز کے بعض نجی ٹی وی چینلز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے نفرت انگیز باتیں نشر کی گئیں۔ ہم قانون پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور قانون ہاتھ میں لے کر ملک کو داخلی انتشار میں نہیں دھکیلتے بلکہ تمام ملکی وانتظامی معاملات میں قانون کی مکمل بالادستی چاہتے ہیں۔اس لیے میری گزارش ہے کہ

آئین ہمیں پُرامن احتجاج کا حق دیتا ہے۔ ایسے معاملات میں احتجاج کے لیے "پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی" (PEMRA) کے نام سے ادارہ موجود ہے۔ ملک کو فرقہ وارانہ فسادات سے بچانے کے لیے ایسے تمام افراد اور ٹی وی چینلز پر کڑی نظر رکھیں جو مذہبی اشتعال پھیلانا چاہتے ہیں اور ملکی استحکام اور سالمیت کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ان کے بارے میں آپ اپنا احتجاج درج ذیل کال نمبر یا ای میل پر ریکارڈ کرا سکتے ہیں تاکہ پیمرا قانونی طور پر انہیں ضابطہ اخلاق کا پابند بنائے۔

فری کال:0800-73672

Email: complaints@pemra.gov.pk

وطن عزیز کی مقتدر عدالتیں اس طرح کے ممکنہ اور مبینہ واقعات کا از خود نوٹس لیتے ہوئے مذہبی منافرت پھیلانے والے عناصر کو قانون کے کٹہرے میں لائیں اور قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دے تاکہ ملک میں اہل اسلام کی مقتدر شخصیات کا تقدس پامال نہ ہو۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر،25جولائی،2022ء

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج (حصہ اول)

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر جنھوں نے میدانِ کربلا میں اپنی اور اپنے خاندان والوں کی قربانی دے کر قیامت تک آنے والی امت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔

دین اسلام کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کے صبر واستقامت سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مستند واقعہ اختصار و جامعیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہمیں اس بات کا خوب اچھی طرح احساس ہو کہ یہ دین ہم تک کتنی قربانیوں کے بعد پہنچا ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم نے اس لیے پہنچایا ہے کہ اس پر عمل کیا جاتا رہے۔

شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد:

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی، آپ رضی اللہ عنہ چھ ماہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور اُن کے ہاتھ پر خود بھی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی۔

حضرت امیر معاویہ سے خوشگوار تعلقات:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے عہد میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے انتہائی محبت بھرا تعلق رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ دونوں کا بہت زیادہ اعزاز و اکرام فرماتے انہیں مرحبا کہتے اور قیمتی عطیات ان کی خدمت میں ہدیہ کرتے۔

یزید کی تخت نشینی اور بیعت کی ناکام خواہش:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید تخت نشین ہوا۔ یزید نے

اقتدار سنبھالتے ہی حاکم مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا کہ حسین بن علی، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو میری بیعت کرنے پر مجبور کرو اور اس معاملے میں انہیں مہلت نہ دو۔

حاکم مدینہ ولید کا پیغام:

ولید نے عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو میرے پاس لے آؤ! اس نے جا کر دونوں کو حاکم مدینہ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ چند جوانوں کے ساتھ ولید کے پاس پہنچے۔ ولید نے یزید کا خط آپ کے سامنے رکھا۔ جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر تھی اور اپنی بیعت کی خواہش کا اظہار تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہار افسوس کیا اور بیعت والے معاملے کو فراموش کر دیا۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی:

دوسری طرف حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر راتوں رات مدینہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مکہ روانگی:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف سفر شروع کیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ ملے، پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی مکہ مکرمہ جا رہا ہوں۔ اس کے بعد استخارہ کروں گا کہ کہاں جاؤں؟

عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ کا خیر خواہانہ مشورہ:

عبد اللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مکہ مکرمہ میں ہی رہیں اس میں خیر ہے کوفہ کی جانب رخ نہ کریں وہاں کے لوگوں نے آپ کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وفا نہیں کی۔ آپ سے بھی نہیں کریں گے۔ الغرض حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

حاکم مدینہ عمرو بن سعید اشدق:

یزید کو جب یہ معلوم ہوا کہ دونوں حضرات مدینہ سے چلے گئے ہیں تو اس نے مدینہ کے حاکم ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عمرو بن سعید اشدق کو حاکم مدینہ مقرر کر دیا۔

عمرو بن زبیر کی مکہ کی طرف لشکر کشی:

اس کی فوج میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھائی عمرو بن زبیر بھی تھا، بعض معاملات کی وجہ سے دونوں بھائیوں میں شدید اختلاف تھا۔ عمرو بن زبیر نے پہلے تو ان لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حامی تھے۔ اس کے بعد حاکمِ مدینہ عمرو بن سعید اشدق کے مشورے سے دو ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا تا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر سکے۔

اس موقع پر ابو شریح خزاعی نے عمرو بن سعید کو اس کام سے روکا کہ اس سے مکہ کی حرمت پامال ہو گی جو لوگ حرم میں پناہ گزین ہیں ان کی گرفتاری کے لیے فوج بھیجنا اللہ کی مقرر کردہ حدود کو توڑنا ہے جو کہ حرام ہے۔ مگر عمرو بن سعید نے کوئی بات نہ مانی۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام پیغام:

عمرو بن زبیر دو ہزار کا لشکر لے کر مکہ روانہ ہوا۔ مکہ سے باہر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور اپنے بھائی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ مجھے یزید نے حکم دیا ہے کہ آپ کو گرفتار کروں لیکن میں مکہ مکرمہ میں لڑائی جھگڑے کو مناسب نہیں سمجھتا اس لیے آپ خود کو میرے حوالے کر دیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلے میں اپنے لوگوں کو بھیجا انہوں نے عمرو بن زبیر اور اس کے لشکر کو شکست دی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط و وفود:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہاں تین سے چار ماہ تک قیام فرمایا۔ کوفہ کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے ہیں۔ یزید تخت نشین ہوا ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ لوگ کوفہ میں سلیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے بعد خطوط کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا جن میں یزید کی شکایات۔ اس کے خلاف اپنی حمایت و نصرت اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔ خطوط کے ساتھ ساتھ کوفہ والوں نے چند وفود بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام خط:

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجا اور ان کے ہاتھ ایک خط بھی اہل کوفہ کے نام لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

"بعد از سلام مسنون! مجھے آپ لوگوں کے خطوط ملے جس سے حالات کا اندازہ ہوا۔ میں اپنے معتمد چچازاد حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں تا کہ وہ حالات کا جائزہ لے کر مجھے بذریعہ خط مطلع کریں۔ ان کی طرف سے حالات کی بہتری کی اطلاع آئے گی تو میں کوفہ آجاؤں گا۔"

کوفہ کی صورتحال:

جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے یہاں کے حالات سے اندازہ لگایا کہ لوگ یزید سے نفرت کرتے ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے بے چین ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لینا شروع کر دی۔ چند دنوں میں صرف کوفہ کے تقریباً 18000 افراد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت کر لی۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط اور مبارک خواہشات:

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو یہ اطمینان ہو گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو پورا عراق ان کی بیعت کر لے گا حجازِ مقدس کے لوگ پہلے ہی سے ان سے محبت کرنے والے اور تابع دار ہیں۔ اس لیے ملت اسلامیہ کے سر سے یزید کی مصیبت ختم ہو سکتی ہے، ایک صحیح اور مضبوط ریاست قائم ہو سکتی ہے جس میں اسلام کی سربلندی، تقویٰ، انصاف اور امن ہو گا۔ ان مبارک خواہشات اور حالات کے پیش نظر انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حالات سازگار ہیں آپ تشریف لائیں۔

کوفہ کی جانب سفر کا ارادہ اور محبین کے مشورے:

جب یہ خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ دیا گیا۔ خط حضرت

حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچا آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی طرف سفر شروع کیا۔

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ و مدینہ کو عزت و حرمت بخشی ہے، اسی وجہ سے ان کو "حرمین شریفین" کہا جاتا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب یہ یقین ہو گیا کہ یزید کی حکومت مجھے بغیر بیعت کیے چھوڑنے والی نہیں۔ اس لیے آپ نے مدینہ اور مکہ دونوں سے کوچ کیا کیونکہ جنگ یقینی نظر آرہی تھی اور آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان مقدس مقامات پر جنگ و جدال ہو۔

جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں شہید ہونا گوارہ کر لیا لیکن مدینہ کے احترام کی وجہ سے وہاں جنگ نہیں کی۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی یہ یقین ہو گیا کہ مدینہ میں جنگ شروع ہو جائے تو آپ نے مرکزِ خلافت کو مدینہ سے کوفہ کی طرف منتقل کر دیا۔ اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے آپ کو خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ آپ کوفہ نہ جائیں۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی کوفہ جانے سے روکا۔ مگر آپ اپنی خلوص نیت کی بنیاد پر یہ سمجھتے تھے کہ میرے جانے سے وہاں کے لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ اس لیے ان کے مشورے کے باوجود بھی سفر کا ارادہ ملتوی نہ کیا اور کوفہ کی طرف چل پڑے۔

حالات کی تبدیلی:

آپ سفر میں تھے کہ کوفہ کے حالات نے پلٹا کھایا۔ یزید کو معلوم ہوا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جو کوفہ کے حاکم ہیں ان کی موجودگی میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت لے رہے ہیں تو اس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔

نیا حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد:

اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کی طرف یہ خط لکھا کہ فوراً کوفہ جاؤ! حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے نکالو، یا اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ یا قتل کر دو۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد کا رویہ:

عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ کا حاکم بنتے ہی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا، حالات ایسے بن گئے تھے کہ ابنِ زیاد کے سپاہی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو گرفتار یا پھر قتل کرنے کے لیے کوفہ کے گلی کوچوں میں پھر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ پہلے مختار بن ابی عبید کے گھر میں مقیم تھے، مخبری ہوئی تو ہانی بن عروہ کے گھر میں چلے گئے، وہاں سے بلال کے گھر پہنچے، جب بلال نے سوچا کہ ہم پکڑے جائیں گے تو اس نے بھی مخبری کر دی۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا 70 سپاہیوں سے مقابلہ:

ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی زیرِ قیادت 70 افراد کا دستہ گرفتاری کے لیے بھیجا، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس موقع پر محمد بن اشعث نے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں اپنی جان کو ہلاک نہ کرو یہ لوگ تمہارے چچازاد بھائی ہیں یہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے عہد شکنی:

70 افراد کا تن تنہا مقابلہ کرتے کرتے جب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے۔ ان کو ایک سواری پر سوار کر دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے ہتھیار لے لیے گئے، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ یہ پہلی عہد شکنی ہے کہ امن دینے کے بعد ہتھیار چھینے جا رہے ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پیغام:

اس موقع پر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ بے حد پریشان ہوئے، محمد بن اشعث نے تسلی دی کہ فکر نہ کریں آپ کے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے لیے پریشان نہیں ہوں بلکہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے پریشان ہوں جن کو میرا خط مل چکا ہو گا اور وہ چند دنوں میں کوفہ پہنچنے والے ہوں گے اور یہاں پہنچ کر تمہارے ہاتھوں اس مصیبت میں گرفتار ہوں گے جس میں اس وقت میں گرفتار ہوں۔ محمد بن اشعث کو کہا کہ آپ نے مجھے پناہ دی ہے لیکن حالات ایسے ہیں کہ آپ بے بس ہو جائیں گے اور مجھے قتل کر دیا جائے گا۔

کم از کم میری ایک بات مانو کہ ایک قاصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجو جو ان کو میری اس حالت کی اطلاع کر دے اور اُن کو میرا یہ پیغام دے کہ آپ اپنے قافلے کے ہمراہ واپس لوٹ جائیں کوفہ نہ آئیں۔

ارادے کی مضبوطی اور منزل کی جانب مسلسل سفر:

محمد بن اشعث نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا کہ میں ایک قاصد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجتا ہوں چنانچہ اپنے وعدے کے مطابق ایک شخص کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس وقت مقام زیالہ تک پہنچ چکے تھے۔ یہاں ان کو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا پیغام ملا۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ ملتوی نہ کیا بلکہ آگے کی جانب بڑھتے رہے۔

مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

محمد بن اشعث حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو امان دے کر ابنِ زیاد کے دربار میں لایا، اور ابن زیاد سے کہا کہ میں نے ان کو پناہ دی ہے، ابنِ زیاد نے غصے سے کہا کہ میں نے تمہیں امان دینے کے لیے نہیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

اللہ کریم ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، یکم اگست، 2022ء

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سفیر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پر جنہیں ابنِ زیاد نے شہید کر دیا۔ کوفیوں کی غداری اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس وقت ہوئی جب آپ مکہ سے نکل کر کوفہ کے قریب پہنچے۔

حاکم مکہ کی ابن زیاد کو اطلاع اور اقدامات:

دوسری طرف حاکم مکہ نے یزید کو اسی وقت یہ اطلاع بھیج دی تھی جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ یزید نے عبید اللہ بن زیاد کی طرف پیغام بھیجا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ آرہے ہیں، خبردار رہنا۔ جس راستے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لارہے تھے اسی راستے پر ابن زیاد نے فوجی دستے مقرر کر دیے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ ابن زیاد نے اپنی فوج کے ایک افسر حصین بن نمیر کو آگے بھیجا کہ قادسیہ پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مقابلے کی خوب تیاری کرے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام پیغام:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب مقام حاجر تک پہنچے تو آپ نے کوفہ والوں کے نام ایک خط لکھا اور قیس بن مسہر رحمہ اللہ کے ہاتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ اس خط میں اپنی آمد کی اطلاع دی اور اہل کوفہ نے جس کام کے لیے خطوط و وفود بھیجے تھے اس کام کو پورا کرنے کی ہدایت دی۔

قاصد حسین کی گرفتاری:

قیس بن مسہر رحمہ اللہ جب یہ خط لے کر قادسیہ پہنچے تو ابن زیاد کے

سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس بن مسہر رحمہ اللہ سے کہا کہ میری قصر امارت کی چھت پر چڑھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر سب و شتم اور لعن طعن کرو۔ حضرت قیس بن مسہر کو قصر امارت کی چھت پر چڑھایا گیا لوگ جمع کیے گئے۔

قاصد حسین کی دلیری اور اعلانِ حق:

حضرت قیس بن مسہر رحمہ اللہ نے چھت پر چڑھ کر بلند آواز میں پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا: کوفہ والو!

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور لختِ جگر ہیں۔ اس وقت خلقِ خدا میں سب سے بہتر انسان ہیں۔ میں ان کی طرف سے تمہارے پاس بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ وہ مقامِ حاجر تک تشریف لا چکے ہیں آپ لوگ آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کریں اور اُن سے جو وعدہ کیا تھا اُس کو پورا کریں۔ اس کے بعد ابن زیاد کو سخت کوسا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کی۔

قاصد حسین کا قتل:

ابنِ زیاد اس دلیری پر بہت حیران ہوا اور حکم دیا کہ قیس بن مسہر رحمہ اللہ کو چھت سے نیچے گرا دیا جائے۔ سپاہیوں نے آپ کو چھت نے گرایا اور آپ جامِ شہادت نوش کر گئے۔

شہادت مسلم بن عقیل کی اطلاع:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلسل کوفہ کی طرف بڑھ رہے تھے جب آپ

مقام ثعلبیہ تک پہنچے تو محمد بن اشعث کا قاصد آپ سے ملا اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی۔

قافلہ حسینی کی باہمی مشاورت:

اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعض ساتھیوں کی طرف سے یہ اصرار ہوا کہ آپ کو مزید آگے نہیں جانا چاہیے کیونکہ جس مقصد کے لیے آپ نے سفر شروع کیا تھا (لوگوں سے بیعت لے کر یزید کے ظلم کو ختم کرنا) اب وہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

آثار یہی نظر آ رہے ہیں بلکہ اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ کوفہ کے جن لوگوں نے آپ کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے وہی غداری کر کے آپ کے مقابلے پر اتر آئیں۔ اس لیے حالات کا تقاضا یہی ہے کہ مزید آگے کی طرف سفر نہ کیا جائے۔

جبکہ بعض ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ آپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نہیں آپ کی شان اور مقام بہت بلند ہے ہمیں امید ہے کہ جب اہل کوفہ آپ کو دیکھیں گے تو آپ کے ساتھ ہو جائیں گے، اس لیے ہمیں آگے چلنا چاہیے۔ کیونکہ یہ لوگ اس سفر میں اس حقیقت کا مشاہدہ کھلی آنکھوں کے ساتھ کر رہے تھے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جہاں پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں کے لوگ آپ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاتے اور کچھ شریک سفر بھی بن جاتے تھے۔ یہ آگے بڑھنے کی ایک وجہ تھی۔

دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کے اس سفر میں شریک آلِ عقیل بھی تھے، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی خبر نے ان کو ہلا کر رکھ دیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ ہم مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا قصاص لیں گے یا پھر انہی کی طرح جام شہادت نوش کریں گے۔

عبد اللہ بن لقیط رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ان اہم وجوہات کی بنیاد پر آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ جب آپ مقام زیالہ تک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کے رضاعی بھائی عبد اللہ بن لقیط کو (جن کو راستے سے ہی آپ رضی اللہ عنہ حضرت مسلم بن عقیل کی طرف بھیجا تھا) قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جامع ترین خطبہ:

اس موقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شرکاء قافلہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ جن لوگوں نے ہمیں بلایا تھا انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اب جس کا جی چاہے وہ یہاں سے واپس چلا جائے۔ میں کسی کی ذمہ داری اپنے سر پر نہیں لینا چاہتا۔

چند لوگوں کی واپسی:

آپ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سن کر ان لوگوں نے واپسی کی راہ لی جو راستے میں آپ کے شریک سفر بنے تھے۔ اور صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے۔

حر بن یزید کا لشکر:

آپ رضی اللہ عنہ مزید آگے بڑھے، مقام عقبہ تک پہنچے۔ وہاں سے آگے کی طرف چلے تو دور سے ایک لشکر کے آثار دکھائی دیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قریب ایک پہاڑی تھی وہاں محاذ بنایا۔ ابھی انہی تیاریوں میں مصروف تھے کہ حر بن یزید (یہ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا بیٹا نہیں ہے، یہ وضاحت اس لیے کر دی گئی کہ "بن یزید" کے لفظ سے اسے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نہ سمجھ لیا جائے) ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر آپ کے قافلے کے قریب پہنچ گیا۔ حُر بن یزید کو حصین بن

نمیر نے اس طرف بھیجا تو اور حصین بن نمیر کو ابن زیاد نے مقرر کیا تھا۔ اور ابن زیاد کو یزید نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ گویا حر بن یزید بالواسطہ یزید کا فوجی افسر تھا جو ایک ہزار گھڑ سواروں کا لشکر لے کر یہاں تک پہنچ چکا تھا۔

نماز ظہر اور عصر کی ادائیگی:

ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا اہل بیت کے قافلے نے نماز کی تیاری کی، حر بن یزید اور اس کے لشکر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو قافلہ حسینی کے موذن نے عصر کی اذان دی، آپ رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی حر بن یزید نے اپنے لشکر سمیت یہ نماز بھی آپ کی اقتداء میں ادا کی۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع بین الصلوٰتین (ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں ادا کرنے) کا نظریہ درست نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے حر بن یزید اور اس کے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا:

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: لوگو! اللہ سے ڈرو اور اہل حق کو حق پہچانو! تو یہ اللہ کی رضا کا سبب ہو گا۔ ہم اہل بیت اس خلافت کے اُن لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں جو حق کے خلاف اس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور تم لوگوں پر ظلم کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر تم لوگ ہمارے حق سے ناواقف ہو یا اب تمہاری وہ رائے نہیں رہی جو تم نے مجھے خطوط میں لکھی ہے اور قاصدوں نے مجھ تک پہنچائی تھی تو میں (اپنے لشکر سمیت مدینہ منورہ) واپس لوٹ جاتا ہوں۔

حر بن یزید کی رکاوٹ:

حر بن یزید نے کہا کہ مجھے خطوط و وفود کا علم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا انہوں نے دو بڑے تھیلے جن میں کوفیوں کے خطوط تھے وہ حر بن یزید کے سامنے انڈیل دیے۔ حر نے کہا کہ ہم یہ خطوط لکھنے والے نہیں ہمیں امیر کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ہم آپ کو ہر قیمت ابن زیاد تک پہنچائیں۔

واپسی کا حکم:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قافلے والوں کو حکم دیا کہ سواریاں / سامان سفر کو تیار کرو اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل میں سب لوگوں نے اپنی سواریاں / سامان سفر تیار کیا یہاںتک کہ سواریوں پر سوار بھی ہو گئے بلکہ عملی طور پر مدینہ کی طرف سفر بھی شروع کر دیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حر بن یزید کا مکالمہ:

حر بن یزید نے رکاوٹ ڈالی اور کہنے لگا کہ میں آپ کو مدینہ کی طرف نہیں جانے دوں گا بلکہ ہر صورت تمہیں ابن زیاد تک پہنچاؤں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی کسی صورت ابن زیاد کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ حر بن یزید نے مزید یہ بھی کہا کہ مجھے آپ کے ساتھ قتال اور آپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

نہ کوفہ نہ مدینہ:

کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی، آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ نہ آپ واپس مدینہ جائیں اور نہ ہی ابن زیاد کے پاس کوفہ جائیں بلکہ ایک تیسرا راستہ اختیار کر لیں۔ جو نہ مدینہ جاتا ہو اور نہ ہی کوفہ جاتا ہو۔ اس بات پر اتفاق کے بعد آپ رضی اللہ عنہ مقام طُف (جسے بعد میں کربلا کا نام دیا گیا) کی طرف چل دیے۔

قافلہ حسینی کربلا میں خیمہ زن:

سفر کرتے کرتے محرم الحرام سن 61 ھ کی دو تاریخ کو کربلا میں خیمہ زن ہوئے۔ اس سارے سفر میں حر بن یزید اپنے لشکر کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہا۔ سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ جو خطبے ارشاد فرماتے ان سے حر بن یزید بہت متاثر ہوا۔

حر بن یزید کے نام ابن زیاد کا پیغام:

اسی دوران ابن زیاد کا قاصد حر بن یزید کے پاس آیا اور ایک خط حوالے کیا جس میں حر بن یزید کو یہ پیغام دیا گیا تھا کہ

میرا یہ خط تمہیں جہاں ملے تم اسی جگہ رک جاو اور حسین پر میدان تنگ کر دو۔ کوشش کرو کہ ایسی جگہ پر انہیں روکو جہاں پانی نہ ہو۔ میں نے اپنے قاصد کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ اس وقت تک تمہارے ساتھ رہے گا جب تک تم میری بات پوری نہیں کر لیتے۔

حر بن یزید نے اس خط کا مضمون حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سنا دیا اور عرض کی کہ میں مجبور ہوں۔

ہم پہل نہیں کریں گے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے زہیر یا زبیر بن القین نے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ہر آنے والی گھڑی ہماری مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے آپ ہمیں اجازت دیں ہم حر بن یزید اور اس کے لشکر سے لڑتے ہیں کیونکہ ان سے لڑنا اس قدر مشکل نہیں جس قدر ان کے پیچھے آنے والوں لشکروں سے لڑنا مشکل ہو گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لڑائی میں پہل نہیں کریں گے۔

عمر بن سعد کا لشکر کربلا میں:

آپ کربلا میں ہی تھے کہ دوسرے دن عمر بن سعد کو ابن زیاد نے چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا، وہ چار ہزار فوجیوں کے ہمراہ کربلا پہنچا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بات چیت کی، آنے کی وجہ پوچھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بتلا دیا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ اہلِ کوفہ نے مجھے بلایا ہے۔ اگر اب ان کی رائے بدل گئی ہے تو میں بھی واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کو خط:

عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے سے ابن زیاد کو بذریعہ خط آگاہ کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ واپس جانے کو تیار ہیں۔

ابن زیاد کی ہٹ دھرمی اور ظلم:

ابن زیاد نے خط کے جواب میں عمر بن سعد کو یہ لکھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سامنے صرف ایک بات رکھو کہ وہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم غور کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے؟ عمر بن سعد کو مزید لکھا کہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے قافلے والوں پر پانی بند کر دو۔

پانی کی بندش اور 20 مشکیزوں کا حصول:

حسبِ حکم آپ رضی اللہ عنہ اور قافلے پر پانی بند کر دیا گیا یہ آپ کی شہادت سے 3 دن پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ کچھ افراد کو ساتھ لے کر جاؤ اور پانی کے مشکیزے بھر لاؤ۔ انہوں نے 30 سوار اور 30 پیادہ لوگوں کو ساتھ لیا، عمر بن سعد کی فوج سے مقابلہ کرتے ہوئے بالآخر 20 مشکیزے پانی بھر لائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط:

اس کے بعد عمر بن سعد نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے فرمایا کہ آپ لوگ میری طرف سے ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز اختیار کرلیں:

1: میں جہاں سے آیا ہوں مجھے وہاں (مدینہ منورہ) واپس جانے دیا جائے۔

2: مجھے موقع دیا جائے کہ میں یزید سے اس معاملہ میں بالمشافہ بات کر سکوں۔

3: میں اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد کی طرف جانا چاہتا ہوں مجھے جانے دیا جائے تاکہ وہاں اسلام کی حفاظت کر سکوں۔

عمر بن سعد کا ابن زیاد کے نام خط:

عمر بن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا جس میں یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شرائط ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ

اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ بجھا دی ہے اور مسلمانوں کو ایک کلمہ (بات) پر متفق فرما دیا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ تین صورتوں میں سے جس کو اختیار کر لیا جائے اسی میں امت کی صلاح و فلاح ہے۔

شمر ذی الجوشن کی خباثت:

ابن زیاد کو جب یہ خط پہنچا تو وہ اس سے متاثر ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کے دربار میں شمر ذی الجوشن نامی شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے دل میں اہل بیت کا بغض بھرا ہوا تھا۔ اس نے ابن زیاد کو کہا کہ آپ حسین بن علی کو مہلت دینا چاہتے ہو کہ وہ مضبوط ہو کر تمہارے خلاف جنگ کرے۔ اگر وہ ابھی تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو دوبارہ تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ مجھے تو اس میں عمر بن سعد کی ملی بھگت اور سازش کی بو

آ رہی ہے۔ اس لیے آپ ایسے کریں کہ ایک مرتبہ آپ حسین بن علی کو اپنے دربار میں بلالیں جب وہ آپ کے پاس آجائے تو آپ کی مرضی آپ معاف کریں یا (یزید کی بیعت نہ کرنے پر) سزادیں۔

شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کو خط:

ابن زیاد نے شمر ذی الجوشن کی رائے کو قبول کیا اور اسی مضمون کا خط عمر بن سعد کو لکھا اور یہ خط شمر ذی الجوشن کے ہاتھ عمر بن سعد کے پاس بھیجا۔ مزید یہ تاکید بھی کی کہ اگر عمر بن سعد بات مان لے تو ٹھیک ورنہ تم اسے قتل کر دینا اور اس کے بعد میری طرف سے لشکر کے امیر خود بن جانا۔

ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے نام:

بعد از سلام! میں نے تمہیں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے بچو، ان کو مہلت دو یا پھر ان کی سفارش کرو۔ اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو حفاظت کے ساتھ یہاں پہنچا دو۔ ورنہ ان سے فیصلہ کن جنگ کرو یہاں تک کہ ان کو قتل کر دو۔ پھر ان کی لاشوں کا مثلہ کرو (اعضائے جسم کو کاٹ)۔ کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں، قتل کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کو روند ڈالو۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تمہیں ایک فرمانبردار کی طرح انعام ملے اور اگر تم میرے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے تو لشکر چھوڑ دو اور لشکر کی قیادت شمر ذی الجوشن کے حوالے کر دو۔

عمر بن سعد کے نام ابن زیاد کا خط:

محرم کی نو تاریخ کو شمر ذی الجوشن عمر بن سعد کے پاس پہنچا، اس کے سامنے ابن زیاد کا خط رکھا۔ عمر بن سعد سمجھ گئے کہ یہ شمر کی خباثت و شرارت ہے۔ عمر بن

سعد نے شمر ذی الجوشن سے کہا کہ تم نے بڑا ظلم کیا، مسلمانوں کا ایک بات پر اتفاق ہو رہا تھا لیکن تم نے دوبارہ جنگ کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی ہے اور خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا۔

خواب میں زیارت رسول ﷺ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد کی بات ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ذلت سے موت بہتر ہے۔ اسی دوران آپ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب آپ ہمارے پاس آنے والے ہو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئیں، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں خواب سنایا جسے سن کر رونا آگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں صبر کی تلقین کی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شمر کے نام پیغام:

کچھ دیر کے بعد شمر کا لشکر آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہما آگے بڑھے ان سے بات کی شمر نے بلا مہلت قتال کا اعلان کیا۔

عباس بن علی رضی اللہ عنہما نے آکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شمر کے نام پیغام بھیجا کہ آج رات قتال کو ملتوی کرو۔ میں نے قافلے والوں کو کچھ وصیتیں اور نصیحتیں کرنی ہیں۔ دعا، مناجات اور استغفار میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔

شمر، ابن زیاد وغیرہ نے باہمی مشورے سے اس بات کو قبول کر لیا اور واپس چلے گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قافلے والوں کو نہایت پر جوش انداز میں خطبہ دیا، جس میں فرمایا:

میں اللہ کا ہر حال میں شکر ادا کرتا ہوں، راحت میں بھی اور مصیبت میں بھی... میرے علم کے مطابق آج کسی شخص کے ایسے وفادار ساتھی نہیں ہیں جیسے میرے ساتھی ہیں اور نہ کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو میری طرف سے جزائے خیر دے، ہو سکتا ہے کہ کل کا دن ہمارا آخری دن ثابت ہو اس لیے میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ لوگ رات کی تاریکی میں یہاں سے دور چلے جائیں، میرے اہل بیت کو بھی ساتھ لے جائیں کیونکہ دشمن صرف میرا طلب گار ہے جب مجھے پالے گا تو دوسروں کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سب رفقاء نے وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے کہا ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو وصیت:

اس موقع پر حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما بے قرار ہو گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی دی اور صبر کی تلقین کرتے ہوئے بطور وصیت فرمایا: میری بہن! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت کی خبر سن کر تم کپڑے نہ پھاڑنا، سینہ کوبی نہ کرنا اور چلا کر رونے (نوحہ کرنے) سے بچنا۔

عاشوراء کی رات:

تمام حضرات نے اپنے رب کے حضور آہ زاری کرتے ہوئے رات گزار دی۔ دشمن کے مسلح سوار ساری رات خیموں کے گرد گھومتے رہے۔

صفوں کی ترتیب:

آخر دس محرم بروز جمعۃ المبارک فجر کی نماز کے بعد عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ساتھیوں کی صفیں قائم کیں۔ 23 سوار اور 40 پیدل کل 72 افراد تھے۔

حر بن یزید کی لشکر حسینی میں شرکت:

عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر ایک حصے کا الگ الگ امیر مقرر کیا۔ ان میں سے ایک حصے کا امیر حر بن یزید تھا۔ جو سب سے پہلے ایک ہزار کا لشکر دے کر مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ کافی دنوں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ رہا تھا۔ مقابلہ شروع ہوا تو حر بن یزید نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور لشکر حسینی میں شامل ہو گیا۔

حر بن یزید کی معافی اور شہادت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی: میری ابتدائی غفلت اور آپ کو واپسی کا راستہ نہ دینے کے نتائج کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ قسم بخدا! مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ آپ کے خلاف اس حد تک پہنچ جائیں گے اور آپ کی بات نہیں مانیں گے اگر مجھے یہ اندازہ ہوتا تو میں آپ کو راہ دے دیتا۔ مجھے معاف فرمایئے اور اپنے لشکر کا سپاہی سمجھیے چنانچہ یہ اسی میدان میں لشکر حسینی کا حصہ بن کر جام شہادت نوش کر گئے۔

دشمنوں کی سفاکی:

عمر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا باقاعدہ لڑائی شروع ہوئی۔ یزید

ی لشکر جو ابن زیاد، عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن کی قیادت میں اہل بیت سے لڑ رہا تھا ان کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر کے 72 افراد شہید ہوئے۔ دشمنوں نے انتہائی سفاکی اور بیدردی سے اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے دودھ پیتے بچوں کو بھی خون میں نہلانے اور قتل کرنے سے دریغ نہ کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

زرعہ بن شریک نے نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بائیں کندھے پر تلوار کا وار کیا، کمزوری سے پیچھے کی طرف ہٹے تو سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے نیزہ مارا جس سے شانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار زمین پر آ لگا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر آپ کے سر مبارک کو جسم سے جدا کر دیا۔

آفتاب اہل بیت غروب ہو گیا:

جنت اپنے سردار کا راہ تک رہی تھی دسویں محرم کا ڈوبتا سورج اپنے ساتھ آفتاب اہل بیت کے وجود کو دنیا والوں سے اوجھل کر گیا لیکن اس کی کرنیں تا صبح قیامت روشنی بکھیرتی رہیں گی۔

شہدائے کربلا کی بے حرمتی:

بدبخت ابن زیاد کا حکم تھا کہ قافلہ حسینی کے شہداء کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند ڈالو۔ عمر بن سعد نے چند سواروں کو اس کا حکم دیا انہوں نے یہ بھی کر دیا اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک اجسام کی بے حرمتی کرنے لگے۔

ظلم بالائے ظلم:

خولی بن یزید اور حمید بن مسلم اہل بیت کے شہداء کے مبارک سروں کو لے کر ابن زیاد کے دربار میں آئے۔ ابن زیاد نے لوگوں کو جمع کیا۔ سب کے سامنے اس

بدبخت نے انتہائی گستاخی کرتے ہوئے اپنی چھڑی کے ذریعے نواسہ رسول کے ہونٹوں (بوسہ گاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کھیلنے لگا۔

ارے ابن زیاد ارے بدبخت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس مجلس میں موجود تھے ضعیف العمر ہونے کے باوجود قوی الایمان تھے، ابن زیاد سے فرمانے لگے: ارے بدبخت! اپنی چھڑی کو ان مبارک ہونٹوں سے دور کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ان کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

اس کے بعد اہل بیت کے قافلے (خواتین اور بچوں) کو کوفہ کی طرف لے جایا گیا۔ تفصیل آئندہ قسط میں ان شاء اللہ

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 8 اگست، 2022ء

واقعہ کربلا پس منظر، حقائق اور نتائج (حصہ سوم)

اللہ تعالیٰ نے خاندانِ نبوت اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو جو کمالات عطا فرمائے ہیں اس کی نظیر نظر نہیں آتی۔ خوشی اور سکھ کے موقع پر شکر جبکہ غمی اور دکھ کے موقع پر صبر ان کا طرہ امتیاز تھا، مشکل سے مشکل حالات ان کی زندگیوں میں پیش آئے لیکن ہر موقع پر انہوں نے صبر و استقامت کی وہ مثال قائم کی ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

کربلا سے کوفہ، کوفہ سے دمشق:

کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے قافلہ کے 72 افراد جام شہادت نوش کر گئے، ان میں چند خواتین کچھ بچے اور حضرت زین العابدین رحمہ اللہ بچ گئے۔ ان کو پہلے کربلا سے کُوفہ ابن زیاد کے دربار میں پھر وہاں سے شام یزید کے دربار میں لایا گیا۔

علی بن حسین (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) بچ گئے:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے سے بچ جانے والے افراد کو عمر بن سعد کُوفہ ابن زیاد کے دربار میں لایا، جن میں خواتین، بچے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی (جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہوئے) بھی تھے، اس وقت ان کی عمر 23 سال تھی۔ عین لڑائی کے وقت چونکہ یہ شدید بیمار تھے جس کی وجہ سے خیمے سے باہر تشریف نہ لا سکے، عمر بن سعد نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ اس کو قتل نہ کرو۔

قافلہ سادات کی خواتین کا احترام:

عبید اللہ بن زیاد ظالم وجابر اور سنگدل انسان ہونے کے باوجود اس سارے

معاملے کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بغاوت سمجھتا تھا اور اس کے نزدیک باغی صرف وہی مرد تھے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر لڑ رہے تھے۔ گھر کے بچوں اور خواتین کو باغی اور سزا کا مستحق بھی نہیں سمجھتا تھا۔ اس لیے اس نے قافلہ حسینی کی خواتین اور بچوں سے بدسلوکی نہیں کی، بلکہ ان کی رہائش، لباس اور خوارک کا بھی انتظام کرایا۔

زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کا ابن زیاد کو خطاب:

قافلہ حسینی کے تمام مرد سوائے حضرت علی بن حسین (زین العابدین رحمہ اللہ) کے کربلا میں شہید کر دیے گئے۔ جب حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کوفہ میں ابن زیاد کے دربار میں پہنچے تو ابن زیاد نے انہیں باغی سمجھ کر قتل کرنا چاہا لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابن زیاد! کیا ابھی تک ہمارے خون سے آپ کی پیاس نہیں بجھی؟ اگر تو علی بن حسین (زین العابدین) کو قتل کرنا چاہتا ہے تو پھر ہمیں بھی ساتھ قتل کرنا ہو گا۔

زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ابن زیاد کو خطاب:

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ نے ابن زیاد کا ارادہ دیکھا کہ وہ قتل کرنے پر تُلا ہوا ہے تو اس سے فرمایا: ابن زیاد! ان خواتین کے ساتھ کسی صالح متقی انسان کو بھیجنا جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ان کی رفاقت اختیار کر سکے۔

قافلہ سادات دمشق میں:

اس پر ابن زیاد نے سپاہیوں سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو یہ خود اپنی خواتین کے ساتھ جائے۔ اس کے بعد اس نے قافلہ حسینی کا سامان سفر تیار کر کے یزید کے پاس دمشق (شام) بھیج دیا۔

بعض غیر مستند اور من گھڑت تاریخی روایات:

بعض تاریخی روایات میں یہ باتیں بھی ملتی ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ سے دمشق تک قافلہ سادات کی خواتین کے ساتھ انتہائی بدسلوکی کی، انہیں ننگے سر چلایا گیا، ان کے پاؤں میں زنجیریں ڈالی گئیں، قیدیوں کی طرح انہیں اونٹوں پر بٹھایا گیا۔ مگر اس بدسلوکی کی کسی تاریخ میں معتبر سند ثابت نہیں ہے۔

قابل مذمت رویہ:

آج کل اس سارے واقعہ کو العیاذ باللہ فلمایا جاتا ہے۔ ابن زیاد، اس کے سپاہیوں، قافلہ سادات کی خواتین اور بچوں کے فرضی کردار دکھائے جاتے ہیں، اس سے سادات خاندان اور اہل بیت کے قافلے کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

قافلہ سادات کے سامنے یزید کا ردِ عمل:

سادات کا قافلہ جب دمشق میں داخل ہوا، یزید کے دربار میں پہنچا، تو یزید نے اس پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور روتے ہوئے کہا کہ میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ بغیر قتل کے گرفتار کیا جاتا۔ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے، اس نے قتل ہی کرا دیا۔ اللہ کی قسم! میں وہاں موجود ہوتا تو معاف کر دیتا، اللہ تعالیٰ حسین رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔

یزید کی بیوی ہندہ بنت عبد اللہ کا رونا چلانا:

یزید کی بیوی ہندہ بنت عبد اللہ نے جب خبر سنی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس نے یزید سے کہا: اے امیر المومنین! کیا بنت رسول کے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے؟ یزید نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہوا ہے۔ خدا ابن زیاد پر لعنت کرے! اس نے اس معاملے میں جلدی کی۔ اس پر ہندہ بنت

عبد اللہ زور زور سے رونے (نوحہ کرنے) لگیں۔

یزید کے دربار میں پیش آنے والا ایک واقعہ:

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یزید کے پاس لے جایا گیا، ہمیں دیکھ کر اس کی آنکھ بھر آئی اور اس نے ہمیں وہ سب دیا جو ہم نے چاہا، یزید کے دربار میں نیلی آنکھوں والا ایک سرخ رنگت کا آدمی تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک کم عمر بیٹی کی طرف دیکھا اور کہا: امیر المومنین یہ لڑکی مجھے دے دیں۔ یہ سن کر زینب بنت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم !نہ تجھے حق ہے نہ یزید کو۔

نیلی آنکھوں والے نے پھر یہی بات کہی۔ یزید نے کہا: خاموش رہو۔

تب فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے یزید !کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں قیدی بنائی جائیں گی؟ یہ سن کر یزید رو پڑا اس کے ساتھ سبھی لوگ بھی رو دیے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یزید کو تنبیہ:

اس موقع پر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے یزید سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر انہیں اس حال میں دیکھتے تو وہ جیسا سلوک کرتے، آپ ویسا ہی سلوک کریں۔ یہ سن کر یزید نے ان کے لیے اچھا انتظام کرایا، رہائش، لباس، خوراک اور عطیات و ہدایا پیش کیے اور کہا اگر ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے رشتہ ہوتا تو ان کو قتل نہ کرتا۔

قافلہ سادات کی مدینہ روانگی:

یزید نے جب قافلہ سادات کو روانہ کیا تو حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کو

اپنے پاس بلایا اور کہا: اللہ ابنِ مرجانہ (عبید اللہ بن زیاد) پر لعنت کرے۔ بخدا اگر میں خود اس جگہ ہوتا تو آپ کے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے میں قبول کر لیتا، جہاں تک ممکن ہوتا ان کو قتل ہونے سے بچاتا، اگرچہ مجھے اپنی اولاد بھی قربان کرنا پڑتی لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔

صاحبزادے! آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو مجھے اطلاع بھیجنا۔ میں نے آپ کے ساتھ جانے والے حفاظتی دستے کو ہدایات دے دی ہیں۔

حفاظتی دستہ کا حسن سلوک:

یہ قافلہ خیریت کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا، حفاظتی دستے نے ہر طرح سے قافلہ سادات کی عزت و احترام کا خیال رکھا، رات کو جس جگہ پڑاؤ ڈالتے ،خود قافلے سے دور ہو جاتے، ان کا پہرہ دیتے۔ ایسی جگہ ٹھہراتے جہاں وضو اور دیگر ضروریات کی زحمت نہ ہوتی۔

قافلہ سادات کی مدینہ آمد:

جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا، تو حفاظتی دستے کے اچھے برتاؤ سے متاثر ہو کر فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں سفر میں ہر طرح کی ممکنہ راحت دی ہے ہمارے ساتھ حسن سلوک کیا ہے اس لیے ان کے احسان کے بدلے میں ان کو ہدیہ دینا چاہیے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ اب ہمارے پاس اپنے زیور کے سوا اور کچھ نہیں۔ دونوں نے اپنے اپنے زیور اتارے اور حفاظتی دستے کے سالار کے سامنے پیش کیے۔

اس پر اس نے جواب دیا: اگر دنیا کے لیے یہ حسن سلوک کیا ہوتا تو یہ زیور بلکہ اس سے بھی کم چیز سے میں خوش ہو جاتا لیکن میں نے یہ صرف اللہ کی خاطر اور آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کی خاطر کیا ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے ذمہ داران:

انصاف یہ ہے کہ اس سارے سانحے کا ذمہ دار کسی ایک فرد کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس میں مختلف افراد اور گروہ شریک ہیں۔ بعض سازشی عناصر، بعض نادان جبکہ بعض ضدی لوگ شامل ہیں۔ مختصراً ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1: اہلِ کوفہ:

جنہوں نے ہزاروں خطوط لکھے، مشکل وقت میں ساتھ دینے کے بجائے بے وفائی کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل حسین کے ذمہ داران میں سے زیادہ غصہ اہل کوفہ پر تھا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا: اللہ ان لوگوں (اہل کوفہ) کو ہلاک کرے انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکا دیا۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو۔

خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ موجود ہیں: اے اللہ! آپ ہی ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ انہوں نے ہمیں بلایا کہ ہماری مدد کریں گے لیکن اب ہمیں قتل کر رہے ہیں۔

2: عبید اللہ بن زیاد:

اس بدبخت نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی مجرم کی حیثیت دی اور بلارعایت ان کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کٹے ہوئے سر مبارک کو دیکھ کر اس کا دل نرم نہ ہوا۔ مستند تاریخی روایات کی روشنی میں سانحہ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بنیادی ذمہ داروں میں اس کا نام بھی شامل ہے۔

3: شمر ذی الجوشن:

یہ بدبخت جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھا اور زخمی بھی ہوا، لیکن کربلا میں ابن زیاد کے لشکر کا نائب سالار یہی تھا۔ ابن زیاد کو سخت ترین اقدامات پر مجبور کرنے والا یہی تھا۔

4: عمر بن سعد:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ آور فوج کی کمان اسی کے ہاتھ میں تھی۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ یہ ابتداءً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی کارروائی میں شریک نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد کی دھمکیوں اور "رے" کے علاقے کی گورنری کے لالچ میں اس جنگ میں شریک ہوا۔

اگرچہ بعض روایات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر عمر بن سعد کو بہت دکھ ہوا اور وہ بہت رویا یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود اس کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ فوج کی کمان اسی کے ہاتھ میں تھی۔ اگر یہ چاہتا تو حر بن یزید رحمہ اللہ کی طرح ابن زیاد کی فوج سے علیحدہ ہو کر قافلہ حسینی میں شامل ہو جاتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔

5: سنان بن انس نخعی:

اس نے شِمر ذی الجوشن کے حکم پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر نیزے کا سخت وار کیا۔

6: خولی بن یزید الاصبحی:

اس نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک تن سے جدا کیا، یہ یمن کے قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتا تھا جہاں سے عبد اللہ بن سباء نے جنم لیا تھا۔

7: یزید:

معتبر اور مستند تاریخی روایات کی روشنی میں صحیح بات یہی ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ لیکن حقائق کی روشنی میں اسے سارے واقعے سے بری الذمہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بری الذمہ نہ ہونے کی پہلی وجہ:

سارے واقعے میں اس کی کوئی حکمت عملی درست معلوم نہیں ہوتی۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے کہ یزید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کرانا چاہتا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس نے صاف طور پر عبید اللہ بن زیاد کو یہ کیوں نہ لکھا کہ قافلہ حسینی کو پوری عزت و احترام کے ساتھ دمشق (شام) بھیجا جائے، اس قافلہ کے کسی شخص کو قتل نہیں کرنا۔

اگر یزید کی طرف سے یہ واضح کر دیا جاتا تو ابن زیاد کبھی قتل کا اقدام نہ کرتا۔ وہ یزید کی حکومت کا پکا وفادار تھا کسی صورت بھی یزید کی مخالفت نہ کرتا۔

بری الذمہ نہ ہونے کی دوسری وجہ:

یزید اس سانحے کے وقت حکومت کے سب سے اونچے عہدے پر تھا، قاتلوں کو ان کے کیفرِ کردار تک پہنچانے کے مکمل اختیارات اس کے پاس تھے۔ لیکن اختیارات کو بروئے کار لا کر قاتلین اور ذمہ داران کو سزائیں دینے یا کم از کم ان کو عہدوں سے برطرف کرنے کے بجائے محض مذمتی بیان دینے پر اکتفا کرنا اس کا وہ بنیادی جرم ہے جس کا داغ اس کے دامن سے کبھی نہیں دھل سکے گا۔

یزید کے اظہار افسوس کی حقیقت:

کربلا کے بعد بھی اس کی طرف سے ایسے خونی معرکے ہوئے جن میں واقعہ

حرہ بطور خاص تاریخ کے سینے پر ثبت ہے۔ یزید کی طرف سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر فوج کشی کی گئی، ان مبارک شہروں کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یزید کا بظاہر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اظہار افسوس کرنا اپنی بدنامی کو مٹانے کی ایک تدبیر کے سوا کچھ نہ تھا۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 15 اگست، 2022ء

واقعہ کربلا کے اعتقادی، سیاسی اور تکوینی نتائج

اللہ تعالیٰ کی ذات حکیم ہے اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ واقعہ کربلا پیش آیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور سادات خاندان نے اپنی جانوں کے نذرانے اللہ کے حضور پیش کیے۔ اگر پورے واقعہ پر گہری نظر ڈالی جائے تو چند نتائج سامنے آتے ہیں۔ جن کا تعلق اعتقاد، نظریات، سیاسیات اور تکوین کے ساتھ ہے۔ ان کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

اعتقادی نتائج:

1: اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں:

اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ عالم الغیب خاصہ خداوندی ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں۔ جبکہ بعض لوگ اللہ کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام یا اولیاء کرام علیہم الرحمہ کو اس صفت میں اللہ کا شریک مانتے ہیں۔ بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقام میں انتہائی غلو کا شکار ہو کر یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ معصوم امام ہیں اور عالم الغیب ہیں۔

واقعہ کربلا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی فرد عالم الغیب نہیں۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ عالم الغیب ہوتے اور آپ کو کربلا میں پیش آنے والے تمام حالات و مصائب کا پہلے ہی سے علم ہوتا تو آپ کبھی سفر نہ فرماتے۔

اور اس پر دلائل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے وہ ارشادات ہیں: جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کی بے وفائی اور غداری سے ناراض ہو کر ان کے سامنے انہی کے خطوط سے بھرے ہوئے تھیلے انڈیل دیے، حضرت مسلم بن عقیل

رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر دل گرفتہ ہوئے، ان کے سامنے تین تجاویز رکھیں۔

2: اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا / حاجت روا نہیں:

اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ (عقائد کے باب میں) مشکل کشا اور حاجت روا کا لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی بولا جا سکتا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا اور حاجت روا نہیں۔ جبکہ بعض لوگ اللہ کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام یا اولیاء کرام علیہم الرحمہ کو اس صفت میں اللہ کا شریک مانتے ہیں۔ بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقام میں انتہائی غلو کا شکار ہو کر یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ معصوم امام ہیں اور مشکل کشا ہیں۔

واقعہ کربلا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خاندان اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی فرد مشکل کشا اور حاجت روا نہیں۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ خود مشکل کشا اور حاجت روا ہوتے تو آپ پر سارے سفر بالخصوص کربلا میں مشکلات نہ آتیں کیونکہ مشکل کشا وہی ہو سکتا ہے جس پر مشکلات نہ آئیں اور جس پر خود مشکلات آئیں وہ ہرگز مشکل کشا اور حاجت روا نہیں ہو سکتا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر بلکہ پورے قافلہ حسینی پر جو مشکلات آئی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں کربلا کا پورا واقعہ اس کی واضح دلیل ہے کہ قدم قدم پر آپ رضی اللہ عنہ پر مشکلات آئیں آپ رضی اللہ عنہ نے اور قافلہ حسینی نے اپنی حاجت روائی کے لیے صرف اللہ ہی کو پکارا۔

ہمیں یہ سبق دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں اور اللہ کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں۔

نظریاتی نتائج:

1: حرمین کا تقدس:

اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں دو مقامات کو سب سے زیادہ قابل عزت اور لائق احترام بنایا ہے۔

1: بیت اللہ (مسجد حرام اور حدود حرم مکی)

2: مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (اور حدود حرم نبوی)

اسی وجہ سے ان مقدس مقامات کو "حرمین شریفین" کہا جاتا ہے۔ ان کا تقدس بہت زیادہ ہے (اگرچہ احکام میں دونوں برابر نہیں) اس لیے ان کا احترام ہر مسلمان پر لازم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں اس کے چند واقعات ملتے ہیں۔

1: خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوائیوں نے یورش کی، ان کی پوری کوشش تھی کہ کسی طرح حرمِ نبوی میں لڑائی جھگڑا ہو، قتل و قتال ہو اور حرمِ مدینہ بالخصوص مسجد نبوی اور روضہ مبارکہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کا تقدس پامال ہو لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی جان دے کر حرم مدینہ بالخصوص مسجد نبوی اور روضہ مبارکہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کے تقدس کو پامال ہونے سے بچایا۔

2: خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اسی تقدس کے پیش نظر مرکزِ خلافت کو مدینہ طیبہ سے کوفہ منتقل کیا تاکہ حرم مدینہ بالخصوص مسجد نبوی اور روضہ مبارکہ علی صاحبہا الف الف تحیہ وسلام میں کوئی فسادی فساد مچا کر اس کے تقدس کو پامال نہ کر سکے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پیش نظر بھی حرمین کا تقدس اسی طرح موجود تھا جس طرح باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں تھا۔ شاید آپ کبھی بھی مدینہ منورہ کو خیرباد نہ کہتے، اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو نہ

چھوڑتے، مکہ مکرمہ کو بھی نہ چھوڑتے لیکن آثار یہی نظر آرہے تھے کہ یزید کی طرف سے جبری بیعت کے انکار پر حرمین کا تقدس پامال ہو گا ان مقدس مقامات پر لڑائی جھگڑا بلکہ قتل و قتال ہو سکتا ہے (جیسا کہ کربلا کے واقعے کے بعد یزید کی طرف سے واقعہ حرہ، مدینہ منورہ پر چڑھائی، حصارِ کعبہ جیسے دلخراش سانحات پیش بھی آئے) آپ رضی اللہ عنہ اپنی خداداد بصیرت و فراست سے ممکنہ صورتحال کو دیکھ رہے تھے اس لیے ان مقامات کو چھوڑ دیا اور حجاز سے عراق کی طرف تشریف لے گئے۔

اس پر دلیل حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وہ فرمان ہے جو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے کہیں اور قتل ہو جانا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہروں میں خونریزی برپا ہو جانے سے زیادہ عزیز ہے۔

واقعہ کربلا سے معلوم ہوا کہ حرمین کے تقدس کو پامالی سے بچانا اتنا اہم نظریہ ہے کہ جس کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جان کی قربانی دے دی لیکن حرمین کے تقدس کو پامال نہیں ہونے دیا۔

2: موروثیت کے بجائے شورائیت:

اسلام میں نظام سیاست کی بنیاد شورائیت پر ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسلام کے نظام سیاست کو اسی بنیاد پر ہی دیکھنا چاہتے تھے۔ یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بذات خود نہ حکومت کے طلبگار تھے اور نہ ہی حکمرانی کا شوق رکھتے تھے۔ آپ کا پہلے دن سے یہی موقف تھا کہ اسلامی نظام سیاست کو شورائیت پر رہنا دیا جائے اس کو موروثیت میں تبدیل نہ کیا جائے۔

اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

یزید کی ولی عہدی کی تقریبِ بیعت میں شرکت نہیں کی بلکہ کھلم کھلا اس کا انکار کیا اگرچہ اس بیعت کی حیثیت شرعی طور پر ایک مشورے کی حد تک ہی تھی۔ بیعت خلافت ہر گز نہیں تھی۔

نوٹ: جن اصحاب نے بیعت میں شرکت کی ان کے پیش نظر کون کون سی اہم وجوہات تھیں اسے ہم بعد میں ذکر کرتے ہیں۔

یہ تو واضح ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سیاسی بصیرت کے حامل، دور اندیشی رکھنے والے جہانِ دیدہ اور معاملہ فہم انسان تھے، آپ رضی اللہ عنہ محض یزید کی ذاتی کمزوریوں اور فسق و فجور کی شہرت کی وجہ سے بیعت سے انکار نہیں کر رہے تھے بلکہ نظام سیاست میں شورائیت سے موروثیت کی منتقلی کے خطرناک نتائج کو ایک عظیم مدبر کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے جس کے بد اثرات چند نسلوں کے بعد منفی انداز میں نظر آرہے تھے اس لیے شرعاً رخصت کے باوجود عزیمت کی راہ پر چلتے ہوئے جان کی پرواہ کیے بغیر ایک مضبوط موقف کو اختیار کیا اور اسی پر اپنی جان دے دی۔

فائدہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اس کے خلاف تھا تاہم حدیث مبارک کی روشنی میں اللہ کے ہاں دونوں ماجور ہیں، کوئی مطعون نہیں۔

واقعہ کربلا سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کو نقصان دہ سیاسی نظام سے بچا کر نفع مند سیاسی نظام دینے کا نظریہ اتنا اہم ہے کہ جس کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی اور اپنے خاندان کی جان قربان کر دی۔

3: رجوع الی اللہ اور صبر واستقامت:

اللہ تعالیٰ نے مصائب و مشکلات کے وقت اپنی طرف رجوع کرنے اور صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سانحہ کربلا کی ہر مصیبت و مشکل میں اللہ کی طرف رجوع کیا ہے اور صبر واستقامت اختیار کی ہے بلکہ اپنی بہن سیدہ

زینب رضی اللہ عنہا اور دیگر اہل قافلہ کو ہر موڑ پر صبر واستقامت اور رجوع الی اللہ کا درس دیا ہے۔

واقعہ کربلا سے معلوم ہوا کہ رجوع الی اللہ اور صبر واستقامت کا نظریہ اتنا اہم ہے جس پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خود بھی آخر وقت تک عمل کیا ہے اور اپنے قافلے کو بھی اسی پر ڈٹے رہنے کا حکم دیا۔ قافلہ سادات کے بچ جانے والے افراد نے شہداء کربلا کو دیکھ کر بے صبری، جزع فزع، خود کو پیٹنے سے اجتناب کیا۔ جانے والوں کا نظریہ اور بچ جانے والوں کا نظریہ ایک ہی رہا اور وہ ہے رجوع الی اللہ اور صبر واستقامت۔

سیاسی نتائج:

سیاسی شعور قوم کی آزادی، خود مختاری اور ترقی کا ضامن ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم امہ میں سیاسی شعور کی بیداری کے لیے جو محنت اور اپنے عمل سے سیاسی اصلاحات کے نفاذ کی جو کوشش کی ہے اس کے نتائج آج تک دیکھے جارہے ہیں کہ

1: مسلمان ہر ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے کی طاقت رکھتا ہے۔

2: وقت کے یزید کو للکارتا ہے۔

3: حاکم وقت کی غلط پالیسیوں، جابرانہ فیصلوں اور ظالمانہ اقدامات کی مخالفت کا حوصلہ رکھتا ہے۔

دراصل یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دیا ہوا وہ سبق ہے جو حسینی مزاج کے حامل لوگ آج تک نہیں بھولے اور نہ ہی بھلا سکتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد کے مطابق سیاسی منظر نامے پر جن خوفناک نتائج کو دیکھ رہے تھے اس کے پیش نظر ممکن ہی نہیں تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔

بعض اصحاب نے یزید کی بیعت کیوں کی؟

باقی رہی یہ بات کہ بعض اصحاب کا یزید کی بیعت کر لینا تو اس کی درج ذیل اہم وجوہات یہ تھیں۔

1: یہ اس معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے متفق تھے۔

2: اپنے اجتہاد کے مطابق یزید کی بیعت کو اتحاد و اتفاق کا ذریعہ سمجھتے تھے اور بیعت نہ کرنے کو اختلاف و انتشار کا باعث قرار دیتے تھے۔

3: بیعت کے وقت یزید کی شہرت وہ نہیں تھی جو سانحہ کربلا، واقعہ حرہ اور حصارِ کعبہ کے بعد بن گئی تھی۔ بعض ذاتی کمزوریوں کے باوجود وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور عظیم حکمران کا بیٹا تھا اور ایک سیاسی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ اس لیے ان کے ہاں کچھ نیک امیدیں وابستہ کرنے کی گنجائش موجود تھی۔

4: بعض حضرات کی بیعت رضا و رغبت والی نہیں تھی بلکہ امت مرحومہ کو خونریزی اور افتراق و انتشار سے بچانے کے لیے (بادلِ نخواستہ) تھی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان موجود ہے کہ

ان کان خیراً رضینا وان کان بلاء صبرنا۔

اگر یزید حکومت کا اہل ہے تو ہماری بیعت ٹھیک اور اگر نا اہل ہے تو ہم امت کے وسیع تر مفاد میں اس پر صبر کریں گے (تاکہ امت میں اختلاف وافتراق اور انتشار پیدا نہ ہو)

تکوینی نتائج:

1: سادات خاندان کی نیک نامی:

سیاست دین کا ایک ستون ہے، جو شخص اس سے وابستہ ہوتا ہے اس کے ماتحت لوگوں کے دینی مسائل، انتظامی امور اور سیاسی حقوق اس سے وابستہ ہو جاتے

ہیں۔ بسا اوقات اس میں ظلم، ناانصافی اور حق تلفی جیسے کئی بد نما عنوانات کی بدنامی کا خوف بھی دامن گیر رہتا ہے۔ حکمران صحیح نیت کے ساتھ بھی عوام کی فلاح و بہبود کی خدمات سرانجام دیں تب بھی عوام ان کی تدابیر و مصلحتوں کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتے جس کی وجہ سے ان کے بارے میں باتیں بناتے ہیں، افواہیں اڑاتے ہیں اور الزامات لگاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور سادات گھرانے کی نیک نامی منظور تھی اس لیے تکویناً سانحہ کربلا کو تاریخ کا حصہ بنایا۔ جس کی وجہ سے سادات خاندان پر الزام تراشیوں کا سلسلہ شروع ہی نہ ہو سکا اور تا قیامت سادات خاندان کی نیک نامی اور عقیدت و محبت اہل ایمان کے دلوں میں رچ بس گئی۔

2: اعتقادی، عملی، معاشرتی اور اخلاقی تربیت کی ذمہ داری:

اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر اس خاندان کو (اس وقت کی) سیاست سے الگ کر کے امت کی اعتقادی، فکری، عملی، روحانی، معاشرتی اور اخلاقی تربیت و اصلاح کے لیے مختص کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اطاعت والی عقیدت عطا فرمائے قیامت کے دن انہی کے محبین مخلصین میں ہمارا شمار فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 22 اگست، 2022ء

سیلاب... اسباب اور نجات

اللہ تعالیٰ نے قدرتی آفات: سیلاب، طوفان، زلزلے، تیز ہواؤں اور وباؤں کے کچھ ظاہری و عارضی اسباب اور کچھ باطنی و حقیقی اسباب مقرر فرمائے ہیں۔ ظاہری اسباب سے بحث کا تعلق ہمارے علم سے ہو سکتا ہے ہمارے عمل سے نہیں جبکہ باطنی اسباب کا تعلق ہمارے علم کے ساتھ ساتھ عمل کے ساتھ بھی ہے اس لیے کہ ظاہری اسباب بھی تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب باطنی و حقیقی اسباب پائے جاتے ہیں۔

پاکستان کی موجودہ صورتحال:

اس وقت تک ملک پاکستان کے اکثر علاقوں میں سیلاب کی وجہ سے 3 کروڑ لوگ بے گھر ہوگئے، ہزاروں کی تعداد میں اموات ہوئی ہیں۔ گھر گر گئے ہیں، مویشی اور گھریلو سامان بہہ گیا ہے، مارکیٹیں تباہ ہوگئی ہیں۔ تعلیمی ادارے منہدم ہو چکے ہیں۔

سیلاب کے حوالے سے قرآن کریم میں دو واقعات موجود ہیں یہ واقعات برائے واقعات نہیں بلکہ قرآن نے ان کے اسباب کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

1: طوفان نوح:

حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں جن کو احکام شریعت دیے گئے آپ سے پہلے بھی انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں لیکن نبوت کے ساتھ ساتھ رسالت کی ذمہ داری سب سے پہلے آپ کو دی گئی۔ آپ علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک نہایت دردمندی سے اپنی قوم کو تبلیغ فرماتے رہے، چند (80 کے قریب) لوگوں نے آپ کی بات کو مانا اس کے علاوہ باقی لوگ اپنے کفر اور بداعمالیوں پر قائم رہے۔ آپ علیہ السلام کو فریضہ تبلیغ کی پاداش میں انتہائی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اذیتیں اٹھانا پڑیں، صعوبتیں جھیلنا پڑیں۔

طوفان بصورت بارش و سیلاب:

آخر کار آپ علیہ السلام نے قوم پر بد دعا کی، اللہ نے اسے قبول فرمایا اور سیلاب کی صورت میں عذاب نازل فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا کہ آپ اور آپ پر ایمان لانے والے اس میں سوار ہو کر سیلاب کی تباہی سے بچ جائیں۔

عالمی سطح کا سیلاب:

چنانچہ تنور سے پانی اُبلنا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری زمین پر پھیل گیا، جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ عالمی سیلاب تھا، نیچے سے سیلاب کا پانی جبکہ اوپر سے طوفانی بارش کا پانی، گویا اوپر نیچے سے عذاب آیا۔ اس عذاب سے صرف وہی لوگ بچے جنہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی بات کو مانا آپ پر ایمان لائے۔ جن لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی بات کو نہیں مانا وہ اس سیلاب میں غرق ہوئے جن میں حضرت نوح علیہ السلام کا کافر بیٹا کنعان بھی شامل تھا۔ ان پر آنے والے عذاب کے اسباب درج ذیل ہیں۔

1: انکار توحید و رسالت:

سب سے بنیادی سبب کفر تھا، انہوں نے توحید باری تعالیٰ اور حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہیں کیا بلکہ آپ کی تکذیب کی، مجنون کہا اور آپ کو دھمکیاں دیں۔ قرآن کریم میں ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ﴿٩﴾

سورۃ القمر، رقم الایۃ: 9

نوح علیہ السلام کی قوم نے ہمارے بندے (نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا، اور کہا

کہ یہ دیوانے ہیں اور آپ کو دھمکیاں دیں۔

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ہے:

وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾

سورۃ نوح، رقم الآیات: 26، 27

اور نوح علیہ السلام کہنے لگے اے میرے رب ان کافروں میں سے کوئی ایک کافر بھی روئے زمین پر باقی نہ رہنے دیجیے آپ کی طرف سے عطا کیے ہوئے علم شریعت کی روشنی میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے ان کو عذاب سے بچا لیا تو یہ آپ کے باقی بندوں کو بھی گمراہ کریں گے اور ان سے جو اولاد پیدا ہو گئی وہ بدکار اور پکی کافر ہو گی۔

2: شرک:

دوسرا بڑا سبب شرک تھا، انہوں نے پانچ اولیاء (ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر) کے مجسمے بنائے پہلے کچھ عرصہ ان کی صرف تعظیم کی، بعد میں انہیں خدا کا شریک ٹھہرا کر انہی کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا ﴿۲۳﴾ۚ

سورۃ نوح، رقم الآیۃ: 23

اس قوم کے سرداروں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اپنے معبودوں کو کبھی بھی مت چھوڑنا، نہ وَدّ اور صواع کو کسی صورت چھوڑنا اور نہ ہی یغوث و یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔

3: تمسخر و تکبر:

تیسرا بڑا سبب تمسخر و تکبر تھا جس کا نقشہ قرآن کریم نے ذکر کیا ہے:

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَهَارًا ۙ﴿۵﴾ فَلَمۡ یَزِدۡهُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَ اِنِّیۡ كُلَّمَا دَعَوۡتُهُمۡ لِتَغۡفِرَ لَهُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَ اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَهُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَكۡبَرُوا اسۡتِكۡبَارًا ۚ﴿۷﴾

سورۃ نوح، رقم الآیات: 5 تا 7

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے بد دعا کرتے ہوئے عرض کی: اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن آپ کے دین کی طرف بلایا، لیکن میری دعوت کے نتیجہ میں وہ مجھ سے اور دور بھاگنے لگے، جب بھی میں انہیں ایسے دین کی طرف دعوت دیتا تاکہ وہ اس پر عمل کریں اور آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو انہوں نے تمسخر اور استہزاء کے طور پر اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اپنے سروں پر کپڑے لپیٹ لیے تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکیں اور اپنی ضد پر اڑے رہے اور ایمان قبول کرنے سے تکبر اختیار کیا۔

4: مکاری:

چوتھا بڑا سبب وہ مکاری ہے جسے قرآن کریم نے مَكۡرًا كُبَّارًا کہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے خلاف سازشیں کرتے اور انہیں اذیتیں دیتے تھے۔

5: گمراہی پھیلانا:

پانچواں بڑا سبب یہ ہے جسے قرآن کریم نے وَ قَدۡ اَضَلُّوۡا كَثِیۡرًا ۬ۚ کے الفاظ سے ذکر کیا ہے یعنی لوگوں میں گمراہی پھیلاتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام کی

شریعت میں شکوک و شبہات پیدا کر کے لوگوں کو دور کرتے تھے۔

2: سیل عرم:

قرآن کریم نے جن اقوام کا تذکرہ کیا ہے ان میں ایک قوم سبا بھی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ ە كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

سورۃ سبا، رقم الآیات: 15 تا 17

ترجمہ: پکی بات ہے کہ قوم سبا کے لیے ان کے وطن میں ایک بہت بڑی نشانی موجود تھی جہاں ان کی رہائشیں تھیں، دائیں اور بائیں دونوں جانب باغات کے سلسلے تھے (اُن سے کہا گیا کہ) اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، ایک تو بہترین شہر ہے اور دوسرا پروردگار بھی بخشنے والا ہے پھر بھی انہوں نے ہمارے احکامات سے منہ موڑا، جس کی وجہ سے ہم نے ان پر بند والا سیلاب چھوڑ دیا اور ان کے دوطرفہ باغات کو ایسے دو باغوں سے تبدیل کر دیا جو بدمزہ پھلوں، جھاؤ کے درختوں اور تھوڑی سی بیریوں پر مشتمل تھے یہ سزا ہم نے ان کو اس لیے دی کہ انہوں نے ناشکری کی اور ایسی سزا ہم بڑے بڑے ناشکری کرنے والوں کو دیتے ہیں۔

قوم سبا کا تعارف:

یہ یمن میں آباد تھی، اپنے زمانے میں تہذیب و تمدن، سائنس و ٹیکنالوجی اور انجینئرنگ میں اپنی مثال آپ تھی۔ قومِ سبا جن بستیوں میں آباد تھی ان میں زراعت کے لیے ندی نالوں کا پانی کام آتا تھا، 70 چھوٹے بڑے ندی نالے ایسے تھے

جن میں خاص اوقات میں پانی آتا تھا۔ سال کے سال جو پانی آتا تھا وہ کم ہوتا تھا، جس کی تقسیم پر ان میں باہمی لڑائی جھگڑا اور قتل و قتال پایا جاتا تھا۔ برسات کے دنوں میں پانی کی فراوانی اور تیزی کی وجہ سے ان کے جان، مال، عمارات اور زراعت کا بہت نقصان ہوتا تھا۔

قوم سبا کے انجینئرز:

ملکہ بلقیس نے جب اقتدار سنبھالا تو یہاں کے لوگوں نے سالانہ سیلاب کی تباہ کاریوں کی ملکہ سے شکایت کی، اس نے قوم سبا کے انجینئرز اکٹھے کیے، ان کے سامنے صورتحال رکھی اور اس کا حل پوچھا۔

تین منزلہ ڈیم:

انہوں نے تین منزلہ ڈیم بنانے کی تجویز دی، دو پہاڑوں کے درمیانی درہ کو جس کی لمبائی 3 میل اور چوڑائی بھی 3 میل تھی، انہوں نے بڑی بڑی چٹانوں کو سیسہ (ایک دھات کا نام) اور لوہے کے ذریعے جوڑ کر مضبوط دیوار بنائی۔

ڈیم کا حوض:

اس ڈیم کے نیچے بہت بڑے رقبے پر ایک حوض بنایا۔ پہلے درجے کی ضرورت کے مطابق ڈیم کی سب سے اوپر والی منزل کے دروازے کھولتے وہاں سے پانی حوض میں آجاتا، جب مزید ضرورت ہوتی تو دوسری منزل کے دروازے کو کھول دیتے اور پانی حوض میں آجاتا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ عام طور پر تیسری (سب سے نچلی) منزل کے دروازے کھولنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔

ملک کے بارہ حصے بارہ نہریں:

ملک کو بارہ برابر حصوں میں تقسیم کیا، پھر اس کے رہنے والوں کے لیے اس

حوض سے بارہ نہریں نکالیں اور ان میں ایسی کاری گری دکھائی کہ بارہ کی بارہ نہروں میں پانی ایک ہی رفتار کے مطابق جاتا اور اس کا تجربہ انہوں نے حوض میں خشک مینگنیاں ڈال کر کیا، سب کی رفتار کو برابر پایا۔ یہ ڈیم یمن کے شہر ''مآرب'' میں بنایا گیا، اسی کو ''سدِّ مآرب'' کہتے ہیں۔

اللہ کی نعمتیں:

اللہ رب العزت نے ان پر اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیے، ان کی زمینیں بہت زرخیز بنا دیں، ان کی سڑکوں کے دونوں اطراف میں پھل دار درختوں (جن میں الائچی، دار چینی، سیب وغیرہ) کے باغات پیدا فرما دیے۔

ان سے کہا گیا کہ اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ پیو اور اس کا شکر ادا کرو کیونکہ اللہ نے تمہیں بہترین شہر عطا کیا ہے اور تمہاری لغزشوں کو رب تعالیٰ بخشنے والا ہے۔ پھلوں کی اتنی کثرت تھی کہ اگر کوئی سر پر خالی ٹوکری رکھ کر باغ کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک جاتا تو درختوں سے توڑے بغیر اس کی ٹوکری پھلوں سے اچھی طرح بھر جاتی۔

مآرب کی آب و ہوا:

آب و ہوا ایسی فرحت بخش، روح پرور اور صحت افزاء کہ کوئی موذی جانور (سانپ، بچھو، پسّو، کھٹمل، جوئیں اور حشرات الارض یا درندے) اس میں زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ اگر باہر کے کسی علاقے کا کوئی شخص اس شہر میں داخل ہوتا اور اس کے کپڑوں میں کھٹمل پسو یا اس کے سر میں جوئیں ہوتیں تو اس شہر کی حدود میں داخل ہوتے ہی وہ سب چیزیں مر جاتیں۔ ان کے منہ کے ذائقے خراب نہیں ہوتے تھے، بد ہضمی اور معدے کی تکالیف کی شکایات بھی نہیں ہوتی تھیں۔

خدائی احکامات سے روگردانی:

الغرض !اللہ تعالیٰ نے ان کو خوشحالی، صحت ، امن و امان اور سیاسی استحکام جیسی سب نعمتوں سے خوب خوب نوازا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ لوگ ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کے بجائے عیاشیوں میں مگن ہو گئے۔ اللہ کے احکامات کو بھلا بیٹھے ،ناشکری پر اتر آئے، یہاں تک کہ شرک کرنے لگے۔

13 انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے گئے:

اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح و فلاح کے لیے یکے بعد دیگرے 13 انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ لیکن یہ قوم اپنی خوشحالی، امن و امان ، صحت اور مال و دولت پر اترانے لگی ، انبیاء کرام علیہم السلام نے انہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن یہ نہ مانے۔

سخت طوفانی سیلاب:

بالآخر ان پر عذاب آیا اور وہ ڈیم ٹوٹ گیا ایک زبردست سیلاب آیا اور سارا علاقہ زیر آب آکر صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ اب خوشحالی نہ امن و امان، شادابی نہ سیاسی استحکام، فراوانی نہ تجارت وزراعت۔ سب لٹ گیا، سب سیلاب نے بہادیا۔

عذاب کی وجہ:

اللہ رب العزت نے اس کی وجہ یہ ذکر فرمائی کہ انہوں نے ہمارے احکامات سے منہ پھیرا، اِعراض کیا۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا پہلے ان کے دونوں اطراف میں پھل دار درختوں کے باغات تھے اب ان کی جگہ بد مزہ پھل، جھاؤ کے درخت اور جنگلی کڑوی کسیلی بیریاں اُگ آئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ان کی ناشکری کی سزا تھی اور ایسی سخت سزا ہم بڑے بڑے ناشکروں کو دیا کرتے ہیں۔

آزمائش اور عذاب:

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:25

ترجمہ: اور اس وبال سے ڈرو جو تم میں سے صرف ان لوگوں پر نہیں پڑے گا جنہوں نے ظلم کیا ہو گا۔ اور اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

آج جن علاقوں میں تیز طوفانی بارشیں ہو رہی ہیں یا سیلاب آیا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ان علاقوں میں رہنے والے تمام لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے ہے بلکہ گناہ گار اور خدا کے غضب کو دعوت دینے والے لوگ تعداد میں کم ہوں گے ان پر عذاب بصورتِ عذاب جبکہ باقی لوگوں پر عذاب بصورتِ آزمائش ہے۔

ہماری بنیادی ذمہ داری:

ہماری اسلامی اور قومی ذمہ داری ہے کہ بے آسرا، متاثرہ لوگوں کا سہارا بنیں۔ قرآن و سنت میں اس ذمہ داری کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ الحمد للہ! متاثرہ علاقوں میں علماء کرام کی زیر نگرانی مختلف جماعتیں ادارے اور تنظیمیں بہت منظم اور لائق تحسین کام کر رہی ہیں۔

مرکز کے علماء کی زیر نگرانی امدادی سرگرمیاں:

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے اساتذہ و علماء کرام کی ٹیمیں بھی متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جن میں بطور خاص سندھ، جنوبی پنجاب اور خیبر پختونخوا کے متاثرہ علاقوں میں کام مسلسل جاری ہے متاثرہ علاقوں میں پکا پکایا کھانا، خشک راشن، کپڑے اور نقدی کی صورت میں بھرپور امداد کی جارہی ہے۔

متاثرین کی ضروریات:

متاثرین کے مکان بنانے کے لیے نقد رقم، فی الحال رہنے کے لیے خیموں اور خوراک کے لیے، کھانا، خشک راشن، بستر، سلے سلائے کپڑے، جوتے، برتن، صاف پانی، ادویات کی ضرورت ہے اسی طرح بچوں کے لیے خشک دودھ، فیڈر اور ریڈی میڈ کپڑوں وغیرہ کی اشد ضرورت ہے۔

سیلاب سے بچنے کی مسنون دعا:

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْأَعْمَيَيْنِ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْأَعْمَيَانِ؟ قَالَ: السَّيْلُ وَالْبَعِيرُ الصَّؤُولُ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 858

ترجمہ: حضرت عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں آپ سے دو اندھی آفات کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ پوچھا گیا کہ دو اندھی بلائیں کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیلاب اور کاٹنے والا اونٹ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ عافیت والا معاملہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 29 اگست، 2022ء

ٹرانس جینڈر، ہم جنس پرستی اور اسلامی تعلیمات

اللہ تعالیٰ ہمارے اسلامی ملک پاکستان پر رحم فرمائے۔

ٹرانس جینڈر میں ہم جنس پرستی کا چور دروازہ:

2018ء میں خواجہ سراوں کے حقوق کی آڑ میں اسمبلی / سینٹ میں ایک بِل پیش کیا گیا جسے ٹرانس جینڈر ایکٹ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس میں بڑی ہوشیاری سے ہم جنس پرستی کو دیگر ممالک برطانیہ، برازیل، کینیڈا، امریکہ کی طرح قانونی شکل دینے کی کوشش کی گئی۔

ایکٹ سے ملنے والا غلط تحفظ:

اس ایکٹ میں مرد اور عورت کو اپنے احساسات کی بنیاد پر اپنی مرضی سے شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کرنے کا حق دیا گیا ہے اور نادرا کو اس تبدیلی کا قانونی طور پر پابند بنایا گیا ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت جو پیدائشی طور پر مکمل مرد یا عورت کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے مگر بڑے ہو کر کسی نفسیاتی الجھن یا پیچیدگی، معاشرتی دباؤ، ذاتی پسند یا ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔

ایک مرد کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ میڈیکل ٹیسٹ / سرٹیفکیٹ کے بغیر نہ صرف نادرا بلکہ کسی بھی حکومتی ادارے میں خود کو بحیثیت عورت رجسٹر کروا سکتا ہے اسی طرح کا حق ایک عورت کو بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے خود کو مرد رجسٹر کروا سکتی ہے۔

ایکٹ کی خامیاں:

اس کی بنیاد پر وہ مرد جو حکومتی کاغذات میں اب عورت رجسٹر ہے کسی دوسرے مرد سے شادی بھی کر سکتا ہے۔ خواتین کے لیے مختص تمام پبلک مقامات پر

جا سکتا ہے اب اس پر عورتوں والے تمام قوانین لاگو ہوں گے۔ اسی طرح ایک عورت جو پیدائشی طور پر عورت ہے وہ خود کو مرد رجسٹر کروا کر وراثت میں اپنا حصہ دگنا کرا سکتی ہے۔

ایکٹ سے متعلق حکومتی اعداد و شمار:

اس ایکٹ سے خواجہ سراوں کو تو فائدہ ہو یا نہ ہو جعلی مرد اور عورت ضرور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ حکومتی ریکارڈ کے مطابق جولائی 2018ء سے جون 2021ء تک تین سالوں میں 28723 افراد اپنے طبعی میلان اور احساسات و جذبات کی بنیاد پر تبدیلی جنس اور علیحدہ شناخت کے لیے درخواستیں دے کر شناختی کاغذات میں اپنی جنس تبدیل کروا چکے ہیں۔ ان میں سے مردوں کی تعداد 16530 ہے جو خود کو عورت رجسٹر کروا چکے ہیں جبکہ خواتین کی تعداد 12154 ہے۔ 9 مرد ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اصل میں خواجہ سرا ہیں مگر ہمیں غلطی سے مردوں کے کھاتے میں ڈال دیا گیا۔ 21 خواجہ سرا ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مکمل طور پر مرد ہیں اب ہمیں مرد کہا جائے جبکہ 9 خواجہ سراوں نے خود کو عورت کہلوانے کی درخواست دی ہے۔

پاکستان کی اسلامی شناخت ختم کرنے کی سازش:

اگر مذکورہ تمام معلومات واقعتاً درست ہیں تو موجودہ صورتحال کے پیش نظر ہمیں اس کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ ایکٹ پاکستان میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینے اور پاکستان کی اسلامی شناخت کو ختم کرنے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

عالم دین ہونے کے ناتے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس گناہ کی قباحت کو شریعت کی روشنی میں لوگوں کے سامنے واضح کریں۔ اس لیے درج ذیل سطور لکھی جا رہی ہیں۔

جنسی خواہشات پر کنٹرول اور اسے پورا کرنا:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس میں طبعی خواہشات بھی رکھی ہیں۔ ان طبعی خواہشات میں سے ایک جنسی خواہش بھی ہے بعض مواقع پر اس کو کنٹرول کرنے اور بعض مواقع پر اس کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شادی سے پہلے اس کو کنٹرول جبکہ شادی کے بعد اسے پورا کرنے کا حکم ہے۔ اس لیے تمام اقوام میں نکاح کا ایک تصور موجود ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ غیر مسلم اقوام کے ہاں نکاح کی ایک دنیاوی رسم سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں اور اس کا مقصد عیاشی کے سوا کچھ بھی نہیں جبکہ اہل اسلام کے ہاں نکاح کی حیثیت دینی حکم کی ہے یہ ایک مستقل عبادت ہے۔

اس کا مقصد معاشرے سے زنا، بدکاری اور جنسی بے راہ روی جیسی برائیوں کو ختم کرنا اور اللہ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ مزید یہ کہ اس کے مقاصد میں جائز جنسی تسکین کے حصول کے ساتھ ساتھ اِبقائے نسل اور زوجین کے خاندانوں میں باہمی محبت بھی ہے۔

جنسی تسکین کا جائز طریقہ.... نکاح:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

سورۃ الروم: رقم الآیۃ: 21

ترجمہ: اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

عورتوں سے نکاح کرو:

فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 3

ترجمہ: جو عورتیں تمہیں پسند ہیں ان سے نکاح کرو۔

جنسی تسکین کی شرعی حدود:

نِسَآؤُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ فَاۡتُوۡا حَرۡثَکُمۡ اَنّٰی شِئۡتُمۡ ۫ وَ قَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ مُّلٰقُوۡہُ ؕ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۲۳﴾

سورۃ البقرۃ: رقم الآیۃ، 223

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں لہٰذا اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو جاؤ اور اپنے لیے اچھے عمل آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ تم اس سے جا کر ملنے والے ہو اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو۔

آیات مذکورہ کے چند اہم نتائج:

غور فرمائیں کہ مذکورہ آیات میں کتنی وضاحت کے ساتھ درج ذیل امور واضح کیے جا رہے ہیں:

- نکاح... جنسی تسکین کا جائز طریقہ ہے۔
- نکاح... مخالف جنس میں (مرد کا عورت کے ساتھ) ضروری ہے۔
- نکاح... میں جنسی تسکین کی حدود بھی اللہ کی طرف سے متعین ہیں۔
- ایک مرد کا دوسرے مرد سے جبکہ ایک عورت کا دوسری عورت سے جنسی طور پر لطف اندوز ہونا کسی صورت بھی جائز نہیں۔

بدفعلی کی تعریف:

اگر مرد؛ مرد سے جنسی لطف اندوزی حاصل کرے اسے شرعی اصطلاح میں

"بد فعلی" کہتے ہیں۔

سِحاق کی تعریف:

عورت؛ عورت سے جنسی لطف اندوزی حاصل کرے تو اسے شرعی اصطلاح میں "سِحاق" کہتے ہیں۔

بد فعلی (غیر فطری عمل) کی ابتداء:

وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَہۡوَۃً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۸۱﴾

سورۃ الاعراف: رقم الآیات: 80، 81

ترجمہ: اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہان کے کسی شخص نے نہیں کی تم جنسی ہوس پوری کرنے کے لیے عورتوں کے بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو۔ تم ایسے لوگ ہو جو شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے ہو۔

فائدہ: آیت مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بد فعلی (غیر فطری عمل) کا آغاز حضرت لوط علیہ السلام کی قوم سے ہوا۔ اس سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا تھا۔

قوم لوط کی سخت ترین سزا:

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِیَہَا سَافِلَہَا وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہَا حِجَارَۃً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۬ۙ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿ۙ۸۲﴾ مُّسَوَّمَۃً عِنۡدَ رَبِّکَ ؕ وَ مَا ہِیَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ بِبَعِیۡدٍ ﴿۸۳﴾

سورۃ ھود: رقم الآیات، 82، 83

ترجمہ: پھر جب قوم لوط پر ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اس زمین کے اوپر والے حصے کو

نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا اور ان پر سخت مٹی کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے جن پر آپ کے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور یہ بستی ظالموں سے دور نہیں۔

بد فعلی کرنے والوں کو دیگر سزائیں:

قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط جن کا جرم بد فعلی اور بدکاری تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سزائیں دیں جو دنیا میں کسی اور قوم کو نہیں دیں۔ ان کو ہلاک کرنے کے لیے مختلف عذابوں کو جمع کر دیا گیا۔

- زمین میں دھنسا دیا گیا۔
- آسمان سے ان پر پتھر برسائے گئے۔
- اللہ تعالیٰ نے ان کے گھروں کو جڑ سے اکھاڑ کر آسمان کی طرف اتنا اونچا اٹھایا کہ فرشتوں کو ان کے کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہینگنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہاں سے انہیں پٹخ کر زمین پر دے مارا۔
- پانی میں غرق کر دیے گئے۔

اردن میں بحر میت (Dead Sea):

قوم لوط کے وہ لوگ جو بد فعلی کرنے والے تھے آج اردن کے ایک شہر میں نشان عبرت بنے ہوئے ہیں۔ بحر میت کے نام سے ایک سمندر ہے اسی میں ان کی بستیاں ڈوب گئی تھیں۔ یہاں سمندر موجود نہیں تھا جب اس قوم پر ان کے اس جرم کی وجہ سے عذاب آیا ان کی اصل زمین سطح سمندر سے چار سو میٹر نیچے چلی گئی اور پانی اوپر اُبھر آیا۔ اب اس میں کوئی جاندار چیز حتیٰ کہ مچھلی وغیرہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

بد فعلی کرنے والے دونوں کو سخت سزا:

وَالَّذٰنِ يَأْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا

عَنۡهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۶﴾

سورۃ النساء، رقم الآیۃ:16

ترجمہ: اور تم میں سے جو دو مرد آپس میں بدکاری کا ارتکاب کریں تو انہیں سخت سزا دو۔ہاں اگر وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے درگذر کرو۔بے شک اللہ توبہ کو بہت قبول فرمانے والے بڑے مہربان ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ہم جنس پرستی کی آڑ میں بدفعلی کرے تو قرآن کریم نے اسے سزا کا مستحق قرار دیا ہے۔ہاں اگر وہ (سزا کے بعد) توبہ کر لے تو اس سے درگذر کرو دوبارہ ان باتوں کے طعنے نہ دو۔

مجھے اپنی امت کے بارے خوف ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلٰی أُمَّتِی عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:1457

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے یہ قوم لوط والا عمل شروع کر دے گی۔

بدفعلی اور سحاق باعث ہلاکت کام ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَعْمَلَتْ أُمَّتِی خَمْسًا فَعَلَیْهِمُ الدَّمَارُ إِذَا ظَهَرَ فِیهِمُ التَّلَاعُنُ وَلُبْسُ الْحَرِیرِ وَاتَّخَذُوا الْقَیْنَاتِ وَشَرِبُوا الْخُمُورَ وَاكْتَفَى الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ۔

شعب الایمان، رقم الحدیث:5084

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت پانچ چیزوں کے استعمال کو حلال سمجھنے لگے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ جب ان کی طرف سے ایک دوسرے پر لعنت کرنا ظاہر ہو جائے، ریشم پہننے لگے، گانے والیاں رکھنے لگے، شراب نوشی میں لگ جائے اور (شہوت کو غیر فطری طریقے سے پورا کرتے ہوئے) مرد؛ مرد پر اکتفاء کرے اور عورت؛ عورت پر۔

بد فعلی اور سحاق علامات قیامت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَسَافَدَ النَّاسُ فِي الطُّرُقِ كَمَا يَتَسَافَدُ الدَّوَابُّ يَسْتَغْنِي الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ۔

الفتن لنعیم بن حماد، رقم الحدیث: 1794

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو سکتی جب تک لوگ جانوروں کی طرح راستوں میں بدکاری نہ کرنے لگیں۔ مرد؛ مرد کے ذریعے اور عورت؛ عورت کے ذریعے (نکاح والی جائز جنسی شہوت سے) مستغنی ہو جائیں گے۔

بد فعلی کے مرتکبین کو اسلامی حکومت قتل کر سکتی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ وَّجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ.

سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2561

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم (اسلامی ریاست کے حکمرانوں کو خطاب ہے) لوگوں کو قوم لوط والے عمل کا مرتکب پاؤ تو فاعل و مفعول دونوں کو (اپنے صوابدیدی

اختیار کے مطابق تعزیراً) قتل کر سکتے ہو۔

بد فعلی کے مجرمین کو اسلامی حکومت سنگسار کر سکتی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ. قَالَ: ارْجُمُوا الْأَعْلَى وَالْأَسْفَلَ ارْجُمُوهُمَا جَمِيعًا.

سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:2562

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم لوط جیسا عمل کرنے والے کے بارے میں (اسلامی ریاست کے اسلامی حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: اوپر والے (فاعل) اور نیچے والے (مفعول) دونوں کو پتھر مار مار کر مار ڈالو۔

بد فعلی اور سحاق زنا کی ایک شکل ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَهُمَا زَانِيَانِ وَإِذَا أَتَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَهُمَا زَانِيَتَانِ.

سنن البیہقی: رقم الحدیث:17490

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد؛ مرد کے ساتھ جنسی شہوت کو پورا کرے تو وہ (ایک طرح کے) زانی شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب عورت؛ عورت سے جنسی شہوت پوری کرے تو وہ زانیہ شمار ہوں گی۔

فائدہ: حدیث مبارک میں بد فعلی اور سحاق کی قباحت سمجھانے کے لیے آسان الفاظ اختیار کیے گئے کیونکہ زنا ایسی چیز ہے جس کی قباحت سب کو معلوم ہے اس لیے ان جرائم کو حکماً زنا کہہ دیا گیا ہے۔

بد فعلی اور سحاق سے بچنے کی چند تدابیر:

ان جرائم کا سبب بننے والی باتوں سے دور رہا جائے۔ وہ درج ذیل ہیں:

1: بد نظری غیر محرموں کو دیکھنا اور اسی طرح خوبصورت جوان بچوں اور بچیوں کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا۔

2: مرد و عورت کے مخلوط اجتماعات سے دور رہا جائے۔

3: مرد؛ مرد کے ساتھ اور عورت؛ عورت کے ساتھ اکٹھے لیٹنے سے اجتناب کرے۔

4: جب بچوں (بہن بھائیوں) کی عمر دس سال ہو جائے تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں۔

5: غیر اخلاقی مناظر (ویڈیوز، تصاویر وغیرہ) دیکھنے سے بچا جائے۔

6: اپنے ایمان اور اعمال کی حفاظت کی دعائیں مانگی جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ عافیت والا معاملہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 12 ستمبر، 2022

نبی کریم ﷺ کی رحمت

اللہ رب العالمین نے ہمیں رحمۃ للعالمین نبی عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تمام جہانوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ. قَالَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:4704

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا اے اللہ کے رسول! (اذیت پہنچانے والے) مشرکین کے خلاف بد دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔

تورات میں آپ ﷺ کے اوصافِ جلیلہ:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا} وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

صحیح البخاری، رقم الحدیث:2125

ترجمہ: حضرت عطا بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور ان سے عرض کی: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات کے بارے میں بتائیں جو تورات میں بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن کریم کی اس آیت (یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا) میں موجود ہیں۔ اور مزید یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو ان پڑھ لوگوں کی جائے پناہ اور اپنا محبوب بندہ اور رسول بنایا ہے۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ تو سخت مزاج اور نہ ہی سخت دل ہیں۔ اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے ہیں۔ نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔ بلکہ معاف اور درگزر کرنے والے ہیں۔ راوی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک اپنے پاس نہیں بلائے گا جب تک آپ کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے اور وہ کلمہ نہ پڑھ لیں اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور زنگ آلود دلوں کو (قبول حق کے لیے) کھول نہ دے۔

جان کے دشمنوں پر رحمت کے دو واقعے:

1: عَنْ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ

(بَعَثَ اللّٰهُ) إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3231

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر جنگ احد کے دن سے زیادہ تکلیف دہ دن بھی آیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ! مجھے آپ کی قوم سے بڑی بڑی تکلیفیں پہنچی ہیں اور میرے اوپر سب سے سخت دن عقبہ کا تھا۔ جب میں نے اپنی نبوت کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا۔ اس نے میری بات نہیں مانی۔ میں طائف سے واپس آیا اور پریشانی کے آثار میرے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے۔ چلتے چلتے میں نے اچانک دیکھا تو میں قرن الثعالب میں تھا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بادل کی ایک ٹکڑی میرے اوپر سایہ کیے ہوئے تھی۔ اس میں ؛ مَیں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آپ کی قوم کی گفتگو کو سن لیا ہے۔ آپ کی خدمت میں پہاڑوں پر مامور فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اس کو ان کافروں کے متعلق جو حکم دیں وہ اسے پورا کریں گے۔ ملک الجبال (پہاڑوں پر مامور فرشتے نے مجھے سلام کیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ کی مرضی پر منحصر ہے اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین نامی پہاڑ کو اٹھا کر ان لوگوں کے اوپر رکھ دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائیں گے جو اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

2: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهُ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا قَالَ: وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِي يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ رَجُلًا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ فَأَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِي يَدِهِ فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ قُلْتُ: اللهُ۔ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ قُلْتُ: اللهُ۔ قَالَ: فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

صحیح مسلم، رقم الحدیث:6014

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب ایک غزوے میں شریک تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ ایک کانٹے دار درختوں والی وادی میں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار درخت پر ایک شاخ سے لٹکا رکھی تھی۔ راوی کہتے ہیں لوگ آرام کی غرض سے درختوں کے سائے میں سوئے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی سویا ہوا تھا اسی دوران ایک مشرک آیا، اس نے تلوار اتار لی اور میرے سر پر تان کر کھڑا ہو گیا میں بیدار ہوا۔ اس نے مجھ پر تلوار تان رکھی تھی۔ مجھ سے پوچھنے لگا کہ بتاؤ آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ... اس نے دوسری مرتبہ یہی کہا کہ اے محمد! آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ... تو تلوار اس کے

ہاتھ سے گر گئی۔ یہ وہی شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اور انتقام نہیں لیا۔

فائدہ: یہ شخص (غورث بن حارث) مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنے قبیلہ میں اسلام کی دعوت دی۔ ان کی محنت کی وجہ سے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ ہمیں قدر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 10 اکتوبر، 2022

نبوت اور دلیل نبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی اور نبوت کے دلائل بھی عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک آپ کی نبوت بلکہ آپ کی ختم نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ بھی آپ کی نبوت کی دلیل بنتے ہیں۔

جسم مبارک دلیل نبوت:

حُسن کہتے ہیں کہ قد و قامت اس طرح متناسب ہو کہ ہر عضو ہر جوڑ اپنی جگہ پر مکمل ہو نگاہیں ہٹنے نہ پائیں۔ جبکہ جمال کہتے ہیں حسن کی اس انتہاء کو کہ جس کے بعد مزید خوبصورتی کا تصور بھی نہ ہو سکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال کے پیکر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کے حسن و جمال کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَّصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ أَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوعِ وَأَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيمُ الْهَامَةِ رَجِلُ الشَّعْرِ إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَّقَهَا وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ أَزْهَرُ اللَّوْنِ وَاسِعُ الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ أَقْنَى الْعِرْنَيْنِ لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ كَثُّ اللِّحْيَةِ سَهْلُ الْخَدَّيْنِ ضَلِيعُ الْفَمِ مُفَلَّجُ الْأَسْنَانِ دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ

بَادِنٌ مُّتَمَاسِكٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ عَرِيضُ الصَّدْرِ بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ أَنْوَرُ الْمُتَجَرِّدِ مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ عَارِي الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوَى ذٰلِكَ أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِي الصَّدْرِ طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ الأَطْرَافِ- أَوْ قَالَ: شَائِلُ الأَطْرَافِ- خَمْصَانُ الأَخْمَصَيْنِ مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُو عَنْهُمَا الْمَاءُ إِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُو تَكَفِّيًا وَيَمْشِي هَوْنًا ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ إِذَا مَشٰى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهُ إِلَى الأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلاَحَظَةُ يَسُوقُ أَصْحَابَهُ وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلاَمِ.

الشمائل المحمدیہ للترمذی، رقم الحدیث:7

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کیا، وہ آپ کا حلیہ مبارک بہت زیادہ بیان کیا کرتے تھے اور میں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے بھی اس میں سے کچھ بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر سکوں چنانچہ انہوں نے بیان کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے عظیم تھے اور دوسروں کی نگاہ میں عظیم مرتبہ والے تھے، آپ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپ درمیانہ قد سے ذرا لمبے اور لمبے قد سے ذرا پست قد تھے (یعنی آپ کا قد درمیانہ تھا) آپ کا سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک قدرے گھنگھریالے تھے، سر مبارک میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو نکال لیتے وگرنہ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے تھے (یعنی زیادہ تکلف نہ فرماتے تھے) جس زمانہ میں بال مبارک زیادہ لمبے ہوتے تو کان کی لو سے تجاوز کر جاتے، رنگ

مبارک خوبصورت چمک دار تھا، پیشانی مبارک کشادہ تھی، ابرو مبارک باریک خم دار گنجان تھے، دونوں ابرو جدا جدا تھے، ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے، دونوں کے درمیان باریک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی، ناک مبارک بلندی مائل تھی، اس پر ایک نوردار چمک تھی، جو شخص غور سے نہ دیکھتا تو وہ آپ کی ناک کو اونچا سمجھتا تھا، ڈاڑھی مبارک گھنی، رخسار مبارک ہموار، دہن مبارک کشادہ تھا (یعنی منہ مبارک تنگ نہ تھا) سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی، سینہ مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی، گردن مبارک خوبصورتی میں مورتی کی گردن کی طرح اور صفائی اور چمک میں چاندنی کی طرح تھی، معتدل جسم، پُر گوشت گٹھا ہوا بدن مبارک، پیٹ اور سینہ مبارک برابر تھے، سینہ مبارک کشادہ تھا، دونوں کندھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا، اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں، جسم مبارک کا کپڑوں سے خالی حصہ بڑا چمکدار اور نورانی تھا، ایک باریک لکیر کے سوا چھاتی مبارک اور پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے، دونوں بازوؤں، کندھوں اور سینے کے بالائی حصہ پر بال تھے، دونوں کلائیاں لمبی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں، دونوں ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھے، ہاتھ اور پاؤں مبارک کی انگلیاں مناسب لمبی تھیں، تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ ان پر پانی ڈالو تو وہ بہہ جائے، جب آپ چلتے تو قدم اٹھا کر چلتے، جب قدم رکھتے تو جھک کر، جب آپ چلتے تو وقار کے ساتھ آپ کی چال مبارک تیز تھی، جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈھلوان میں اتر رہے ہیں۔

جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو کامل توجہ فرماتے، آپ کی نظر مبارک نیچی رہتی، آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی یعنی اکثر زمین کی طرف دیکھتے (اگرچہ بسا اوقات وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف بھی نظر اٹھاتے تھے) آپ کی عادت مبارک گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی، غایت شرم وحیا

سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، چلنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے رکھتے اور آپ خود پیچھے رہتے، جس سے ملتے سلام کرنے میں خود پہل فرماتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ تمام صفات کسی عام انسان میں جمع نہیں ہو سکتیں کہ وہ حسن و جمال کے اس مقام پر فائز ہو جس سے زیادہ کا تصور ممکن ہی نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ کمال درجے کی مروت و حیا بھی رکھتا ہو۔ یہ تمام اوصاف صرف نبی ہی میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اس لیے آپ کا جسم مبارک آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

چہرہ مبارک دلیل نبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ آيَاتٌ مُبَيَّنَةٌ

اگر آپ کے پاس اپنی نبوت پر باقی دلائل نہ بھی ہوتے تب بھی

كَانَتْ بَدِيهَتُهُ تُنْبِئُكَ بِالْخَبَرِ

آپ کے چہرہ اقدس کی پاکیزگی آپ کی نبوت کی دلیل تھی

شرح الزرقانی، النوع السادس

فائدہ: اگر آپ کی نبوت کے لیے دیگر دلائل و معجزات نہ بھی ہوتے تب بھی صرف چہرہ مبارک آپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر کافی تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت کے لیے دیگر دلائل و معجزات بھی عطا کیے گئے۔

رُخِ اقدس دلیل نبوت:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْقِيَ فِي قَلْبِيَ الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي وَاللهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلَكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ. قَالَ فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ۔

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:2760

ترجمہ: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریشیوں نے مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا آپ کی زیارت کرتے ہی میرے دل میں اسلام کی حقانیت آگئی۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اب واپس نہیں جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عہد شکنی نہیں کرتا اور قاصد کو نہیں روکتا اس وقت آپ لوٹ جائیں! اگر کچھ دنوں تک آپ کے دل میں اسلام کا جذبہ یونہی رہے تو پھر میرے پاس آ جانا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں آپ کے حکم کی وجہ سے اس وقت واپس چلا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام قبول کیا۔

فائدہ: اگر کوئی نظر انصاف سے دیکھے تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس میں اوصاف نبوت واضح طور پر چمکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جن منصف مزاج لوگوں نے تعصب وہٹ دھرمی سے ہٹ کر آپ کے رخ اقدس کی زیارت کی انہوں نے اس بات کی گواہی بھی دی ہے کہ آپ کا رخ اقدس آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

چہرہ انور دلیل نبوت:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ

تَدۡخُلُونَ الجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2485

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی طرف (فرط محبت میں) دوڑ پڑے۔ اور کہنے لگے: اللہ کے رسول آ گئے۔ چنانچہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ آیا تاکہ آپ کو دیکھوں۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت کی۔ تو اس حقیقت کو اچھی طرح پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا اور سب سے پہلے جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، وہ یہ تھی: لوگو! سلام پھیلاؤ، (مستحقین، مہمان، دوست احباب کو) کھانا کھلاؤ اور رات کو (نفل) نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں۔ (یہ کام کر لو) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جانا۔

صورت نبوت دلیل نبوت:

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: مَنۡ رَّآنِي فِي الۡمَنَامِ فَقَدۡ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيۡطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيۡ۔

صحیح مسلم، رقم الحدیث:2266

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو یقینی بات ہے کہ اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اپنا لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

فائدہ: یہ حدیث مبارک بھی آپ کے چہرہ اقدس کے دلیل نبوت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ شیطان باقی لوگوں کی شکل و صورت کو اپنانے کی طاقت رکھتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا چہرہ عطا فرمایا ہے کہ شیطان اس کو اپنانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

چاند سے زیادہ خوبصورت چہرہ دلیل نبوت:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ إِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِيْ أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2811

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا، آپ اس وقت سرخ لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ بالآخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔

فائدہ: لوگ کسی کے حسن کو بیان کریں تو کہتے ہیں کہ چاند سا چہرہ۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو چاند سا چہرہ کہنا ناانصافی ہو گی بلکہ آپ کا چہرہ مبارک چاند سے کروڑوں درجے خوبصورت تھا۔

پیشانی مبارک دلیل نبوت:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَلَوْ سَمِعُوْا فِيْ مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّهٖ

اگر اہل مصر آپ کے رُخسار مبارک کے اوصاف کو سن لیتے تو

لَمَا بَذَلُوْا فِيْ سَوْمِ يُوْسُفَ مِنْ نَّقْدٖ

یوسف علیہ السلام کی قیمت لگانے میں سیم و زر نہ بہاتے

لَوَّامِيْ زُلَيْخَا لَوْ رَاَئَيْنَ جَبِيْنَهُ

اور زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کی پیشانی دیکھ لیتیں

لَاٰثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَى الْيَدِ

تو ہاتھوں پر اپنے دلوں کے کاٹنے کو ترجیح دیتیں

تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ج 1 ص 358

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حُسن نکلا ہے۔ آپ منبع حسن اور مرکز حسن ہیں جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو حسن ملا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور واسطے سے ملا ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکزِ حسن کہتے ہیں جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو شاخِ حسن کہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاق نکلا ہے آپ منبع اخلاق اور مرکزِ اخلاق ہیں باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو جو اخلاق ملے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور واسطے سے ملے ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکزِ اخلاق اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو شاخِ اخلاق کہتے ہیں۔

اب آپ غور کریں تو آپ کو یہ حقیقت بھی نظر آئے گی کہ انسان کے بدن میں دل مرکز ہے اور باقی اعضاء اس بدن کی شاخیں ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ سمجھانا چاہتی ہیں کہ مصر کی عورتوں نے شاخِ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو شاخِ بدن انگلیوں کو کاٹا اگر وہ مرکزِ حسن کو دیکھ لیتیں تو مرکزِ بدن دل کو کاٹ لیتیں۔

نورانی چہرے کا اعتراف:

جن لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا اگرچہ ایمان نہیں بھی لائے تب بھی وہ آپ کے نورانی چہرے کا اعتراف کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے قصیدے کا مشہور شعر یہ ہے:

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

منور چہرے والا جس کے توسل سے بارش مانگی جاتی ہے

ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

یتیموں کا سرپرست اور بیواؤں کی جائے پناہ ہے

السیرۃ النبویہ لابن ہشام

قصہ مختصر!

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

اے حسن و جمال کے مالک! اے انسانوں کے سردار!

مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ

آپ کے نوارنی چہرے سے چاندنے چمک پائی ہے

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

آپ کی تعریف کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں

بعد از خُدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر

قصہ مختصر! خدا کے بعد آپ ہی سب سے بلند مقام کے مالک ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی محبت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

پیر، 18 اکتوبر، 2022

ہاتھ مبارک دلیل نبوت

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی اور دلیل نبوت بھی عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک آپ کی نبوت کی دلیل تھے۔ چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

ہاتھ مبارک سے عقبہ بن ابی معیط کی بکری کا دودھ دینا...... دلیل نبوت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (قبول اسلام سے پہلے) عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں میں بکریاں چرانے جایا کرتا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ پیاس لگی ہوئی ہے آپ کے پاس دودھ ہے تو ہمیں پلاؤ۔ میں نے کہا کہ یہ میرے مالک کی امانت ہے اس کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس نے بچے نہ دیے ہوں ؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! اور ایک بکری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے تھنوں پر ہاتھ مبارک لگایا اور دعا کی تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے دودھ نکالا اور ہم تینوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے تھنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ خشک ہو جاؤ! تو وہ خشک ہو گئے۔ اسی واقعے کو دیکھ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔

فائدہ: عام انسان کسی غیر حاملہ بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرے تو دودھ نہیں دیتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری پر ہاتھ مبارک لگایا تو اس میں

دودھ اتر آیا۔

ہاتھ مبارک سے خاک کا محاصرین کی آنکھوں میں جانا...... دلیل نبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! آپ میری سبز رنگ کی حضرمی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ اور اطمینان رکھو کہ تمہیں دشمنوں کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چادر اوڑھ کر گھر کے صحن میں بستر پر سو گئے۔ محاصرین رات بھر دروازے کے باہر جمع رہے لیکن گھر میں نہ گھسے اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب میں یہ بات انتہائی معیوب سمجھی جاتی تھی کہ گھر والوں کی اجازت کے بغیر کوئی شخص گھر میں گھس آئے اس لیے رات بھر باہر کھڑے رہے لیکن اندر نہیں آئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلے اس وقت ابو جہل محاصرین کی جماعت کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے: "اگر تم لوگ مجھ پر ایمان لے آؤ تو تم عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور تمہیں ایسے ایسے باغات ملیں گے۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہ لائے تو مار دیے جاؤ گے، مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤ گے اور تمہیں جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کہ یہ بات سن کر فرمایا کہ ہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے ان میں تو بھی شامل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کو اپنی مٹھی میں لیا اور سورۃ یٰس کی ابتدائی چند آیات تلاوت فرمائیں وہ مٹی ہوا میں اڑا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کی وجہ سے ان لوگوں کی آنکھوں کو (وقتی طور پر) اندھا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بیچ سے بآسانی تشریف لے گئے۔

فائدہ: عام انسان مٹھی بھر مٹی پھینکے تو وہ قریب قریب گرتی ہے لیکن اللہ رب

العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر مٹی پھینکی تو وہاں موجود تمام محاصرین کی آنکھوں میں پڑی جس کی وجہ سے انہیں دکھائی نہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سے تشریف لے گئے۔

ہاتھ مبارک سے ام معبد رضی اللہ عنہا کی بکری کا دودھ دینا...... دلیل نبوت:

سفر ہجرت کے دوران مدینہ منورہ کے راستے میں عاتکہ بنت خالد خزاعیہ (رضی اللہ عنہا) کا گھر تھا جو ام معبد کی کنیت سے معروف تھیں۔ یہ خاتون مسافروں کی خدمت گزاری کے حوالے سے بہت مشہور تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر انہی کے گھر کے قریب سے ہوا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس امید پر کہ ان سے کھانے کی کوئی چیز مل جائے گی ان کے گھر پر پہنچے لیکن اتفاق سے کوئی چیز نہ ملی۔ البتہ قریب ایک دبلی اور کمزور بکری بندھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس بکری کا دودھ دوہ لیں؟ ام معبد نے جواب دیا اگر یہ دودھ دیتی ہوتی تو اب تک میں خود آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کر دیتی، دودھ دینا تو کجا یہ اتنی لاغر اور کمزور ہے کہ چرنے کے لیے ریوڑ کے ساتھ جنگل تک نہیں جا سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بکری جیسی بھی ہے آپ صرف دودھ دوہنے کی اجازت دیں! ام معبد نے کہا: میری طرف سے اجازت ہے لیکن یہ دودھ دے گی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر بکری کے تھنوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو وہ دودھ سے بھر گئے اور بکری ٹانگیں پھیلا کر دودھ دینے کے لیے تیار ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہنا شروع کیا، ایک بڑا مٹکا دودھ سے بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اُمِّ مَعْبَد کو پلایا، اس کے بعد باقی جو مسافر وہاں موجود تھے انہیں پلایا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سمیت نوش

جاں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دوہا اور مٹکے کو دودھ سے بھر کر ام معبد کے حوالے کیا اور وہاں سے آگے کی جانب روانہ ہوئے۔ شام کو ابو معبد گھر پہنچے، ام معبد نے دودھ پیش کیا وہ حیرت سے پوچھنے لگا کہ یہ کہاں سے آیا؟ ام معبد نے عرض کی کہ ایک مسافر عزیز کی برکت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کر کے سارا واقعہ سنایا۔ ابو معبد کہنے لگے: یہ تو وہی ہیں جن کی مکہ کے قریشیوں کو تلاش ہے۔ کچھ دنوں بعد دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کر کے دولت ایمان سے مالامال ہوئے۔ رضی اللہ عنہما

فائدہ: عام انسان کسی ایسی لاغر اور کمزور بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرے تو دودھ نہیں دیتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری پر ہاتھ مبارک لگایا تو اس میں دودھ اتر آیا۔

ہاتھ مبارک سے ایک چرواہے کی بکری کا دودھ دینا...... دلیل نبوت:

سفر ہجرت میں اس طرح کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا۔ ایک چرواہے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دودھ دینے کو کہا۔ اس نے کہا کہ کوئی بکری بھی دودھ دینے کے قابل نہیں اور ایک بکری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ موسم سرما میں گابھن ہوئی تھی کچھ دنوں بعد اس کا حمل گر گیا اب یہ بھی دودھ نہیں دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی ہمیں دو! وہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا، آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی تو اس کے تھن فوراً دودھ سے بھر گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چرواہے کا برتن اٹھا کر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہنا شروع کیا۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر چرواہے کو پلایا پھر حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر عبد اللہ بن ارقد کو اور آخر میں

خود نوش جاں فرمایا۔ یہ معجزہ دیکھ کر چرواہے نے اسلام قبول کر لیا۔ رضی اللہ عنہ

فائدہ: عام انسان کسی ایسی بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرے تو دودھ نہیں دیتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری پر ہاتھ مبارک لگایا تو اس میں دودھ اتر آیا۔

ہاتھ مبارک سے خاک کا 1000 کفار کی آنکھوں میں جانا... دلیل نبوت:

غزوہ بدر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی کی اٹھائی اور مشرکین کی طرف پھینکی۔ مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافروں پر زوردار حملہ کرو۔ مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہا جس کی آنکھ اور ناک میں مٹی کے ذرات نہ گئے ہوں۔ اس وقت سورۃ الانفال کی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

جس وقت (ظاہراً) آپ نے پھینکا لیکن حقیقتاً آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکا کیونکہ ایک مٹھی خاک کو ایک ہزار لشکر جرار کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں پہنچانا آپ کا کام نہ تھا بلکہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ تھا جس نے اسے آپ کی نبوت پر دلیل کے طور پر کفار کے سامنے واضح کیا۔

فائدہ: عام انسان ایک مشت خاک پھینکے تو وہ ایک ہزار کے لشکر کے تمام افراد کی آنکھ اور ناک میں نہیں جاتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک پھینکی تو وہ ایک ہزار لشکر کفار کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں جا پہنچی۔

ہاتھ مبارک کی وجہ سے کھجور کی ٹہنی کا تلوار بن جانا...... دلیل نبوت:

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کی تلوار

ٹوٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک شاخ دی اور فرمایا کہ اس سے لڑو! حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے اس کو وصول کیا تو ان کے ہاتھ میں آتے ہی وہ تلوار بن گئی۔ اسی کے ساتھ وہ لڑتے رہے اور اس کے بعد دیگر غزوات میں اسی تلوار کے ساتھ جہاد و قتال کرتے رہے۔ انتقال تک یہ تلوار ان کے پاس رہی۔

فائدہ: عام انسان کھجور کی ٹہنی کو ہاتھ لگائے تو وہ تلوار نہیں بنتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی کو ہاتھ مبارک لگایا تو وہ تلوار بن گئی۔

ہاتھ مبارک کی وجہ سے ابن طاب کا تلوار بن جانا...... دلیل نبوت:

حضرت سلمہ بن حریس رضی اللہ عنہ غزوہ بدر والے دن اسلام لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ”ابنِ طاب“ نامی کھجور کی ایک شاخ دی کہ اس کے ساتھ لڑو! یہ شاخ ان کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار بن گئی۔ 14ھ میں معرکہ ”جسر بن ابی عبید“ میں شہید ہوئے اس وقت تک یہ تلوار ان کے پاس ہی رہی۔

فائدہ: عام انسان کھجور کی ٹہنی کو ہاتھ لگائے تو وہ تلوار نہیں بنتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی کو ہاتھ مبارک لگایا تو وہ تلوار بن گئی۔

ہاتھ مبارک کی وجہ سے ولیمے کا مختصر کھانا پورا ہو جانا...... دلیل نبوت:

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ! فلاں فلاں کو اور ان کے علاوہ جو تم کو ملے ولیمہ کے لیے بلا کر لاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمے میں

آنے کی دعوت دی کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر لوگوں سے بھر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ دس دس کا حلقہ بنالو اور ہر شخص اپنی طرف سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ نے اپنا دستِ مبارک اس کھانے میں رکھا اور برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھالیا، کھانا تب بھی ختم نہ ہوا۔ جب سب لوگ کھا چکے تو مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اس کھانے کو اٹھالو! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسے اٹھایا تو میرے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ جب یہ کھانا میں نے لوگوں کے سامنے کھانے کے لیے رکھا تھا اُس وقت زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے؟ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سینکڑوں آدمیوں کے کھالینے پر بھی بچ گیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ معلوم ہوتا تھا۔

فائدہ: عام انسان تھوڑے سے کھانے میں ہاتھ رکھے تو کھانا کثیر افراد کے لیے کافی نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے میں ہاتھ مبارک رکھا تو اس میں اتنی برکت آگئی کہ کھانا بچ گیا۔

ہاتھ مبارک سے ابن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کا ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت 5 یا 7 صحابہ رضی اللہ عنہم کو "ابو رافع یہودی" کی طرف بھیجا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رات کی تاریکی میں اس کو قتل کر دیا۔ جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو سیڑھی سے اترتے ہوئے گر پڑے اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ پگڑی کو کھول کر اس سے پنڈلی کو باندھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کی پنڈلی پر پھیرا تو وہ جڑ گئی۔ ایسا

معلوم ہوتا تھا کہ کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

فائدہ: عام انسان کسی انسان کی ٹوٹی ہوئی ہڈی پر ہاتھ پھیرے تو محض ہاتھ پھیرنے سے ہڈی نہیں جڑتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی کو ہاتھ مبارک لگایا تو وہ ٹھیک ہوگئی۔

ہاتھ مبارک سے مقام زوراء پر پانی کے چشمے جاری ہونا......دلیل نبوت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی خدمت میں پانی لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنا شروع ہوگئے۔ اسی پانی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اس دن آپ کتنے لوگ تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تقریباً تین سو افراد تھے۔

فائدہ: عام انسان کسی پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالے تو اس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری نہیں ہوتے لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو اس سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

ہاتھ مبارک سے مقام حدیبیہ پر پانی کے چشمے جاری ہونا......دلیل نبوت:

حدیبیہ کے مقام پر ایک بار پانی کی قلت ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! تمام قافلے والوں سے پانی ختم ہو گیا ہے ہاں ایک برتن میں معمولی سا پانی موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منگوایا، اس میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں مبارک رکھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے

چشمے پھوٹ پڑے۔ پورے قافلے نے خوب سیر ہو کر پیا۔ وضو کیا۔ راوی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس دن آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم پندرہ سو لوگ تھے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو یہ پانی ان سب کے لیے کافی ہوتا۔

فائدہ: عام انسان کسی پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالے تو اس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری نہیں ہوتے لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو اس سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی محبت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

بدھ، 26 اکتوبر، 2022

لعاب مبارک دلیل نبوت

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی اور دلیل نبوت بھی عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لُعاب مبارک آپ کی نبوت کی دلیل تھا۔ چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

لعاب مبارک سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی سے درد ختم ہونا... دلیل نبوت:

سفر ہجرت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جبل ثور پر پہنچے یہاں ایک پرانا غار تھا اور اسی پہاڑ کے نام کی وجہ سے غار کا نام بھی غار ثور پڑ گیا تھا۔ اس میں ایک سانپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا متاثرہ جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو فوراً درد ختم ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمانے لگے کہ میری ساری زندگی کے نیک اعمال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک دن اور ایک رات کے اعمال کے برابر ہو جائیں۔ رات تو وہ والی جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت والا سفر کیا اور غار ثور تک پہنچے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دے کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! پہلے مجھے داخل ہونے دیجیے تا کہ اگر کوئی موذی (تکلیف دینے والی) چیز موجود ہو تو اس کی تکلیف مجھے پہنچے اور آپ محفوظ رہیں۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جانے سے رک گئے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور اس کی اچھی طرح صفائی کی،

جہاں سوراخ وغیرہ نظر آئے اپنی چادر کو پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ دو سوراخ باقی رہ گئے جس کو بند کرنے کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی تو اپنے پاؤں کی ایڑیاں ان پر رکھ دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اندر تشریف لائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ (اتفاق سے ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ سانپ کی بِل کا تھا، سانپ نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی موجود تھی) سانپ نے (باہر نکلنے سے رکاوٹ بننے والی) اس ایڑی کو ڈسا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے درد کی شدت کے باوجود انتہائی صبر وضبط سے کام لیا اور ذرہ برابر اپنے جسم کو حرکت نہ دی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے۔ (لیکن وہ معمولی تکلیف نہ تھی بلکہ سانپ کا زہر تھا جو کمال ضبط کے باوجود) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو کی شکل میں بہہ پڑا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ پوچھا کہ ابو بکر کیا ہوا؟ عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! سانپ نے ڈس لیا ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کہاں ڈسا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے جگہ بتائی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ اپنا مبارک لعاب لگایا سانپ کا زہر اور درد ایک لمبے عرصے کے لیے ختم ہوا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری دنوں میں یہی زہر دوبارہ جسم میں سرایت کر آیا اور اسی کے اثر سے شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔

فائدہ: عام انسان کے تھوک میں وبا ہوتی ہے وہ کسی جگہ لگائے تو شفاء نہیں ملتی لیکن

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا درد ختم ہو گیا۔

لعاب مبارک سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پنڈلی سے درد ختم ہونا... دلیل نبوت:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کے قریب قباء پہنچے کچھ دن یہاں قیام فرمایا تو اسی دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کی امانتیں واپس کرنے کے لیے مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ تیز چلنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں میں شدید تکلیف ہوئی پاؤں پھٹ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: وہ چل نہیں سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور ان کے پاؤں کے ورم دیکھ کر رو پڑے ان پر لعاب مبارک لگایا اور اپنا دست مبارک رکھ کر دعا کی تو درد فوراً ختم ہو گیا اور پھر کبھی نہ ہوا۔

فائدہ: عام انسان کے تھوک میں وبا ہوتی ہے وہ کسی جگہ لگائے تو شفاء نہیں ملتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں اور پاؤں کے زخم ٹھیک ہو گئے۔

لعاب مبارک کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے اجسام پر مل لینا... دلیل نبوت:

حدیبیہ کے مقام پر کفار مکہ کی طرف مختلف افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لیے آئے انہی میں عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھے۔ (جو بعد میں مسلمان ہو گئے)

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث

میں مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (قبول اسلام سے پہلے قریش مکہ کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے تو) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جائزہ لیتے رہے اور قریش مکہ سے کہنے لگے: اے قوم! اللہ ربّ العزت کی قسم! میں (بڑے بڑے) بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں۔

خدا کی قسم! میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ لُعابِ دہن زمین پر ڈالنا چاہتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے، جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے، جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ ان کے وضو کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو آہستہ رکھتے ہیں اور انتہا درجہ تعظیم کی وجہ سے وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے۔

فائدہ: عام انسان کے تھوک میں وبا ہوتی ہے وہ کسی جگہ لگائے تو شفاء نہیں ملتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کو صحابہ کرام زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ اپنے جسموں پر مل لیا کرتے تھے۔

لعاب مبارک سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ سے درد ختم ہونا... دلیل نبوت:

غزوہ خیبر کی بات ہے کہ یہودیوں کے کئی قلعے تھے ان میں قلعہ قموص سب سے بنیادی اور بڑا قلعہ تھا جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

قلعے کو فتح کرنے کے لیے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا لیکن یہ فتح نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کل میں (لشکر اسلام کا) جھنڈا اسے دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ شکست کھانے والا اور بھاگنے والا نہیں ہے۔ خدا اس کے ہاتھوں سے فتح عطا کرے گا۔“

یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواہش کرنے لگے کہ کاش یہ سعادت انہیں نصیب ہو۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا کہ انہیں آنکھ کی تکلیف ہے اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ مبارک ان کی آنکھ پر لگایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کی تکلیف بالکل ختم ہو گئی۔

فائدہ: عام انسان کے تھوک میں وبا ہوتی ہے وہ کسی جگہ لگائے تو شفاء نہیں ملتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر لگایا تو وہ فوراً ٹھیک ہو گئی۔

لعاب مبارک کا باعث برکت و شفا ہونا...... دلیل نبوت:

مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جسے بئر بضاعہ کہا جاتا تھا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک شامل فرمایا۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کنویں سے پانی پیتے تھے اور اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کو بضاعہ کنویں کے پانی سے غسل دو۔ جب اس پانی سے اسے غسل دیا جاتا تو وہ مکمل صحت یاب ہو جاتا۔

فائدہ: عام انسان کسی کنویں میں اپنی تھوک ڈال دے تو اس کی وجہ سے بیماریاں پھیلتی ہیں اور لوگ کراہت کرتے ہیں لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک کنویں میں ڈالا تو اس میں برکت اور شفا آگئی اسی برکت کے حصول کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں جایا کرتے تھے۔

لعاب مبارک سے صحابی کی آنکھ کا درست ہو جانا...... دلیل نبوت:

غزوہ احد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ شدید زخمی ہوگئی اور بینائی بھی جاتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ آنکھ اسی وقت ٹھیک ہوگئی بلکہ دوسری آنکھ سے بھی بہتر دیکھنے لگی۔

فائدہ: عام انسان کسی کی زخمی کی آنکھ پر لعاب لگائے تو اس میں خطرہ ہوتا ہے مرض کے بڑھ جانے کا۔ لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی اور دوسری آنکھ سے بھی بہتر دیکھنے لگی۔

لعاب مبارک کی وجہ سے دنیا کے کنویں کا جنتی چشمہ بننا...... دلیل نبوت:

مدینہ منورہ میں غُرس بقاء نامی کنویں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اس کا پانی پیا اور اس میں اپنا لعاب مبارک شامل فرمایا۔ حضرت مروان بن ابی سعید بن مُعلیٰؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے لعاب مبارک کی وجہ سے وہ کنواں جنتی چشمہ بن گیا۔

فائدہ: عام انسان کسی کنویں میں پانی ڈالے تو اس میں جنت کے خواص نہیں آتے لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور

دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک کنویں میں ڈالا تو وہ جنتی چشمہ بن گیا۔

لعاب مبارک سے کڑوا کنواں میٹھا ہو جانا...... دلیل نبوت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیق کے مقام پر رومہ کے کنویں سے پانی پیا اس میں لعاب مبارک شامل کیا تو آپ کے لعاب کی تاثیر سے کڑوا کنواں میٹھا ہو گیا۔

فائدہ: عام انسان کسی کڑوے کنویں میں اپنا لعاب ڈالے تو وہ میٹھا نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک کنویں میں ڈالا تو کڑوا کنواں میٹھا بن گیا۔

لعاب مبارک سے سیدنا عمرو کی ٹانگ ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت:

حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ کٹ گئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ آپس میں جڑ گئی۔

فائدہ: عام انسان کسی کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا لعاب لگائے تو وہ نہیں جڑتی لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر لگایا تو وہ آپس میں جڑ گئی۔

لعاب مبارک سے صحابہ کی آنکھوں کا ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت:

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور رفاعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں تیر لگے جن کی وجہ سے ان دونوں کی آنکھیں ضائع

ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب مبارک لگایا اور اللہ سے دعا کی۔ وہ ایسی ٹھیک ہوئیں کہ ان کی متاثرہ اور دوسری آنکھوں کے درمیان فرق کرنا مشکل تھا کہ کون سی آنکھیں زخمی ہوئی تھیں۔

فائدہ: عام انسان کسی کی ضائع ہونے والی آنکھوں پر اپنا لعاب لگائے تو وہ ٹھیک نہیں ہوتیں لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئیں۔

لعاب مبارک سے کولہا ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت:

غزوہ بدر کے موقع پر خبیب بن اَساف بن عتبہ الانصاری (خزرجی) رضی اللہ عنہ کو تلوار کا زخم لگا جس سے ان کا کولہا نیچے کی جانب ڈھلک گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زخم والی جگہ پر اپنا لعاب مبارک لگایا اور اللہ سے دعا کی۔ جس کی برکت سے وہ فوراً شفایاب ہو گئے۔

فائدہ: عام انسان کسی کے ڈھلکے ہوئے کولہے کو اپنا لعاب لگائے تو وہ اپنی جگہ پر نہیں جاتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے کولہے پر لگایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

لعاب مبارک سے چند افراد کا کھانا 1000 کیلیے کافی ہونا... دلیل نبوت:

غزوہ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت دی۔ جس میں بکری کا ایک بچہ ذبح کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرایا اور اپنے ساتھ 1000 افراد کو لے کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں جا پہنچے۔ کھانے پر برکت کی دعا فرمائی

اپنا لعاب مبارک اس میں شامل فرمایا۔ وہی کھانا جو چند افراد کے لیے تیار کیا گیا تھا اسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے کھایا اور اپنے اڑوس پڑوس والوں کو بھی کھلایا لیکن پھر بھی کھانا بچ گیا۔

فائدہ: عام انسان چند افراد کے لیے بنائے گئے کسی کے کھانے میں اپنا لعاب ڈالے تو 1000 افراد کے لیے کافی نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے چند افراد کے لیے تیار کردہ کھانے میں ڈالا تو 1000 افراد کے لیے کافی ہو گیا۔

لعاب مبارک سے جنون کا مریض ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت:

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر ایک خاتون اپنے بچے کو لے کر حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی کہ اسے جنون کا مرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ اسی وقت تندرست ہو گیا۔

فائدہ: عام انسان کسی جنون کے مریض پر اپنا لعاب لگائے تو وہ ٹھیک نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک مریض بچے پر لگایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

لعاب مبارک سے آسیب زدہ بچے کا نجات پالینا...... دلیل نبوت:

سیدہ ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم النحر (دسویں ذوالحج) کو بطن وادی میں جمرہ عقبہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو قبیلہ خثعم کی ایک خاتون آپ کے پیچھے پیچھے آئی اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جس پر آسیب کا اثر تھا وہ بول نہیں سکتا

تھا۔ اس نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ! یہ میرا بیٹا ہے اور میرے گھر والوں میں سے صرف یہی ایک باقی رہ گیا ہے۔ اس پر آسیب ہے یہ بول نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تھوڑا سا پانی لاؤ !پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اس میں کلی کی۔اس کے بعد وہ پانی اسے دیتے ہوئے فرمایا: اس میں سے کچھ پانی اسے پلا دو، کچھ اس کے جسم پر ڈالو اور اللہ سے شفاء مانگو۔

ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس عورت سے ملی، اس سے کہا: اگر آپ اس میں سے کچھ پانی مجھے بھی دے دیں تو اچھا ہو گا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ صرف اس بیمار بچے کے لیے ہے۔

ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک سال کے بعد اس عورت سے ملی اور بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور ایسا عقلمند بن گیا ہے کہ عام لوگ اتنے عقلمند نہیں ہوتے۔

فائدہ: عام انسان کسی آسیب زدہ بچے پر اپنا لعاب لگائے تو وہ صحت یاب نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک آسیب زدہ بچے کو لگایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

لعاب مبارک سے جلا ہوا جسم ٹھیک ہو جانا...... دلیل نبوت:

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے سے فرماتی ہیں کہ جب تم چھوٹے تھے اس وقت کی بات ہے کہ میں تمہیں حبشہ سے لے کر آ رہی تھی مدینہ کے قریب پہنچ گئی۔ تیرے لیے کھانا پکانا شروع کیا تو لکڑیاں ختم ہو گئیں۔ میں لکڑیوں کی تلاش میں کچھ دور گئی تو اسی دوران آپ نے گرم

ہانڈی کو ہاتھ مارا وہ الٹ کر آپ کے بازو پر گر گئی۔ میں تجھے لے کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ (میرا بیٹا) محمد بن حاطب ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور تیرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی: أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

میں وہاں سے اٹھنے بھی نہ پائی تھی کہ تیرا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

فائدہ: عام انسان کسی سوختہ بدن بچے پر اپنا لعاب لگائے تو وہ صحت یاب نہیں ہوتا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت بھی عطا فرمائی تھی اور دلیل نبوت بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک سوختہ بدن بچے کو لگایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

نوٹ: اس کے علاوہ اور بھی متعدد واقعات احادیث و سیرت کی کتب میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی محبت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

سوموار، 31 اکتوبر، 2022ء

قلب مبارک دلیل نبوت

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قلب مبارک عطا فرمایا وہ بھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس حوالے سے بنیادی بات تو یہ ذہن میں رکھیں کہ زندگی میں چار مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شق صدر (شَقّ کا معنیٰ پھٹنا، چِرنا اور صدر سینے کو کہتے ہیں) کا واقعہ پیش آیا۔

شَقِّ صدر...... دلیل نبوت:

پہلی بار: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چار سال تھی اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے۔ حضرت جبرئیل اور میکائیل انسانی شکل میں ایک سونے کے تھال میں برف بھر کر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا دل مبارک کو نکالا پھر اس دل کو چاک کیا اور اس میں سے ایک یا دو خون کے جمے ہوئے ٹکڑے نکالے اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے پھر دل مبارک کو اس تھال میں رکھ کر برف سے دھویا اور دل مبارک کو واپس اپنی جگہ پر لگا دیا۔

حکمت: جو خون کے جمے ہوئے ٹکڑے نکالے گئے وہ معصیت کا مادہ تھے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر کو پاک کر دیا گیا تا کہ معصیت سے عصمت حاصل ہو جائے۔ برف سے اس لیے دھویا گیا کیونکہ گناہوں کا مزاج حرارت (گرم) ہے اور برف سے ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔

دوسری بار: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک دس سال تھی۔

حکمت: یہ عمر لہو ولعب اور کھیل کود کی ہوتی ہے۔ اس عمر میں قلب مبارک کو مادہ لہو ولعب سے پاک کیا گیا کیونکہ لہو ولعب خدا تعالیٰ سے غافل کر دیتی ہے۔

تیسری بار: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کے

قریب تھی یعنی اعلانِ نبوت کے قریبی زمانے میں۔

حکمت: تاکہ قلب اطہر میں علوم الٰہیّہ اور وحی ربانی کے انوار کو جذب کرنے کی قوت پیدا ہو سکے۔

چوتھی بار: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر معراج پر جانے لگے۔

حکمت: تاکہ قلبِ اطہر عالمِ ملکوت کی سیر، تجلّیاتِ الٰہیہ اور آیاتِ ربانیہ کا مشاہدہ، دیدارِ باری تعالیٰ اور خدا تعالیٰ سے شرفِ ہمکلامی کا تحمل کر سکے۔

فائدہ: کسی عام انسان کا ملائکہ اس طرح شق صدر نہیں کرتے اور نہ ہی کسی عام انسان کے دل کی اس طرح ملائکہ تطہیر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت بھی دی ہے اور دلیل نبوت بھی عطا فرمائی ہے۔

قلب مبارک... دلیل نبوت:

بعض یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ کے پاس جبریل وحی لے کر آتے ہیں وہ چونکہ ہمارے لیے بڑے مشکل احکام لایا کرتے تھے اس لیے ہماری ان سے بنتی نہیں ہے ہم انہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی اور فرشتہ وحی لا رہا ہوتا تو ہم کچھ غور کر سکتے تھے۔ اس کے جواب میں درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

قُلۡ مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبۡرِيۡلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَهُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۷﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 97

ترجمہ: اے میرے محبوب پیغمبر! آپ فرما دیجیے کہ اگر کوئی شخص جبریل کا دشمن ہے تو ہوا کرے انہوں نے تو یہ کلام (قرآن کریم) اللہ کی اجازت سے آپ کے دل پر اتارا ہے۔ جو اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کر رہا ہے اور ایمان والوں کے لیے

سراسر ہدایت اور خوشخبری ہے۔

فائدہ: نزول وحی میں جبریل علیہ السلام کا ذاتی طور پر کوئی دخل نہیں وہ تو اللہ کی طرف سے ایک معتمد اور معتبر قاصد کی حیثیت رکھتے ہیں وہ تو اللہ کے حکم سے آپ کے دل مبارک پر کلام کو نازل کر دیتا ہے۔

قلب مبارک پر قرآن نازل کرنے کی عقلی وجہ:

شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کلام کے نازل ہونے کے دو طریقے ہیں: ایک یہ کہ وہ کلام اول کان پر پہنچے اور پھر کان سے دل تک پہنچے یہ طریقہ عام اور متعارف ہے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ اول دل پر اترے اور لفظ و معنیٰ سب سے پہلے دل میں اتریں اور پھر دل سے کان اور زبان پر پہنچیں... قرآن کریم کا نزول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طریق پر ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے یاد کرنے اور بار بار پڑھنے کی حاجت نہ ہوتی تھی بلکہ ایک ہی مرتبہ سن کر آپ کو یاد ہو جاتا تھا۔ اس لیے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ فرمایا۔ بخلاف امت کے کہ ان کو قرآن معروف اور معتاد (عام عادت کے مطابق) طریقے سے پہنچا ہے کہ اول کانوں سے سنا پھر دلوں تک پہنچا۔

نیز نزولِ وحی کی حالت میں حواسِ ظاہری بالکل معطل ہو جاتے ہیں اور بے خودی طاری ہو جانے کی وجہ سے حواسِ ظاہری اپنا کام نہیں کرتے۔ اس لیے ایسی حالت میں الفاظ وحی کا تمام تر ورود اور نزول قلب ہی پر ہوتا ہے۔ جس طرح انسان خواب میں الفاظ بھی سنتا ہے مگر ان لفاظ کا اصل مدرِک قلب ہی ہوتا ہے اس لیے کہ خواب کی حالت میں حواس ظاہری ان کے معطل ہو جاتے ہیں۔ یا قلب پر نازل ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ قرآن آپ کے قلب میں ایسا محفوظ ہو جاتا ہے کہ پھر آپ اس کو

بھولتے نہیں اور نہ آپ کو اس کی مراد اور معنیٰ میں کوئی اشتباہ لاحق ہوتا ہے۔

معارف القرآن للکاندھلوی تحت آیت ھذہ

فائدہ: عام انسانوں کا طریقہ کلام یہ ہے کہ وہ اولاً کانوں سے سنتے ہیں پھر دل ان کا ادراک کرتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خداوند تعالیٰ کا معاملہ الگ ہے اللہ رب العزت آپ کے دل مبارک پر اپنا کلام نازل فرماتے ہیں دل مبارک کے بعد وہ چیز کانوں اور زبان تک آتی ہے۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت بھی دی ہے اور دلیل نبوت بھی عطا فرمائی۔

قلب مبارک نزول وحی کی جگہ:

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

سورۃ الشعراء، رقم الآیات: 192 تا 194

ترجمہ: بے شک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے، امانت دار فرشتہ اسے لے کر اترا ہے اے پیغمبر آپ کے دل پر نازل ہوا ہے تاکہ آپ بھی ان پیغمبروں میں شامل ہو جائیں جو لوگوں کو (اللہ کی نافرمانی اور اس پر ملنے والے عذاب سے) ڈرانے والے ہیں۔

شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روح الامین نے اللہ کی یہ امانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر لا کر اتاری تاکہ کلام خداوندی کے انوار و برکات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں راسخ اور مرتکز ہو جائیں اور قلب مبارک اس قرآن کو اچھی طرح سمجھ لے اور خوب محفوظ کر لے جس میں سہو اور نسیان اور بھول چوک کا امکان باقی نہ رہے۔ قرآن کریم کا نزول اول قلب مبارک پر ہوا اور پھر قلب سے حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ اور باقی اعضاء اور

جوارح تک پہنچا۔ عقل اور ادراک کا منبع اور سرچشمہ دل ہے اور باقی اعضاء اس کے تابع ہیں۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ۔

اس لیے اللہ کا کلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص فضیلت ہے کہ قرآن پاک آپ کے قلب پر نازل ہوا بخلاف دیگر انبیاء ورسل کے ان کی کتابیں بشکل الواح وصحف نازل ہوئیں پس ان کا نزول حضرات انبیاء کی ظاہری صورتوں پر ہوا نہ کے ان کے قلوب پر۔

معارف القرآن للکاندھلوی، تحت آیت ھذہ

فائدہ: قرآن کریم کا نزول اولا آپ کے قلب پر ہونا اور قلب کے بعد باقی اعضا تک پہنچنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا معاملہ عام انسان بلکہ باقی پیغمبروں جیسا بھی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت بھی دی ہے اور ختم نبوت بھی اور اس کی دلیل بھی عطا فرمائی ہے۔

نورِ قلب سے اہل ایمان کے قلوب منور:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

سورۃ الاحزاب، رقم الآیات: 45، 46

ترجمہ: اے نبی یقینی بات ہے کہ ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، محبت کے ساتھ ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سراج کے معنیٰ چراغ اور منیر کے معنیٰ روشن کرنے والا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں صفت اس میں

یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روشن کرنے والے ہیں اور بعض حضرات نے سراج منیر سے مراد قرآن لیا ہے مگر نسق کلام سے قریب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ نے تفسیر مظہری میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت داعی الی اللہ تو ظاہر اور زبان کے اعتبار سے ہے اور سراج منیر آپ کی صفت آپ کے قلب مبارک کے اعتبار سے ہے کہ جس طرح سارا عالم آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے اسی طرح تمام مومنین کے قلوب آپ کے نور قلب سے منور ہوتے ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اس عالم میں آپ کی صحبت پائی وہ ساری امت سے افضل واعلیٰ قرار پائے کیونکہ ان کے قلوب نے قلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ عیاناً فیض اور نور حاصل کیا، باقی امت کو یہ نور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے واسطہ در واسطہ ہو کر پہنچا۔

اس کے بعد مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ تمام انبیاء خصوصاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں ان کی یہ حیات برزخی عام لوگوں کی حیات برزخی سے بدرجہا فائق و ممتاز ہوتی ہے جس کی حقیقت اللہ ہی جانتے ہیں۔ بہر حال اس حیات کی وجہ سے قیامت تک مومنین کے قلوب آپ کے قلب مبارک سے استفاضہ نور کرتے رہیں گے اور جو جتنی محبت و تعظیم اور درود شریف کا زیادہ اہتمام کرے گا اس کا حصہ زیادہ پائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو چراغ سے تشبیہ دی گئی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور باطن آفتاب کے نور سے کہیں زیادہ ہے۔ آفتاب سے صرف دنیا کا ظاہر روشن ہوتا ہے لیکن آپ کے قلب مبارک سے سارے جہان کا باطن اور

مومنین کے قلوب روشن ہوتے ہیں۔

وجہ اس تشبیہ کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ چراغ کی روشنی سے استفادہ اختیاری ہے ہر وقت کر سکتے ہیں اس تک رسائی بھی آسان ہے اس کا حاصل کرنا بھی آسان ہے۔ بخلاف آفتاب کے کہ وہاں تک رسائی بھی متعذر ہے اور اس سے استفادہ ہر وقت نہیں کیا جا سکتا۔

معارف القرآن تحت آیت ھذہ

نبی کو سچے خواب دکھلائے جاتے ہیں:

غیبی امور پر مطلع ہونے کا اعلیٰ اور قوی ترین ذریعہ وحی ہے جبکہ ادنیٰ اور کمزور ترین ذریعہ رویائے صادقہ (سچے خواب) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِعلانِ نبوت سے تقریباً 6 ماہ پہلے ایسے خواب دکھائی دینا شروع ہوئے جو بالکل سچے ہوتے۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث:3

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی آپ جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح خوب ظاہر ہو کر پورا ہوتا۔

فائدہ: جیسے صبح صادق کی روشنی طلوع آفتاب کا مقدمہ ہوتی ہے ایسے رویائے صادقہ بھی آفتاب نبوت کے طلوع کا مقدمہ تھے۔

سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6983

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

چھیالیسویں حصے کی توجیہہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا مبارک دور 23 سال کا ہے اور 6 ماہ تک سچے خواب آیا کرتے تھے یہ 6 ماہ 23 سال کا چھیالیسواں حصہ بنتے ہیں وہ اس طرح کہ 1 سال میں 12 ماہ، 23 سال میں 276 ماہ۔ 276 مہینوں کو (جو کہ وحی کا زمانہ ہیں) جب 6 مہینوں (جو کہ سچے خوابوں کا زمانہ ہیں) پر تقسیم کریں تو جواب (46) آتا ہے۔

$$23 \times 12 = 276$$
$$276 \div 6 = 46$$

غلط فہمی کا ازالہ:

نبوت کسبی (محنت، ریاضت، عبادت سے حاصل ہونے والی) چیز نہیں بلکہ ایک وہبی (محض اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے حاصل ہونے والی) چیز ہے اس لیے رویائے صالحہ و صادقہ فقط ان حضرات کے لیے نبوت و رسالت کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں جن کے لیے منصب نبوت پر فائز ہونا علمِ الٰہی میں مقدر ہو چکا ہوتا ہے یہ مطلب نہیں کہ جس کو رویائے صالحہ نظر آئیں وہ نبی ہو جائے گا۔

نبی کا خواب وحی ہوتا ہے:

ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کا دل نیند کے وقت بھی مسلسل بیدار اور شیطانی تصرفات سے بچا رہتا

ہے چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں سے نزول وحی کی جگہ ان کے قلوب ہوتے ہیں اور اللہ کریم کی طرف سے وحی کسی بھی وقت آسکتی ہے اس لیے ان کے قلوب کو مسلسل بیدار رکھا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے جب انہوں نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا يٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ۔ اے میرے کم سن بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں۔ چونکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا کر ذبح کرنے لگے۔ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا ۚ

سورۃ الصافات، رقم الآیۃ: 105

ترجمہ: اے میرے خلیل! آپ نے خواب سچا کر دکھایا۔

فائدہ: علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں یہ نہیں دیکھا کہ انی ذبحتك کہ میں نے اسماعیل کو ذبح کر دیا بلکہ یہ دیکھا کہ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ کہ میں ذبح کر رہا ہوں یعنی ذبح والا جو فعل ہے گردن پر چھری چلانا وہ کر رہا ہوں سو اتنا کرنے سے وہ خواب میں سچے ہو گئے جتنا خواب دیکھا تھا اتنا پورا ہو گیا۔

خواب مبارک بر موقع غزوہ بدر:

اِذۡ يُرِيۡكَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ مَنَامِكَ قَلِيۡلًا ؕ وَلَوۡ اَرٰىكَهُمۡ كَثِيۡرًا لَّـفَشِلۡتُمۡ وَلَتَنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴۳﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ: 43

ترجمہ: اور (میرے پیغمبر!) اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے آپ کو خواب میں دشمنوں کی تعداد کم دکھائی اور اگر دشمنوں کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو (اے مسلمانو) تم کم ہمت ہو جاتے اور تمہارا آپس میں اختلاف پیدا ہو جاتا لیکن اللہ نے (تمہیں اس

سے) بچالیا بے شک وہ سینوں میں چھپی باتیں خوب جانتا ہے۔

غزوہ بدر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ کافر بہت تھوڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیان کر دیا جس سے ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور لڑنے پر دلیر ہو گئے۔

شاہ عبد القادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلے کے وقت تھوڑے نظر آئے تاکہ جراءت سے لڑیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب غلط نہیں چونکہ ان میں آخر تک کفر پر قائم رہنے والے تھوڑے تھے اکثر وہ تھے جو بعد میں مسلمان ہوئے اس لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافر تھوڑے دکھائے گئے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب حق ہے۔

خواب مبارک عمرۃ القضاء کی صورت میں پورا ہونا:

6 ہجری میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوائے اور کسی نے کتروائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مبارک خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا سب نہایت خوش ہوئے لیکن اسی سال مکہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو کفار کی طرف سے روک دیا گیا۔ وہاں ایک معاہدہ ہوا جسے صلح حدیبیہ کے عنوان سے بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جب اسی سال عمرہ نہ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ ہم عمرہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر اس کی تعبیر ضرور پوری ہو گی۔ چنانچہ آئندہ سال سن

7 ہجری میں عمرۃ القضاء کے موقع پر وہ خواب پورا ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں ہوا ہے: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ

سورۃ الفتح، رقم الآیۃ: 27

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کے خواب کو سچ کر دکھایا جو واقع کے عین مطابق ہے۔

قلب مبارک پر نیند نہیں آتی:

اللہ رب العزت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون و آرام کا انتظام یہ فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھوں پر نیند کو طاری فرماتے ہیں اور ان کے دل کو مسلسل اپنی یاد میں مصروف رکھتے ہیں ان کے لیے یہی دل کا سکون و آرام ہوتا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ قَالَ: تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3569

ترجمہ: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں (پھر اٹھ کر وضو کیے بغیر ہی پڑھ لیتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل بیدار رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی محبت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

سوموار، 7 نومبر، 2022

سود سے پاک پاکستان

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرامین مبارکہ میں سود کو حرام قرار دیا ہے۔

پاکستان کا اسلامی آئین:

وطن عزیز پاکستان کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے اس کا آئین اسلامی ہے جس کے تحت ملک میں کوئی بھی ایسا قانون نہیں بن سکتا جو قرآن و سنت کے منافی ہو لیکن اس کے باوجود ایک طویل عرصے سے ملک کے اقتصادی نظام کو سود نے اپنے شکنجے میں دبوچ رکھا ہے جس کا نقصان مالیاتی عدم استحکام، مہنگائی، افلاس اور بیرونی سودی قرضوں میں مسلسل اضافے کی صورت میں اہلیان پاکستان برداشت کر رہے ہیں۔

سودی نظام کا خاتمہ ناگزیر:

سودی نظام کے خاتمے کے لیے ملک کی مقتدر علمی شخصیات بالخصوص شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ہمیشہ سے ایک توانا آواز بلند کی اور مضبوط دلائل کی بنیاد پر سودی نظام کے خاتمے کا لائحہ عمل پیش کیا۔

سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ:

14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف تاریخی فیصلہ دیا جس میں ہر قسم کے سود کو غیر شرعی قرار دے کر اسے ختم کرنے کا حکم دیا گیا۔

فیصلے پر نظر ثانی کی اپیل:

بعد میں اس وقت کی وفاقی حکومت اور ملک کے مختلف بینکوں نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ میں اپنے تحفظات کے ساتھ اس پر نظر ثانی کے لیے دعویٰ دائر کر دیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کا شریعت اپیلٹ بنچ:

سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ میں جسٹس مفتی تقی عثمانی، جسٹس خلیل الرحمٰن، جسٹس منیر اے شیخ اور جسٹس وجیہ الدین احمد شامل تھے بنچ نے ان اپیلوں کی سماعت مارچ 1999ء میں شروع کی۔

شریعت اپیلٹ بنچ کے معاونین:

اس بنچ نے بیس مقتدر علماء کرام ملکی و غیر ملکی محققین کو دعوت دی کہ وہ اس مسئلے پر عدالت سے معاونت کریں۔ ان محققین ماہرین میں علماء کرام، مفتیان عظام، قانون دان، معیشت دان، تاجر، بینکار اور چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ شامل تھے۔ مقدمے کی سماعت جولائی 1999ء کے آخر تک جاری رہی۔ جس کے بعد فیصلہ محفوظ کر دیا گیا۔

شریعت اپیلٹ بنچ کا تاریخی فیصلہ:

23 دسمبر 1999ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کی شریعت اپیلٹ بنچ نے اپنا فیصلہ دیا جس میں سود کو غیر قانونی اور اسلامی احکامات کے منافی قرار دیا۔

فیصلہ التواء کا شکار:

اس کے بعد پھر نظر ثانی کی درخواست دی گئی اور طویل عرصے تک یہ فیصلہ شرعی عدالت میں پڑا رہا۔ اس دوران شرعی عدالت کے معزز جج صاحبان ریٹائرڈ ہوتے رہے یا تبدیل کیے جاتے رہے۔

سود غیر شرعی قرار اور 5 سال کی مہلت:

28 اپریل 2022ء کو وفاقی شرعی عدالت نے نظر ثانی کی اپیلوں میں تمام تحفظات اور جزئیات پر تفصیلی غور و خوض کے بعد فیصلہ صادر کیا جس میں سود کی ہر قسم کو حرام اور اس کی سہولت کاری کرنے والے تمام قوانین اور شقوں کو غیر شرعی قرار

دے کر حکومت کو سودی نظام کے مکمل خاتمے کے لیے پانچ سال کی مہلت دی گئی اور 31 دسمبر 2027 تک تمام قوانین کو سود سے پاک اسلامی اصولوں میں ڈھالنے کا حکم دیا گیا۔

پانچ بینکوں کی فیصلے کے خلاف اپیل:

26 جون کو اسٹیٹ بنک آف پاکستان اور چار نجی بینکس (MCB,NBP, HBL,UBL) نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں درخواستیں دائر کر دیں۔

اہلیان پاکستان کا احتجاج اور رد عمل:

جس پر اہلیان پاکستان کو شدید دکھ ہوا۔ ہر طرف سے مذکورہ بینکوں کے خلاف احتجاج ہوا، رد عمل کے طور پر بہت سارے لوگوں نے نجی بینکوں سے اپنی رقوم نکلوا کر غیر سودی بینکوں میں جمع کروائیں۔

نمائندہ وفد کی وزیر اعظم سے ملاقات:

29 جون 2022ء کو وزیر اعظم شہباز شریف سے مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا فضل الرحمٰن اور قاری محمد حنیف جالندھری کی تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں نمائندہ وفد نے سود سے متعلق عدالتی فیصلے کے خلاف نیشنل بینک کی اپیل کے حوالے سے اپنے تحفظات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ سود کے متعلق عدالتی فیصلے کے خلاف اپیل سے امت مسلمہ کے دل رنجیدہ ہوئے ہیں۔ پوری امت مسلمہ سود کو معاشی نظام میں تباہی کا سبب سمجھتی ہے۔

ٹاسک فورس کو فوری اقدامات کا فیصلہ:

وزیر اعظم نے یقین دہانی کرائی کہ نیشنل بینک عدالتی فیصلے کے خلاف اپیل

واپس لے گا اور ٹاسک فورس کو حکم دیا کہ اپیل واپس لینے کے حوالے سے فوری اقدامات کیے جائیں۔

وفاقی وزیر خزانہ کا بیان:

9 نومبر 2022ء بروز بدھ وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر حکومتی اپیل واپس لیتے ہوئے کہا ہے کہ

- ❖ ہم ملک میں اسلامی بینکنگ کے نظام کو آگے بڑھا رہے ہیں۔
- ❖ بہت جلد اس نظام کو مکمل نافذ بھی کریں گے۔
- ❖ وفاقی شرعی عدالت نے سودی نظام کے خلاف جو فیصلہ دیا تھا وہ قرآن وسنت کے مطابق ہے۔

فیصلہ کا خیر مقدم:

ہم موجودہ حکومت کے اس فیصلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اہلیان پاکستان کی موجودہ معاشی ابتری کا حل سمجھتے ہیں۔

چند تجاویز:

- ✪ آئین پاکستان کی رو سے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ بالکل ٹھیک ہے اسی کو جلد از جلد مکمل نافذ کیا جائے۔
- ✪ ملک کے نظام معیشت سے جڑے اداروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ قوم کو سود کی لعنت اور نحوست سے بچانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔
- ✪ ملکی معیشت کو اسلامی اقتصادی نظام کے قریب تر لایا جائے جس کے نتیجے میں دولت چند ہاتھوں تک محدود نہیں رہے گی۔ ملاوٹ، دھوکہ اور ذخیرہ اندوزی کی سے جان چھوٹے گی۔

- تجارت، زراعت اور صنعت کو اسلامی بنیادوں پر فروغ دیا جائے ملک کے ذرائع آمدن بڑھیں گے اور قرضوں سے نجات کی راہ ہموار ہو گی۔
- مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی نگرانی میں ماہرین معاشیات کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو اسلامی نظام اقتصاد اور جدید اقتصادی نظام پر گہری نظر رکھتے ہوں۔ مزید یہ کہ وہ ملک کو جدید معاشی نظام (جس میں سود، غرر اور دھوکہ جیسی خرابیاں پائی جاتی ہیں اس) سے چھٹکارا اور اس کا عملی متبادل دینے کی صلاحیت و اہلیت رکھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہماری سود سے حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

سوموار، 14 نومبر، 2022

ملت اسلامیہ کو شیخ الہند کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسے عظیم لوگوں سے کبھی بانجھ نہیں فرمایا جو اِصلاح معاشرہ میں اپنا کلیدی کردار ادا کر کے بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے نمونہ بن جاتے ہیں۔ انہی مبارک ہستیوں میں ایک روشن نام حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1339ھ) کا ہے۔ آج کے معاشرے کو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی ضرورت کیوں ہے؟ یہ مضمون اسی سوال کا مدلل جواب ہے۔

معاشرے کی پہلی بنیادی ضرورت...... تعلیم:

کسی بھی معاشرے کی ترقی میں تعلیم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں آج تک جتنی قوموں نے ترقی کی ہے وہ اسی تعلیم کے سبب کی ہے لیکن جب تعلیم اغیار کی غلامی کی علامت بن جائے تو ایسے وقت میں کسی مرد حر کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ عالم اسلام میں فرنگیوں نے اپنی زبان کے بہانے اپنا کلچر اور اپنی تہذیب تھوپنے کی کوشش کی تو دینی تعلیم اور اسلامی تہذیب کے لیے متحدہ برصغیر میں دیوبند کے مقام پر مسجد چھتہ کے نیچے 15 محرم 1283ھ بمطابق 31 مئی 1866ء کو ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی گئی جس کا بنیادی مقصد عالم اسلام کو ان کی دینی اقدار، تہذیب اور تعلیم سے واقف کرانا تھا۔ اس مدرسہ کا سب سے پہلا طالب علم محمود حسن جو بعد میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1339ھ) کے نام سے معروف ہوا۔

اسی مدرسے کی بدولت لارڈ میکالے فرنگی کے نظامِ تعلیم کو شکست دی گئی اور متحدہ برصغیر میں اسلامی تہذیب و اقدار کی راہ ہموار کی گئی اور اس میں بنیادی کردار ادا

کرنے والوں میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا نام ان کے اساتذہ کے بعد سب سے روشن نظر آتا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ دیوبند کے ایک عظیم سپوت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کے شاگردوں نے پورے عالم میں اپنا علمی، عملی، سیاسی اور سماجی اثر ورسوخ قائم کر دیا۔

1......بحیثیت متعلم:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کے زمانہ طالب علمی کا مختصر تذکرہ اس لیے ضروری ہے کہ آج کی ہماری طلباء برادری کو یہ معلوم ہو سکے کہ انسان کو "شیخ الہند" کے مقام تک پہنچنے کے لیے کتنی اور کیسی محنت درکار ہوتی ہے؟ اس حوالے سے چند باتیں پیش خدمت ہیں:

علم اور سلوک ساتھ ساتھ:

محدث دارالعلوم دیوبند مولانا اصغر حسین رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1364ھ) ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

حضرت (شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ) ایامِ طالب علمی ہی سے قیام اللیل کے پابند تھے۔ دن کو تعلیم و تعلم کا شغل رہتا تھا۔ رات کو اوراد و اذکار اور معمولات مشائخ کے بعد نوافل اور ذکر اللہ میں مصروف ہو جاتے۔

حیاتِ شیخ الہند

مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

صلوٰۃ اللیل سے تو گویا آپ کو عشق تھا جب دیکھا کہ سب سو چکے ہیں چپکے سے اٹھے اور (نفل) نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے اور طویل طویل رکوع و قیام میں پوری پوری رات گزارتے۔

تذکرۂ شیخ الہند

اساتذہ سے دلی عقیدت:

ایک دینی مزاج رکھنے والے طالب علم اور استاد کے مابین محبت و عقیدت کا تعلق ہوتا ہے یہی وہ راستہ ہے جو کمال کی انتہاء تک لے جاتا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اپنے اساتذہ کے عقیدت مند اور حد درجہ ان کے فرمانبردار تو تھے ہی اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے خاندان کا بھی دل و جان سے احترام فرماتے تھے۔

استاد کا ادب:

مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو بخار تھا، زمانہ برسات کا تھا، آنا دیوبند تھا۔ شیخ الہند رحمہ اللہ نے اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کو گھوڑے پر سوار کیا، ایک ہاتھ سے اس کی لگام پکڑی اور ایک ہاتھ سے رکاب کے قریب ہو کر حضرت کی کمر کو سہارا دیا اور اسی طرح 22 میل کا راستہ پیدل طے کیا۔

تذکرۂ مشائخ دیوبند

استاد کے والد کی خدمت:

دارالعلوم دیوبند کے منصب اہتمام پر تقریباً چالیس سال تک اپنے فرائض کو بخوبی انجام دینے والے اور دنیا بھر میں دیوبند کو متعارف کرانے والے حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ (1403ھ) فرماتے ہیں:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1297ھ) کے والد شیخ اسد علی مرحوم مرض الوفات میں شدید دستوں (کی بیماری) میں مبتلا تھے، دیوبند لائے گئے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے گھر قیام تھا۔ ایک دفعہ دست (پاخانہ) چارپائی پر خطا ہو گیا۔ اس وقت حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بھی وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی نجاست اٹھانے کے واسطے کوئی ظرف (برتن) تھا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے بے تکلف

ساری نجاست اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اسے باہر پھینکا۔ اسی اثناء میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تشریف لائے دور سے دیکھا کہ ہاتھ نجاست سے لبریز ہیں اور وہ مواد بار بار پھینکنے جاتے ہیں تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بڑے متاثر ہوئے اور وہیں کھڑے کھڑے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور عرض کیا کہ خداوندا! محمود کے ہاتھوں کی لاج رکھ لے اور اس خاص وقت میں جو جو بھی اپنے اس محبوب تلمیذ کے لیے مانگ سکتے تھے ہاتھ اٹھائے ہوئے مانگتے رہے۔

پچاس مثالی شخصیات، مشمولہ مجموعہ رسائل حکیم الاسلام

استاد کی اہلیہ کا ادب:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1402ھ) فرماتے ہیں:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ باوجود اس کے کہ اپنے استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور آپ کے گھرانے کی بہت زیادہ خدمت کیا کرتے لیکن اس خدمت کو کافی نہ سمجھتے اور اس بات پر ہمیشہ خود کو نادم سمجھتے رہے کہ انہوں نے اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے احسانات کا حق ادا نہیں کیا چنانچہ سفر حجاز کے لیے روانہ ہوتے وقت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کے گھر حاضر ہوئے مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ کی خدمت میں عرض کیا: اماں جی! آپ کی کوئی خدمت نہیں کی، بہت شرمندہ ہوں اب سفر میں جا رہا ہوں ذرا اپنا جوتا دے دیجئے انہوں نے پسِ پردہ جوتا آگے بڑھا دیا حضرت نے اسے سر پر رکھا اور روتے رہے کہ میری کوتاہیوں کو معاف فرما دیجیے۔

آپ بیتی از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمہ اللہ

استاد کی اولاد کا ادب:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1297ھ) کے صاحبزادے حافظ محمد احمد نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1347ھ) حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے باوجودیکہ

شاگرد تھے لیکن استاد زادہ ہونے کی حیثیت سے ان کا بے حد احترام فرماتے تھے۔

حکیم الاسلام رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1403ھ) فرماتے ہیں: یہ معمول کی بات تھی کہ جب حافظ احمد صاحب حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے گھر تشریف لاتے جبکہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ صحن میں اپنی چارپائی پر تشریف فرما ہوتے تو دور سے حافظ صاحب کو آتا دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور ان کے لیے کرسی منگوا کر اپنے سراہنے رکھ کر انہیں اس پر بٹھاتے اور پھر خود چارپائی پر تشریف فرما ہوتے۔

پچاس مثالی شخصیات، مشمولہ مجموعہ رسائل حکیم الاسلام

2......بحیثیت معلم:

تعلیم کے حصول کے بعد تعلیم کے فروغ کا مرحلہ آتا ہے یہ مرحلہ حصول تعلیم سے بھی زائد ذمہ داریوں کا حامل ہوتا ہے۔ ایک ذمہ دار استاد اپنے شاگردوں میں وہ تمام جواہر اور صلاحیتیں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کی خود طلباء اور معاشرے کو ضرورت ہوتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بطور خاص دو اشخاص ایسے گزرے ہیں جنہوں نے افراد سازی کا ایسا کام کیا ہے کہ امت مرحومہ کی گردن پر ان کا احسان رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ ان میں ایک نام حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (150ھ) کا ہے اور دوسرا نام شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1339ھ) کا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے اپنے لائق شاگردوں کی ایک ایسی کھیپ میدان میں اتاری ہے جس نے شرق و غرب کو سمیٹ کر رکھ دیا۔

زمانہ تدریس اور معمولات کی پابندی:

مولانا عزیز الرحمٰن بجنوری رحمہ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: طالب علمی کی

زندگی کے بعد متصلاً ہی معلمانہ زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے یہ زندگی بھی آپ کی مکمل ترین زندگی ہے۔ دن میں دس دس، گیارہ گیارہ گھنٹے درس کے بعد سلوک و تصوف کے تمام اشغال نہایت پابندی سے ادا کرتے تھے۔ صلوٰۃ باجماعت کا تو اس قدر اہتمام تھا کہ تکبیر اولیٰ تک فوت نہ ہوتی۔ غرض کہ پورا دن اسی مشغولیت میں صرف ہوتا۔ مہمانوں کی کثرت، ان کی دیکھ بھال اور خدمت، بال بچوں کی تربیت اور اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی غرض کہ کوئی سی مشغولیت بھی آپ کو صلوٰۃ باجماعت، اداءِ اوراد و وظائف و قیام اللیل سے مانع نہ ہوتی تھی۔

تذکرہ مشائخ دیوبند

حلقہ درس کی ایک جھلک:

حافظ عبدالرشید ارشد رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: حلقہ درس دیکھ کر سلف صالحین و اکابر محدثین کے حلقہ حدیث کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا۔ قرآن و حدیث حضرت کو ازبر تھے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب زبان پر۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین، فقہاء مجتہدین رحمہم اللہ کے اقوال محفوظ۔ تقریر میں نہ گردن کی رگیں پھولتی تھیں نہ منہ میں کف آتا تھا۔ نہ مغلق الفاظ سے تقریر کو ادق اور بھدی بناتے تھے نہایت سبک اور سہل الفاظ بامحاورہ اردو میں اس روانی اور تسلسل کے ساتھ تقریر فرماتے کہ معلوم ہوتا تھا دریا امڈ رہا ہے...... مسندِ درس پر تقریر کے وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک شیر خدا ہے جو قوت و شوکت کے ساتھ حق کا اعلان کر رہا ہے۔

بیس بڑے مسلمان

زمانہ تدریس اور خانقاہ حاضری کا معمول:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) کا ابتداء سے اصلاح اور بیعت کا تعلق اپنے استاد مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1297ھ) سے رہا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1322ھ) سے اصلاحی نسبت قائم فرمائی۔

حکیم الاسلام رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1403ھ) ایک مقام پر فرماتے ہیں: حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی عادت یہ تھی کہ ہر جمعرات کو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے پاس حاضری کے لیے گنگوہ کا پیدل سفر کرتے تھے۔ جمعرات کو چھٹی کا گھنٹہ بجتا، اسی وقت سبق سے اٹھ کر گنگوہ کا راستہ لیتے۔ گنگوہ دیوبند سے 30 میل (تقریباً 49 کلو میٹر) ہے۔ حضرت اذانِ عصر پر چلتے اور عشاء گنگوہ میں پڑھ لیتے تھے۔ جمعے کا پورا دن حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں گزار کر اذان عصر کے قریب گنگوہ سے واپس ہوتے اور عشاء دیوبند میں پڑھ لیتے تھے۔ برسہا برس یہ معمول رہا، سردی ہو یا گرمی یہ معمول قضاء نہ ہوتا تھا۔

پچاس مثالی شخصیات، مشمولہ مجموعہ رسائل حکیم الاسلام

معاشرے کی دوسری بنیادی ضرورت...... جہالت کا خاتمہ:

جہالت ایک زہر ہے اور اس کا تریاق علم ہے۔ کتابیں علم کے خزانے کے لیے محفوظ صندوق کی مثل ہیں۔ کتابیں ذریعہ علم اور ذخیرہ آگہی ہیں، سب سے بہترین مصروفیت ہیں۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1339ھ) نے بے پناہ تدریسی اور تحریکی مصروفیات کے باوجود کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔

شیخ الہند رحمہ اللہ کی تصانیف:

کتاب	فن
ترجمہ قرآن کریم مع فوائد موضح القرآن	ترجمہ و تفسیر و حواشی قرآن
تصحیح ابی داؤد	حدیث مبارک
الابواب والتراجم *	حدیث مبارک

جهد المقل فی تنزیہ المعز والمذل	عقائد وکلام
مکاتیب و فتاویٰ	فقہ و احکام
ادلہ کاملہ	تردید غیر مقلدیت
ایضاح الادلہ	تردید غیر مقلدیت
احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ	تردید غیر مقلدیت
حاشیہ مختصر المعانی	علم بیان، بدیع اور بلاغت
کلیات شیخ الہند	شعر وادب

* **مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ:1364ھ) فرماتے ہیں:**

نظر بندی مالٹا میں ترقی درجات و رفعت مقامات کے ساتھ وحی الٰہی کا ترجمہ ختم کرتے ہوئے علوم قرآن پر مزید غور کرنے سے مناسبت بالا حادیث کو اضعاف مضاعف ترقی ہوئی اور علوم بخاری گویا منکشف ہو کر ایک داعیہ غیبی بخاری شریف کے متعلق کسی تحریر کا محرک ہوا اور حضرت نے تراجم بخاری کے متعلق متفرق اوقات میں بطرز یادداشت کچھ تحریر فرمانے کا ارادہ کیا اور ایسے زمانہ میں کہ آپ کے پاس بخاری شریف کا صرف ایک مصری نسخہ بلا حاشیہ و بین السطور موجود تھا۔

حسب معمول سلیس اردو میں اپنی تحقیق اور بہترین مناسبت بالا بواب تحریر فرمانی شروع کی اور جس قدر تحریر فرمانا مد نظر تھا ابھی اس قدر لکھنے کی نوبت نہ آئی تھی بلکہ ابتدائی 67 (سرسٹھ) ابواب کے متعلق لکھا گیا تھا کہ قید فرنگ سے رہائی ہوئی اور ہندوستان پہنچ کر کچھ ایام کثرت زائرین و مہمانان میں اور کچھ ضروری سفر میں اور باقی تکالیف و مرض میں گزر کر صرف پانچ ہی ماہ کے بعد وفات ہو جانے سے یہ عظیم الفوائد تحریر نامکمل رہ گئی۔

حضرت کی یہ آخری تصنیف اسی ناتمام حالت میں مولانا حسین احمد مدنی رحمہ

اللہ کی حسن سعی سے بصورت رسالہ مرتب ہوئی اور مولانا عزیر گل صاحب کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہو گئی۔

حیاتِ شیخ الہند

معاشرے کی تیسری بنیادی ضرورت...... آزادی:

ہر ترقی یافتہ معاشرے میں آزادی اور حریت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے اس میدان میں جو کردار ادا کیا ہے اس کی بدولت متحدہ برصغیر (ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش) کے ساتھ ساتھ حجازِ مقدس، افغانستان اور ترکی جیسے ممالک میں اہل اسلام نہ صرف محفوظ بلکہ مستحکم بھی ہیں۔ اس کے لیے آپ نے اپنے رفقاء کار کے ہمراہ جن تحریکی مراحل کو عبور کیا وہ تفصیل طلب ہیں۔ اس کے لیے قید و بند کی صعوبتیں، سزائیں اور ظلم و تشدد کی جو مشکلات پیش آئیں ان کو مضبوط اعصاب کے ذریعے صبر و تحمل سے برداشت کرنا، سہنا اور اپنے مشن کو مسلسل آگے بڑھانا صرف شیخ الہند رحمہ اللہ ہی کا خاصا ہے۔

اسارتِ شیخ الہند:

تحریک آزادی برصغیر کی قیادت کے جرم میں آپ کو گرفتار کر کے مالٹا نامی جزیرے میں قید کر دیا گیا۔ اس میں آپ پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے لیکن ظلم کے ان پہاڑوں کے سامنے آپ کی استقامت کی ہمالیہ ہمیشہ بلند رہی۔ قید خانہ نہ آپ کی ہمت میں کچھ کمی لا سکا، نہ عزم و ارادے کو متزلزل کر سکا، نہ مشن سے پیچھے ہٹا سکا اور نہ ہی آپ کے معمولات میں رکاوٹ بن سکا۔

زمانہ اسارت میں سختیوں کی ایک جھلک:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی وفات کے بعد غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ پر زخموں کے بڑے بڑے نشان ہیں۔ اس نے رشتہ داروں سے پوچھا انہوں

نے گھر والوں سے پوچھا لیکن کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ سب حیران تھے۔ اہلِ خانہ سے بھی اس بات کو چھپائے رکھا۔ آخر یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اس وقت کلکتہ گئے ہوئے تھے۔ ان کو شیخ الہند کی وفات کا پتہ چلا تو وہاں سے جنازہ میں شرکت کیلئے آئے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے' فرمانے لگے۔ یہ ایک راز تھا اور حضرت نے منع فرمایا تھا کہ میری زندگی میں تم نے کسی کو نہیں بتانا۔ اس لئے یہ امانت تھی اور میں بتا نہیں سکتا تھا۔ اب تو حضرت وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا اب تو میں بتا سکتا ہوں۔

وہ فرمانے لگے کہ جب ہم مالٹا میں قید تھے اس وقت حضرت کو اتنی سزا دی جاتی، اتنی سزا دی جاتی کہ جسم پر زخم ہو جاتے تھے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ فرنگی انگارے بچھا دیتے اور حضرت کو اوپر لٹا دیتے تھے۔ جیل کے حکام کہتے کہ محمود! صرف اتنا کہہ دو کہ میں فرنگیوں کا مخالف نہیں ہوں ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت فرماتے کہ نہیں نہیں! میں یہ الفاظ ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ میں اللہ کے دفتر سے نام کٹوا کر تمہارے دفتر میں نام لکھوانا نہیں چاہتا۔

ایک دفعہ حضرت رحمہ اللہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کو اذیت ناک سزا دی گئی ہے۔ ہم حضرت کے ساتھ تین چار شاگرد تھے۔ ہم نے مل کر عرض کیا، حضرت! کچھ مہربانی فرمائیں۔ اب جب حضرت نے دیکھا کہ مل کر بات کی تو ان کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے، فرمانے لگے: حسین احمد! تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ میں ان تکلیفوں میں شکست تسلیم کرلوں؟ یہ ممکن نہیں کیونکہ

❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا جن کو امیہ بن خلف تپتے ہوئے ریت پر لٹا کر مارتا تھا۔

❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا جن کو کفار پکڑ کر اتنا مارتے تھے کہ ان کے ہوش و حواس جاتے رہتے تھے۔

❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا جن کو گرم کوئلوں پر چِت لٹایا جاتا تھا۔

❖ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا جن کو ابوجہل نے برچھی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

❖ میں روحانی بیٹا ہوں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جن کو کوڑے مارے جاتے تھے اگر ایک کوڑا ہاتھی کو مارا جاتا تو وہ بھی بلبلا اٹھتا۔

❖ میں روحانی بیٹا ہوں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا کہ جن کو دو سال کے لیے گوالیار کے قلعے میں قید رکھا گیا تھا۔

❖ میں روحانی بیٹا ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا جن کے ہاتھوں کو کلائیوں کے قریب سے توڑ کر بے کار کر دیا گیا تھا۔

❖ کیا میں ان فرنگیوں کے سامنے شکست تسلیم کر لوں۔ نہیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں مگر دل سے ایمان نہیں نکال سکتے۔

شیخ الہند کا ذوقِ عبادت:

فقیہ الامت مولانا محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1416ھ) ایک مقام پر فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کثرت عبادت کی بنا پر پاؤں ورم کر گئے تو اس پر خوش ہو کر فرمایا: آج ایک سنت (حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ہائے مبارک کثرت قیام کی بنا پر ورم کر جاتے تھے) پر اتباع نصیب ہوا۔

ملفوظاتِ فقیہ الامت

زمانہ اسارت میں معمولات کی ایک جھلک:

مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1364ھ) ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

مولانا عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر جاگتے تھے کچھ اپنے اوراد پڑھتے تھے پھر تقاضہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اکثر وضو فرماتے تھے کبھی کچھ دیر کے لیے باتیں کرتے پھر سو جاتے کیونکہ دس بجے کے بعد حکماً روشنیاں بجھادی جاتی تھیں۔ الغرض دس بجے سب لوگ سو جاتے تھے۔ مولانا تقریباً

- ایک بجے یا ڈیڑھ بجے شب کو اٹھتے تھے۔ دبے پیروں نکل کر دروازے سے باہر تشریف لے جاتے تھے......وضو فرماتے...... صبح تک مراقبہ فرماتے، اور ذکر خفی میں مشغول رہتے تھے۔ ہزار دانوں کی تسبیح ہمیشہ سرہانے رکھی رہتی تھی۔
- اسم ذات کی کوئی مقدار معین فرما رکھی تھی اس کو ہمیشہ بالالتزام پورا فرماتے تھے مراقبہ کا اس قدر انہماک ہو گیا تھا کہ اکثر حصہ دن رات کا اس میں گزرتا تھا۔
- نماز (فجر) باجماعت ادا فرما کر مصلے پر آفتاب کے بلند ہونے تک مراقب رہتے تھے اس کے بعد اشراق کی نماز ادا فرماتے۔
- دلائل الخیرات اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ کچھ وقت ترجمہ قرآن مجید تحریر فرماتے یا اس (ترجمے والے کام) پر نظر ثانی فرماتے۔
- کبھی اس وقت خط لکھتے یا مولوی وحید احمد کو سبق پڑھاتے۔ قیلولہ فرماتے
- نماز ظہر کی تیاری فرماتے وضو کے بعد تلاوت قرآن، دلائل الخیرات اور حزب الاعظم وغیرہ میں مشغول ہوتے۔ قرآن کریم کے روزانہ دس پارے تلاوت کرتے۔ نماز ظہر کے بعد جو شاگرد آپ کے ساتھ قید تھے ان کو ترجمہ قرآن وغیرہ پڑھاتے۔

- نماز عصر کے بعد ذکر خفی لسانی میں مشغول ہو جاتے اور ہزار دانوں والی تسبیح کو چادر کے نیچے چھپا کر ذکر فرماتے۔
- نماز مغرب کے بعد نوافل وغیرہ سے فارغ ہو کر ذکر اسم ذات میں نماز عشاء تک مصروف رہتے اور عشاء کے بعد پھر وہی معمول۔

ملخص از حیات شیخ الہند

شیخ الہند رحمہ اللہ کا منہج:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک طرف تو انگریز بر سر پیکار تھا تو دوسری جانب انگریزوں کے ایماء پر اہل اسلام میں داخلی انتشار کی راہ ہموار کرنے میں کچھ لوگ بھی موجود تھے جو اہل اسلام کو شکوک و شبہات میں ڈال کر ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے خارجی فتنوں کا مقابلہ کرتے وقت داخلی فتنوں کو نظر انداز نہیں کیا۔ غیر مقلدیت کے پیشوا مولانا محمد حسین بٹالوی جو وکیل اہلحدیث کہلاتے تھے انہوں نے اشتہار شائع کیا اور احناف کو چیلنج کیا کہ درج ذیل دس مسائل قرآن اور صحیح حدیث سے ہو ثابت کر دیں۔ بطور تحدی فی آیت اور فی حدیث دس روپے انعام بھی رکھا۔

1. نماز میں رفع الیدین نہ کرنا
2. نماز میں آمین آہستہ کہنا
3. نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا
4. نماز میں مقتدی کا قراءت نہ کرنا
5. ائمہ اربعہ کی تقلید کا واجب ہونا
6. ظہر کا وقت مثلین کے آخر تک رہنا
7. قضا کا ظاہراً اور باطناً نافذ ہونا

8. آبِ کثیرہ کی تحدید دہ در دہ ہونا

9. پیغمبروں اور عام مسلمانوں کا نفس ایمان میں مساوی ہونا

10. محرمات ابدیہ کے ساتھ نکاح کرنے والے کو حد شرعی نہ لگانا

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے اپنے استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی اجازت سے اس اشتہار کا مدلل جواب لکھا جس کا نام "ادِلّۂِ کاملہ" رکھا۔ مولانا بٹالوی نے کافی عرصہ تک خود اس کا جواب نہ دیا ہاں محمد احسن امروہی غیر مقلد نے اس کا جواب "مصباح الادّلہ" کے نام سے لکھا۔ جس میں "ادّلۂِ کاملہ" کا جواب دینے کے بجائے لعن طعن اور بازاری زبان استعمال کی گئی۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے "مصباح الادّلہ" کا جواب "ایضاح الادّلہ" کے نام سے دیا۔

ایضاح الادلہ میں مصنف مصباح الادلہ محمد احسن امروہی کے بارے میں فرمایا: "تکفیر مومنین میں معتزلہ اور خوارج کے شاگرد ہیں اور یہ امور گو یقیناً سخت خوفناک ہیں اور سبب خذلان وہلاک ہیں"

مصنف مصباح الادلہ قادیانی بن گیا:

جو شخص اللہ کے ولی کے ساتھ دشمنی رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ فرماتے ہیں اور جنگ میں دشمن کی سب سے قیمتی چیز ختم کی جاتی ہے۔ محمد احسن امروہی نے جب شیخ الہند رحمہ اللہ اور احناف کے دیگر اکابرین بالخصوص حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 150ھ) پر زبان طعن دراز کی اور ان کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت کی۔ اللہ کی ایسی گرفت آئی کہ یہ شخص مرتد ہو کر قادیانی بن گیا۔ خدا کی پھٹکار دیکھیے جو شخص امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ جیسے فقیہ اور مجتہد کو لائق اقتداء نہیں سمجھتا تھا وہی مرزا غلام احمد قادیانی جیسے ملعون، دجال اور کذاب کو لائقِ اتباع ماننے لگا۔

شیخ الہند کا طرہ امتیاز...... افراد سازی:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے رسمی تدریس سے کام نہیں لیا بلکہ آپ کی تدریس میں علمی، عملی اور اخلاقی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ تحریکی اور انقلابی پہلو بھی تھا۔ آپ نے ہر میدان میں اپنے شاگردوں کو اتارا جنہوں نے ان محاذوں پر نہ صرف یہ کہ کام کیا بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ ایک صدی بیت گئی، حالاتِ زمانہ نے بہت انگڑائیاں لیں، اس کے باوجود آج بھی دنیا ان کی پالیسیوں پر چل کر مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اور ان شاء اللہ بڑھتی ہی رہے گی۔ ذیل میں آپ کے چند تلامذہ کے نام اور جن میدانوں میں ان کی نمایاں خدمات ہیں ان کا مختصر سا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

نام	سنِ وفات	امتیازی اوصاف
امام العصر مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	1352ھ	علم الکلام، تردیدِ کفر و ارتداد
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	1362ھ	علم الکلام، تصوف اور سیاست
امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ	1363ھ	اسلامی سیاست
بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ	1363ھ	دعوت و تبلیغ
عارف باللہ مولانا سید اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ	1364ھ	تصنیف، تصوف اور تدریس
شارح صحیح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	1369ھ	علم تفسیر و حدیث، سیاست
مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	1372ھ	علم فقہ، افتاء
شیخ الادب مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	1374ھ	علم حدیث، ادب و بلاغت
شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	1377ھ	علم حدیث، سیاست، تردید فِرَقِ باطلہ
امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	1383ھ	علم تفسیر، تصوف و سلوک

مسلمانوں کی تباہی کی دو بنیادی وجوہات:

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ مالٹا کی جیل سے رہا ہونے کے بعد

دار العلوم دیوبند تشریف لائے اور علماء و طلباء کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرمایا تو کہا: ہم نے مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں اور فرمایا: میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی لحاظ سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔

1: ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا

2: اور دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔

اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے، بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب ہر بستی بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا باتوں کا معنیٰ یہ ہے کہ آپس میں اختلافات کو اچھالا نہ جائے بلکہ برداشت کیا جائے مشترکات اور متفقات پر امت کو اکٹھا کیا جائے اور مختلفات سے بچایا جائے۔ حضرت رحمہ اللہ کے فرمان کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ اگر مسلمانوں کا کوئی فرقہ جو ضال اور مضل ہو مسلمانوں کے عقائد اور نظریات پر حملہ آور ہو اس کو یہ کہہ کر برداشت کر لیا جائے کہ شیخ الہند رحمہ اللہ نے آپس کے اختلافات سے منع کیا ہے۔ اس لیے کہ شیخ الہند رحمہ اللہ کے مزاج کو صحیح طور پر سمجھنے والے ان کے براہ راست شاگرد ہیں انہوں نے جس طرح کفار کے خلاف قلم اٹھایا ہے اسی طرح مسلمانوں کے گمراہ فرقوں کے خلاف بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً:

✪ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1352ھ) کی فرق ضالہ

کے خلاف چند کتابیں:

- فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب
- نیل الفرقدین فی مسئلۃ رفع الیدین
- بسط الیدین
- خاتمۃ الخطاب فی فاتحۃ الکتاب

✪ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1362ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

- الاقتصاد فی بحث التقلید والاجتہاد
- الکلام الفرید فی التزام التقلید
- الارشاد الی مسئلۃ الاستمداد
- حفظ الایمان
- تغیر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان
- بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان
- رد التوحد فی طلاق ذات التعدد
- مفید المومنین فی رد المبتدعین

✪ مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1372ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

- دلیل الخیرات فی ترک المنکرات
- خیر الصلات فی حکم الدعاء للاموات

✪ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1377ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

- ❖ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب
- ❖ مودودی دستور کی حقیقت
- ❖ مکتوبِ ہدایت

✪ امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1383ھ) کی فرق ضالہ کے خلاف چند کتابیں:

- ❖ اصلی حنفیت
- ❖ مودودیت سے علماء حق کی ناراضگی کے اسباب

دیوبندیت کا معیار:

حضرت شیخ الہند کے شیخ اول اور استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت کے شیخ ثانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، خود شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ اور آپ کے بلاواسطہ تلامذہ مثلاً

- ✪ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1352ھ)
- ✪ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1362ھ)
- ✪ بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1363ھ)
- ✪ شارح صحیح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1369ھ)
- ✪ مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1372ھ)
- ✪ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1377ھ)

ان کے عقائد و نظریات کا نام ''دیوبندیت'' ہے اور انہی کے طرز عمل کا نام ''دیوبندیت کا منہج'' ہے۔ جس بات پر یہ حضرات متفق ہوں وہ ''دیوبندیت کا اتفاقی مسئلہ'' ہے جس بات میں ان کا باہمی اختلاف ہو وہ ''دیوبندیت کا اختلافی مسئلہ'' ہے۔

ان کے بعد کوئی عالم اگر عقیدہ یا مسئلہ بیان کرے تو دیکھا جائے گا کہ ان

حضرات کی متفقہ رائے کے مطابق ہے تو اسے "دیوبندیت کا موقف" کہیں گے اور اگر وہ مسئلہ ان حضرات کی رائے کے خلاف ہو تو وہ "دیوبندیت کے خلاف موقف" کہیں گے۔ ان حضرات کے بعد والے لوگوں کے اختلاف کو "دیوبندیت میں اختلاف" کے عنوان سے نہیں بلکہ "دیوبندیت سے اختلاف" کے عنوان سے تعبیر کریں گے۔

وفات حسرت آیات:

بالآخر 18 ربیع الاول 1339ھ مطابق 30/ نومبر 1920ء بروز منگل مرض میں شدت ہوئی، آپ رحمہ اللہ پر موت کے اثرات شروع ہو گئے۔ آپ کے شاگرد خاص حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی نے سورۂ یٰس شروع کی مگر وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ پائے رو بھی رہے تھے لیکن ادب کی وجہ سے آواز بھی اونچی نہیں کرتے تھے۔

اس لئے حافظ محمد الیاس نے سورۂ یٰس پڑھنی شروع کی ابھی سورۃ ختم نہیں ہوئی تھی کہ حضرت نے خود بخود حرکت کر کے اپنا بدن سیدھا کیا، ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر سیدھی کیں اور آٹھ بجے جب سورۃ ختم ہونے کے قریب تھی آپ نے آنکھ کھولی اور زبان کو حرکت دی سورۃ یٰس کے آخری لفظ ترجعون کی آواز سن کر تین مرتبہ اللہ اللہ اللہ کہا اور ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

حاصل کلام:

✪ اگر آپ طالب علم ہیں تو آیئے شیخ الہند جیسے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔ یعنی:

1: اساتذہ سے محبت اور ان کا ادب

2: علم پر عمل

3: اسباق کی پابندی

4: راتوں کی عبادت

5: دعاؤں کا اہتمام

✪ اگر آپ استاد ہیں تو آیئے شیخ الہند جیسے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔ یعنی:

1: تعلق مع اللہ

2: شیخ سے عقیدت

3: کثرت عبادت

4: کتابوں کی آسان انداز میں تفہیم

5: افراد سازی

✪ اگر آپ مبلغ ہیں تو آیئے شیخ الہند جیسے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔ یعنی:

1: اکابر پر اعتماد

2: تصنیف و تالیف

3: احقاق حق ابطال باطل

4: علمی فتنوں کی سرکوبی

5: فرقہ واریت کا خاتمہ

✪ اگر آپ قائد ہیں تو آیئے شیخ الہند جیسے اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔ یعنی:

1: قوتِ برداشت

2: ثابت قدمی

3: تحریکی سرگرمیوں میں اہل اسلام اور اہل وطن کی خیر خواہی

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کے منہج کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

سوموار، 28 نومبر، 2022

نظریات مولانا حسین احمد مدنی کی عصری معنویت

اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے صدقے اس امت کے علماء کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جانشینی اور وراثت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے کہ جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی عہدہ، منصب اور مقام نہیں کر سکتا۔ یہ سلسلہ عہد نبوت سے تاحال جاری ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک رہے گا جب تک مشیت ایزدی میں ہوا۔ اس مبارک سلسلے میں بہت سے باکمال لوگ آئے اور اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرتے ہوئے آخرت کو کوچ کر گئے انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک نام شیخ الاسلام والمسلمین مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

نام نسب:

حسین احمد بن حبیب اللہ

ولادت:

19 شوال المکرم 1296ھ بمطابق 1879ء بروز پیر بمقام ٹانڈہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

خاندان:

آپ رحمہ اللہ کا خاندان 800 ہجری میں افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آکر آباد ہوا۔ آپ سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا شجرہ نسب حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

تحصیل علم:

آپ رحمہ اللہ نے اپنی تعلیم کا آغاز 5 برس کی عمر میں کیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں رہ کر حاصل کی۔ قرآن مجید کے ابتدائی پانچ پارے اپنی والدہ ماجدہ سے

پڑھے اور بقیہ پارے اپنے والد صاحب کے پاس پڑھے۔ 8 برس کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنا شروع فرمائی۔ ابتدائی کتب اپنے گھر میں رہ کر پڑھیں۔ 1308ھ میں 13 برس کی عمر میں دیوبند تعلیم حاصل کرنے کے لیے چلے گئے۔

سلوک و احسان:

دینی تحریکات میں اس وقت تک جان پیدا نہیں ہو سکتی جب تک تصوف و سلوک کو عملاً اپنایا نہ جائے۔ بالخصوص وہ افراد جو دینی تحریکات کی قیادت کر رہے ہوں انہیں جبری مشقت کے ساتھ عبادت کرنے کا اشارہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ سے ملتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کو اسی ضابطے کے مطابق بسر کیا۔ 1316ھ میں آپ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے آپ کو دستار خلافت عطا کی۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کی بابرکت مجالس میں اپنی روحانی تربیت کے لیے شرکت فرماتے رہے۔

مستقل مزاجی:

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس دنیا میں کامیاب ہونے والے تمام لوگوں میں ایک بات قدر مشترک رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ کام کو مستقل مزاجی سے کیا جائے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اسی اصول پر کاربند رہے۔ اختصاراً صرف دو واقعے پیش خدمت ہیں۔

1: مفکر اسلام مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

رات کو دس بجے کہیں سفر سے واپس آئے، اسی وقت طلبہ کو اطلاع ہوئی کہ درس ہوگا، کیسی نیند، کہاں کا تکان، پورے نشاط کے ساتھ درس دیا، اسی میں طلبہ کے

سوالات کے جوابات اور وہ بھی غیر متعلق سوالات کے جوابات آپ تعجب سے سنیں گے کہ حج کے سفر سے واپس آئے ہیں۔ جس سفر کے بعد مہینوں لوگ تھکن اتارتے ہیں اور کس طرح آئے ہیں کہ راستہ میں ہر بڑے اسٹیشن پر متعلقین و محبین سے مصافحہ کرتے، مزاج پوچھتے، ملاقات کرتے آئے ہیں، آتے ہی حکم ہوا کہ سبق ہوگا، بتایئے سیاسی لیڈوروں میں یہ واقعہ مل سکتا ہے ؟ کہ مشاہیر عصر میں ؟بغیر انتہائی تعلق مع اللہ کے یہ ممکن نہیں، یہ ہیں وہ کرامتیں جو بڑی بڑی حسی کرامتوں سے بدرجہا بلند ہیں۔

تذکرہ شیخ الاسلام، ص:127

2: حکیم ضیاء الدین صاحب رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی اہلیہ کی وفات ہوگئی، تدفین سے فراغت کے کچھ دیر بعد دارالحدیث حاضر ہوکر بخاری شریف کا درس شروع فرمادیا، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے درس موقوف کرنے کی درخواست کی اور سمجھانے کی کوشش کی ،تو فرمایا: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اطمینان قلب کس چیز سے حاصل ہو سکتا ہے۔

شیخ الاسلام نمبر، ص78

علمی خدمات:

آپ 1316ھ میں اکثر کتب درسی سے فارغ ہوگئے اور مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے تو آپ کے استاد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ نے خود آپ کو الوداع کرنے اسٹیشن تک تشریف لائے اور فرمایا:”درس و تدریس کا مشغلہ ہرگز نہ چھوڑنا۔ چاہے ایک یا دو طالب علم ہی ہوں۔“ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو عربی اور ہندوستانی طلبہ نے پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے شیخ الہند رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق حرم مدینہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ دینی کتابت کا مشغلہ بھی

جاری رکھا۔ آپ کا یہ پہلا تدریسی مرحلہ تھا جو دو سال تک رہا۔

اس کے بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بلانے کی وجہ سے آپ ہندوستان واپس آ گئے۔ دو سال یہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد جب آپ 1320ھ بمطابق 1901ء دوبارہ مدینہ پہنچے تو تدریسی سلسلہ کو بڑے پیمانے پر شروع کیا اور اپنے حلقہ کو وسیع کر دیا۔ جب طلبہ کی کثرت ہوئی تو کثرت ہجوم کی وجہ سے آپ حرم مدینہ میں پانچوں نمازوں کے بعد پڑھانے لگے۔ روزانہ 14 اسباق پڑھاتے تھے، جس کی ترتیب یہ ہوتی تھی:

نمبر شمار	اوقات	تعداد اسباق
1	نماز فجر کے بعد	5
2	نماز ظہر کے بعد	4
3	نماز عصر کے بعد	2
4	نماز مغرب کے بعد	2
5	نماز عشاء کے بعد	1

مجموعی طور آپ نے مدینہ منورہ کی طرف تین مرتبہ سفر کیا اور تقریباً تیرہ یا چودہ سال پڑھایا۔

مدینہ منورہ قیام کی تفصیل:

قیام کی تفصیل	ابتداء	انتہاء	کل مدت
پہلا قیام	اوائل 1317ھ	1318ھ	دو سال
دوسرا قیام	1320ھ	1326ھ	سات سال
تیسرا قیام	1332ھ	1335ھ	چار سال

دارالعلوم دیوبند میں 1336ھ سے تا وقتِ وفات تقریباً 32 برس منصب

تدریس پر فائز رہے تدریسی میدان کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ نے تصنیفی میدان میں بھی کام کیا۔ تدریسی، تحریکی، سیاسی اور سماجی مصروفیات کے باوجود آپ نے اساسیاتِ وسیاسیات اسلام کی اشاعت و حفاظت کا فریضہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے اصولوں کی روشنی میں ادا کیا۔ تصانیف درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	کتاب کا نام	موضوع
1	عمل و عقیدہ	عقیدہ
2	دروس بخاری	حدیث
3	تقریر ترمذی	حدیث
4	الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ	حدیث / تردید مرزائیت
5	ڈاڑھی کا فلسفہ	سنت
6	سلاسلِ طیبہ	تصوف و سلوک
7	معارف و حقائق	تصوف و سلوک
8	فتاویٰ شیخ الاسلام	فقہ اسلامی
9	ایمان و عمل مع اعتراضات وجوابات	تردیدِ فرق ضالہ و باطلہ
10	الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب	تردیدِ فرق ضالہ و باطلہ
11	مودودی دستور کی حقیقت	تردیدِ فرق ضالہ و باطلہ
12	مکتوب ہدایت	تردیدِ فرق ضالہ و باطلہ
13	متحدہ قومیت اور اسلام	سیاست
14	پاکستان کیا ہے؟	سیاست
15	ہمارا ہندوستان	سیاست
16	مسلم لیگ کی آٹھ مسلم کش سیاسی غلطیاں	سیاست
17	خطباتِ صدارت	سیاست

18	خطبات مدنی	خطبات
19	نقشِ حیات (خود نوشت سوانح حیات)	سیر و سوانح
20	اسیر مالٹا	سیر و سوانح
21	مکاتیب شیخ الاسلام (چار جلدیں)	متفرق
22	ملفوظات شیخ الاسلام	متفرق

حضرت مدنی رحمہ اللہ کے متکلمانہ ذوق سے متعلق چند مختصر تصریحات پیش خدمت ہیں۔

1: عقیدہ توحید ورسالت:

نہ فقط اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کا ایمان بغیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کے معتبر ہے اور نہ فقط رسول پر ایمان بغیر اللہ کے اور اس کی توحید کے ایمان کے معتبر ہے اور نہ بعض رسولوں پر ایمان اور بعض پر عدم ایمان معتبر ہے۔ اس لیے یہ قول کہ صرف لا الہ الا اللہ کا قائل یا عامل قابل نجات ہے اس کو اقرار برسالت کی ضرورت نہیں، باطل ہے۔

2: قرآن کریم:

قرآن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواترا منقول ہے یعنی اس کو نقل کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر نفوس کثیرہ رہے ہیں جن میں جھوٹ بولنے یا غلطی کرنے کا احتمال باقی نہیں رہتا اس لیے اس کا منکر کافر ہے اور اس کا ماننا عقلاً نقلاً ضروری ہے۔

3: حدیث مبارک:

احادیث قدسیہ ہوں یا غیر قدسیہ ان کو نقل کرنے والے اتنے کثیر نفوس نہیں ہیں اس لیے ان میں احتمال جھوٹ یا غلطی کا آتا ہے اس لیے قطعی الثبوت نہ ہوں

گی اور ان کا منکر کافر نہ ہو گا۔ یہ فرق ہمارے لیے ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے نہیں ان کے لیے قرآن اور ارشادات نبویہ سب قطعی الثبوت ہیں۔

4: محبت رسول ﷺ:

محبت عموماً دو قسم کی ہوتی ہے محبت اجلال اور محبت شفقت۔ قسم اول میں والد سب سے بڑھا ہوا ہے۔ قسم ثانی میں ولد سب سے بڑھا ہوا ہے ہر دو محبتوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور عقلی محبت سب سے بالا ہونی مطلوب ہے یعنی انسان کو اپنی نفسانی خواہشات اور راحات سے پھیرنے والی یہ محبتیں ہوتی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے احکام اور اتباع میں ان دونوں کے پھیرنے سے زیادہ تر پھرنا ازبس ضروری ہے۔

5: زیارتِ روضہ رسول ﷺ اور توسل:

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک حضوری مدینہ منورہ کے بارے میں مرجوح بلکہ غلط مسلک ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرورِ کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جانا چاہیے محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی طرف رضا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے اسی وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج کے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔ مسجد کی نیت خواہ طبعاً کرلی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کی جائے تاکہ الا زیارتی والی روایت پر عمل ہو جائے۔

6: عقیدہ حیات النبی ﷺ:

مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین و شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔

7: ردِّ روح کی تشریح:

(الف): ابوداؤد کی روایت میں "رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" فرمایا گیا ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ إِلاَّ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اُسَلِّمَ عَلَیْہِ اَوْ کَمَا قَالَ" اگر لفظ "اِلَیَّ رُوْحِیْ" فرمایا گیا ہوتا تو آپ کا شبہ وارد ہو سکتا تھا، "اِلٰی" اور "عَلٰی" کے فرق سے آپ نے ذہول فرمایا، "عَلٰی" استعلاء کے لئے ہے اور "اِلٰی" نہایتِ طرف کے لئے ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا، نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہو گئی تھی اور اب اس کو جسم اطہر کی طرف لوٹا گیا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدارج قرب و معرفت میں ہر وقت ترقی پزیر ہیں اس لئے توجہ الی اللہ کا انہاک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کمزور کر دیتا ہے، چونکہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین بنایا گیا ہے اس لئے بارگاہِ الوہیت سے درود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطاء فرمائی گئی ہے کہ خود سرور کائنات علیہ السلام کو اس استغراق سے منقطع کر کے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے متوجہ ہو کر دعا فرماتے ہیں۔

(ب): اگر بالفرض وہی معنی لیے جائیں جو آپ سمجھے ہیں اور ''عَلیٰ'' اور ''اِلیٰ'' میں کوئی فرق نہ کیا جائے تب بھی یہ روایت دوامِ حیات پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اندورونِ نماز اور بیرونِ نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو، اس لئے دوامِ حیات لازم آئے گا۔

مکتوبابِ شیخ الاسلام حصہ اول ص248 تا252

8: عقیدہ حیات النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:

آپ کے حالات زندگی جو مولانا افضال الٰہی دیوبندی رحمہ اللہ نے لکھے ہیں، ان میں مرقوم ہے:

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درس حدیث کے دوران آپ کے ایک شاگرد کو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اشکال وشکوک تھے۔ (ایک دفعہ) دورانِ درس اس طالب علم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبہ خضراء اور نہ روضۂ پاک کی جالیاں بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما تھے۔ اس طالب علم نے بولنا چاہا اور دوسرے ساتھیوں کو بتانا چاہا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کر دیا اشارے سے۔ سبحان اللہ! اس طالب علم کو مشاہدہ کرا کے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام شکوک کو حل کرا دیا۔

9: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات و احادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہو گا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہے۔

10: المہند علی المفند اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار:

"المہند علی المفند" المعروف عقائد علماء دیوبند فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1346ھ) کی تالیف جو علماء حرمین کے ان سوالات کے جوابات ہیں جو انہوں نے اکابرین علماء دیوبند کے پاس تحقیق کی غرض سے بھیجے تھے۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے 1906ء میں جب مکہ مکرمہ کا سفر کیا تو حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ ہی میں ایک رسالہ مرتب کیا جس میں اکابرین علما دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ وغیرہم کی عبارات کو قطع وبرید کر کے پیش کیا اور ان پر قطعی کفر کا فتویٰ لگایا۔

طرفہ تماشہ یہ کہ تکفیری عمل یہیں تک محدود نہ رہا بلکہ موصوف نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(معاذ اللہ) علماءِ حرمین چونکہ علماءِ دیوبند سے واقف تھے اور نہ ان کی تصانیف سے آشنا، اس لیے اس رسالہ کی مندرجہ عبارات کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔

انہی دنوں مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں تھے۔ جب آپ کو اس تکفیری مہم اور خان صاحب بریلی کی اس ناشائستہ حرکت پر اطلاع ہوئی تو آپ نے علماء حرمین کو حقیقت حال سے مطلع کیا۔ ان حضرات نے 26 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ اکابر علماء دیوبند کے پاس بغرض تحقیق بھیجا کہ ان کے جواب تحریر کریں اور اپنے عقائد و نظریات ان کے جوابات کے ضمن میں واضح کریں۔

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے فصیح عربی

زبان میں مذکورہ سوالات کے جوابات تحریر فرمائے، تمام مشاہیر دیوبند حضرت شیخ الہند، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیزالرحمٰن، حکیم الامت حضرت تھانوی، حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوری اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہم اللہ وغیرہم جیسے بزرگوں نے تصدیقات ثبت کیں، ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ کے ممالک کے جید علماء و مشائخ نے بھی اپنی تصدیقات و تائیدات کے ساتھ اس کو زینت بخشی۔ یوں یہ رسالہ 1325ھ میں تحریر ہوا اور "المہند علی المفند" کے نام سے شائع ہو کر عوام و خواص میں معروف ہوا۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام:

اللہ تعالیٰ کی ذات بہت قدر دان ذات ہے وہ محنت کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں فرماتے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی مسلسل اخلاص والی محنت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ آپ کے فیض کو پوری دنیا میں عام فرما دیا۔ آج دنیا کے اکثر ممالک میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کا فیض پہنچ چکا ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبد الحق رحمہ اللہ (اکوڑہ خٹک، پاکستان) فرماتے ہیں: ہند و پاک میں جس قدر دینی مدارس ہیں ان سب میں حضرت والا (حضرت مدنی رحمہ اللہ) کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد کام کر رہے ہیں۔

خلفاء کی تعداد:

نمبر شمار	ملک	تعداد
1	بنگلہ دیش	92
2	ہندوستان	65
3	پاکستان	6
4	جنوبی افریقہ	3
5	برما	1

سیاسی خدمات:

آپ نے نظام اسلام کے عملی نفاذ کے لئے اسلام کی سیاسی قوت کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ اسے شریعت کا حصہ قرار دیا آپ نے بذات خود بہت سی تحریکات میں نہ صرف عملی طور پر حصہ لیا بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ ان تحریکوں میں سب سے بڑی تحریکِ خلافت کی تھی۔

تحریکِ خلافت:

حضرت مدنی رحمہ اللہ اپنے استاد و مربی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے ساتھ مالٹا میں اسیر کر دیے گئے اور اسلام دشمنوں نے میدان صاف پاکر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل تو کر لی مگر اس ظلم و ستم سے دنیا بھر کے مسلمانوں خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں میں ایک خاص جذبہ آزادی اور انگریز کو دشمن قرار دینے اور اس سے وطن کو آزاد کرانے کا جذبہ پیدا ہوا اور ایسا پیدا ہوا کہ برصغیر میں خلافت کے نام پر ایک مستقل تحریک شروع کر دی گئی اس کی قیادت علماء کرام کے ہاتھوں میں تھی۔ شہروں سے لے کر دیہاتوں تک یہ تحریک خلافت کے نام سے پھیل گئی۔ حضرت مدنی اپنے استاد شیخ الہند کے ساتھ 8 جون 1920ء کو رہا ہو کر آئے تو اس وقت خلافت کی تحریک زوروں پر تھی اس میں دونوں حضرات نہ صرف شریک ہوئے بلکہ سرگرمی سے حصہ لیا۔ چند ماہ بعد حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ قوم نے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو ان کا جانشین بنا دیا۔ آپ کے ارشادات سننے کے لیے کئی جلسے منعقد کیے گئے۔ تمام جلسوں میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی گفتگو کا موضوع درج ذیل باتیں ہوئی تھیں۔

نمبر شمار	موضوعات
1	خلافت کی ضرورت و اہمیت

2	ترکوں کی شاندار خدمات اور استحقاق خلافت
3	عرب کے نعرہ قومیت کا نقصان
4	ہندوستانی مسلمان کے جانی و مالی نقصانات کا تذکرہ

ہر اجلاس اور جلسہ میں مسئلہ خلافت پر زور دیا گیا۔ یہ صرف ایک سیاسی مسئلہ نہ تھا بلکہ اس کا تعلق اور اصلی محرک جزیرہ عرب کی یہود و نصاریٰ سے حفاظت تھی۔ اور اس کے مطالبات یہ تھے:

نمبر شمار	مطالبات
1	جزیرہ عرب کو غیر مسلم عناصر سے پاک کیا جائے
2	جزیرہ عرب کی وسعت صرف حرمین تک محدود نہیں بلکہ عراق، بصرہ اور بغداد بھی اس میں شامل ہیں
3	انگریز کے قبضہ تک صلح اور سمجھوتہ ناممکن ہے

تحریکات میں قائدانہ کردار:

آپ نے جن مشہور سیاسی تحریکات میں حصہ لیا اور ان میں صف اول کے رہنما کی حیثیت سے کردار ادا کیا۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	تحریک
1	تحریک خلافت
2	جمعیت علمائے ہند
3	تحریک مدح صحابہ رضی اللہ عنہم
4	ترک موالات
5	کانگریس
6	ہندوستان چھوڑ دو

تحریک کے نتائج اور ثمرات:

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے یہ تمام کارنامے ملی مفاد اور اسلامی شرعی زندگی کے قیام و تحفظ کے نقطہ نظر سے تھے۔ ان تمام تحریکوں کا فائدہ کسی ایک قوم یا ملت کیلئے مخصوص نہ تھا بلکہ ان کے فوائد پورے ملک کیلئے عام تھے۔ بیرون ملک کے مسلمان ممالک اور تمام برطانوی مقبوضات اور دنیا کی تمام محکوم اور غلام قوموں کو پہنچنے والے تھے۔

اختلاف اکابر کا ثمرہ:

1: شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے متحدہ ہندوستان کے لیے گانگریس کی حمایت کی۔

2: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آزاد مسلم ریاست کے لیے مسلم لیگ کی سرپرستی کی۔

بظاہر یہ اختلاف تھا لیکن تکوینی طور پر اس کے ثمرات بہت اچھے ظاہر ہوئے اور کیوں نہ ہوتے جب اختلاف اخلاص کی بنیاد پر تھا۔ دونوں سیاسی بصیرت رکھتے تھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی سے ہندوستان میں مسلمان محفوظ ہو گیا اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسی سے پاکستان کا مسلمان محفوظ ہو گیا۔ اگر یہ اختلاف نہ ہوتا تو نہ پاکستان بنتا اور نہ ہی ہندوستان کا مسلمان کبھی محفوظ ہوتا۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی زندگی کا ہر باب اس لائق ہے کہ اس کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے، آپ کی علمی و عملی زندگی سے سبق سیکھا جائے لیکن طوالت کا خوف دامن گیر ہے اس لیے اختصار کے پیش نظر آپ کی تمام زندگی کی تمام قیمتی باتوں کا خلاصہ جامعیت کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

توکل علی اللہ:

ہمارا مذہبی، ملی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ ہم خدائے واحد ہی کو تمام مشکلات کا حل کرنے والا اور کارساز حقیقی سمجھ کر پورے یقین و اذعان کے ساتھ اسی پر اعتبار کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں۔

خطبہ صدارت اجلاس جمعیت علماء شہر حیدرآباد، 1951ء

مدارس اور دینی تعلیم:

اگر ہمارا ہر ایک گھر تعلیم گاہ و تربیت گاہ نہ بن سکے تو کم از کم ہر مسجد تو تربیت گاہ ہونی چاہیے آخری شکل یہ ہے کہ ہم اپنے پرائیوٹ اسلامی مدارس و مکاتب کا جال پورے ہندوستان میں پھیلا دیں۔

خطبہ صدارت، اجلاس جمعیت علماء، شہر کلکتہ، 1955

پابندی شریعت:

اگر ہم اپنا مستقبل روشن بنانا چاہتے ہیں تو شرط یہ ہے کہ اسلام سے زیادہ سے زیادہ وابستہ ہوں اور داعی اسلام محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت کو زیادہ سے زیادہ مضبوطی سے تھام لیں

خطبہ صدارت اجلاس جمعیت علماء شہر سورت، 1956ء

عدل و انصاف / اخلاق حسنہ:

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تمام تنگ نظریوں سے بالاتر ہو کر اعلیٰ اخلاق کا نمونہ، عدل و انصاف کا مجسمہ اور تہذیب و شرافت کا پیکر بن کر دنیا کے سامنے پیش ہو۔

خطبہ صدارت اجلاس جمعیت علماء شہر سورت، 1956ء

جوانمردی سے مصائب کا مقابلہ:

جبن، بزدلی اور خوف کو اپنے دلوں سے نکال دو اسلام اور بزدلی ایک جگہ جمع

نہیں ہو سکتے۔ صبر و استقلال کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرو۔

رسالہ پیغام آزاد و مدنی مطبوعہ دیوبند

پاکستان سے اچھے تعلقات:

مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ملک تقسیم ہو چکا ہے پاکستان اسکیم ایک حقیقت بن چکی ہے جس طرح انڈین یونین پوری دنیا کی سیاست میں ایک مرکز ہے اسی طرح پاکستان بھی انٹر نیشنل سیاست کا ایک یونٹ قرار دیا جا چکا ہے۔ اب پورے ملک اور ایشیا کی مصلحتوں کا یہی تقاضا ہے دونوں ملکوں کے تعلقات خوش گوار ہوں آپس میں ایک دوسرے پر پورا اعتماد ہو آپس کے قضیوں کو خود طے کریں دونوں ملکوں کے عوام ایک دوسرے کے قریب ہوں ان کے تجارتی اور اقتصادی تعلقات زیادہ سے زیادہ بہتر اور مضبوط ہوں آمد و رفت کے راستے کھلے ہوئے ہوں اور جو تلخیاں برداشت کی جا چکی ہیں ان کی جگہ محبت اور دوستی کے ترانے ہر جگہ گائے جائیں

خطبہ صدارت، حیدرآباد، 1951

وفات حسرت آیات:

13 جمادی الاول بمطابق 5 دسمبر 1957 جمعرات کے دن دوپہر کے وقت دیوبند میں وفات پائی۔ تاخیر سے بچنے کے لیے رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے حکم پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اللہ اکابر کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

سوموار، 5 دسمبر، 2022ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ نصیحتیں

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح فرمائے۔

عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ۔ قُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللهِ مَرَّتَيْنِ.

قَالَ: لَا تَقُلْ: عَلَيْكَ السَّلَامُ. فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ. قَالَ قُلْتُ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَنَا رَسُولُ اللهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ.

قُلْتُ اِعْهَدْ إِلَيَّ. قَالَ: لاَ تَسُبَّنَّ أَحَدًا. قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً. قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلاَ تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

سنن ابی داود، رقم الحدیث:4086

ترجمہ: حضرت ابو جُرَی جابر بن سُلیم تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (جب میں مدینہ منورہ آیا تو) میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے احکام و آراء پر تمام لوگ عمل پیرا ہیں وہ جو کچھ فرماتے ہیں سب لوگ اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے

دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں سلام کیا:

عليك السلام يا رسول الله۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عليك السلام نہ کہو! کیونکہ یہ الفاظ (زمانہ جاہلیت میں) مردوں سے سلام کے وقت کہے جاتے تھے۔ بلکہ السلام عليك کہو! میں نے عرض کی کہ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (یہ تو طے شدہ بات ہے کہ) میں اللہ کا رسول ہوں (آپ یہ پوچھیں کہ مجھے کس مقصد کے لیے مبعوث کیا گیا) اگر آپ کو نقصان پہنچے اور آپ اللہ سے (میرے وسیلے سے) دعا کریں تو وہ آپ سے اس کو دور کر دے گا۔ اگر آپ قحط سالی کا شکار ہوں اور آپ اللہ سے (میرے وسیلے سے) دعا کریں تو وہ آپ کے لیے (قحط سالی کو دور کر کے) ہریالی اگا دے گا۔ اگر آپ سنسان جنگل میں ہوں اور سواری گم ہو جائے آپ اللہ سے (میرے وسیلے سے) دعا کریں تو وہ آپ تک سواری پہنچا دے گا۔

روای حضرت جابر بن سُلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: مجھے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو گالی نہ دینا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد، غلام یہاں تک کہ اونٹ اور بکری تک کو گالی نہیں دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نیکی کو معمولی اور حقیر سمجھ کر مت چھوڑنا۔ بھلے وہ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا ہی ہو، یہ بھی نیکی ہے۔

اپنی تہبند (شلوار) کو آدھی پنڈلی کے برابر اونچا رکھو۔ اگر ایسا کرنے میں دشواری ہو تو بہر حال ٹخنوں سے اوپر رکھو اور ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے۔

اگر کوئی شخص آپ کو نامناسب بات کہے یا آپ میں پائے جانے والے کسی

عیب کی وجہ سے آپ کو عار دلائے تو اس کے بدلے میں آپ اس کو ایسے عیب کی وجہ سے عار نہ دلائیں جو اس میں پایا بھی جاتا ہو کیونکہ اس کے اس عمل کا وبال اسی پر ہو گا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف ارشادات سے امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اس میں عقیدہ، عمل اور اخلاق سب شامل ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی درج بالا حدیث مبارک بھی ہے۔

عقیدے کی اصلاح:

1: تشبہ بالجہال سے ممانعت:

سب سے پہلے جہلاء کے ساتھ تشبہ سے منع کیا۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں لوگ مردوں کو سلام علیک کہتے تھے۔ زندوں اور مردوں میں فرق کرنے کے لیے السلام علیک کو مقرر فرمایا۔ بلکہ مردوں کو بھی السلام علیکم یا اھل القبور کے الفاظ سے سلام کرنے کا حکم دیا۔

2: نقصان کے وقت رجوع الی اللہ:

دوسری بات یہ سمجھائی کہ اگر نقصان پہنچے تو اللہ سے دعا مانگی جائے کیونکہ نقصان سے نجات دینے والی ذات وہی ہے۔ معلوم ہوا جیسے نقصان ہونے سے پہلے اس سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے اسی طرح ہونے کے بعد نجات کی دعا بھی مانگنی چاہیے۔

فائدہ: اس کا تعلق مال تجارت سے معلوم ہوتا ہے۔

3: قحط سالی کے وقت رجوع الی اللہ:

تیسری بات یہ سمجھائی کہ اگر قحط سالی کا شکار ہو جائیں تو اللہ سے دعا مانگیں وہ ذات قحط سالی کی جگہ ہریالی سے حالات کو بدل دے گی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قحط سالی ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس موقع پر اللہ سے دعا مانگنا ایک طرح کی توبہ ہے جس سے گناہ معاف اور قحط سالی ٹل جاتی ہے۔

فائدہ: اس کا تعلق زراعت سے معلوم ہوتا ہے۔

4: سفری پریشانی کے وقت رجوع الی اللہ:

چوتھی بات یہ سمجھائی کہ اگر سفر میں سواری کے حوالے سے پریشانی ہو تو اس وقت اللہ کی طرف رجوع کریں۔ دعا مانگیں۔ اللہ اس پریشانی کو ختم فرما دیں گے۔

فائدہ: سابقہ باتوں کا تعلق مقیم سے جبکہ اس کا تعلق مسافر سے ہے۔

اخلاق کی اصلاح:

پانچویں بات یہ سمجھائی کہ معاشرے میں لڑائی جھگڑے کی بنیاد بننے والی باتوں سے بچیں خصوصاً گالم گلوچ سے۔ اس پر تو ہمارا مستحکم اعتقاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے اس کی وجہ سمجھ آئے یا نہ آئے بہرحال اس سے دور رہنا چاہیے کیونکہ اتباع میں اعتقاد کو دخل ہوتا ہے مشاہدے کو نہیں لیکن اس کے باوجود مشاہدہ بھی یہی کہتا ہے کہ گالم گلوچ باہمی جھگڑے اور فساد کا باعث ہے۔

عمل کی اصلاح:

1: نیکی کو حقیر نہ سمجھیں:

چھٹی بات یہ سمجھائی کہ کسی نیک عمل کو معمولی اور حقیر سمجھ کر نہ چھوڑو۔ آج ہم بہت ساری نیکیوں سے محض اس لیے محروم رہ جاتے ہیں کہ ہم انہیں معمولی سمجھ لیتے ہیں۔ کم رقم صدقہ کرنے کو معمولی سمجھتے ہیں یہ سوچتے ہیں یہ بھلا معمولی رقم بھی صدقہ ہوتی ہے، صدقہ ہو تو زیادہ رقم کا ہو۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کم رقم صدقہ کرنے سے بھی رہ جاتے ہیں۔ یہی حال ہے تمام نیک اعمال کا۔ حالانکہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں میں غور کیا جائے تو وہ بڑی نیکیوں کے ساتھ ساتھ چھوٹی نیکیوں کو بھی کیا کرتے تھے انہیں چھوڑا نہیں کرتے تھے۔ جن میں ایک نیکی مسکرا کر ملنے والی بھی ہے۔ جسے عام طور پر نیکی ہی نہیں سمجھا

جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ بھی نیکی ہے اس سے بھی اللہ راضی ہوتے ہیں۔

2: تکبر سے بچیں:

ساتویں بات یہ سمجھائی کہ اپنی تہبند / شلوار کو نصف پنڈلی تک رکھیں اگر ایسا کرنے میں کسی طرح کی کوئی دشواری ہو تو کم از کم درجہ یہ ہے کہ ٹخنوں سے اوپر ہی رکھو کیونکہ ٹخنوں سے نیچا رکھنا تکبر کی علامت اور متکبرین کی نشانی ہے۔ دوسرے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے آج ہمارے بہت سارے بھائی اس کبیرہ گناہ میں مبتلا ہیں۔ صرف نماز کے وقت پائجامے اونچے کرتے ہیں۔ عام حالات میں بھی مردوں کے لیے ٹخنے ننگے رکھنے کا حکم ہے۔ عورتوں کے لیے نہیں۔

3: عیب گوئی سے بچیں:

آٹھویں بات یہ سمجھائی کہ کسی کے عیب پر مطلع ہونے کے باوجود اسے عار نہ دلاؤ! حتیٰ کہ اگر نوبت یہاں تک بھی پہنچ جائے کہ دوسرا شخص آپ کے اس عیب پر آپ کو عار دلا رہا ہو جو آپ میں پایا جاتا ہو تب بھی اس معاملے کو در گزر کرو جبکہ ہمارے ہاں تو کسی میں عیب نہ بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کسی عیب کو منسوب کرتے ہیں اور پھر اس کو اچھالتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دوسرے نے ایسا کیا تو اس کا وبال اسی پر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیمات نبوی پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

منگل، 13 دسمبر، 2022ء

یادداشت





